عمران سیریز
تھریڈ بال مشن
مظہر کلیم
ایم اے

عمران سیریز

تھریڈ بال مشن

مکمّل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "تھریڈ بال مشن" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ جاسوسی ادب میں نئے اور منفرد موضوعات آپ کے سامنے پیش کر سکوں۔ یہ ناول بھی ایک بین الاقوامی تجارتی سودے پر مبنی ہے۔ ایسے تجارتی سودے پر جو دنیا کے تمام ممالک میں بالعموم ہوتے ہیں لیکن آج تک ایسے بین الاقوامی سودوں کے پس منظر میں ہونے والی سرگرمیوں کو کبھی منظر عام پر نہیں لایا گیا اور نہ ہی عام طور پر یہ سوچا جاتا ہے کہ ایسے عام سے تجارتی سودوں کے پیچھے سازشیں کارفرما ہو سکتی ہیں لیکن ملکی مفادات کی غرض سے ایسا ہوتا رہتا ہے اور یہ ایسے جرائم ہوتے ہیں جو وقوع پذیر تو ہوتے رہتے ہیں لیکن رہتے یہ پس منظر میں ہی ہیں۔ اس ناول میں ایسی ہی سازشانہ سرگرمیوں کو سامنے لایا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس ناول کے مطالعہ سے قارئین کے سامنے چھپے ہوئے ایسے گوشے بے نقاب ہوں گے کہ انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ جرائم صرف مار دھاڑ یا قتل و غارت پر ہی مبنی نہیں ہوتے اور یہ ناول بھی اپنے منفرد موضوع اور دلچسپی کے لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے کیونکہ آپ کی آراء حقیقتاً میرے لئے مشعل راہ ہوتی ہے البتہ ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے

چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔

فیصل آباد سے محمد عبدالباسط قمر صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول طویل عرصے سے پڑھ رہا ہوں۔ آپ کا ناول "ریڈ آرمی" مجھے بے حد پسند آیا ہے لیکن آپ نے اس کے اشتہار میں لکھا تھا کہ یہ ہزاروں صفحات پر پھیلا ہوا ہے جبکہ یہ بمشکل ڈیڑھ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ برائے کرم ایسا ہی ایکشن، سسپنس، اور دلچسپی سے بھرپور طویل ناول ضرور لکھیں جو واقعی ہزاروں صفحات پر پھیلا ہوا ہو۔ ماسٹر سکاٹا جیسے دلچسپ اور انوکھے کردار کو آپ نے سامنے لا کر ہمارے اشتیاق کو اس قدر بڑھا دیا ہے کہ اب ہم اس ناول کا شدت سے انتظار کر رہے ہیں جس میں ماسٹر سکاٹا اور عمران کے درمیان کوئی بھرپور فائٹ سامنے آسکے۔ امید ہے آپ ضرور جلد از جلد میری درخواست کو شرف پذیرائی بخشیں گے"۔

محمد عبدالباسط قمر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ہزاروں اور ڈیڑھ ہزار صفحات کا تعلق ہے تو بہرحال ڈیڑھ ہزار صفحات ہزاروں کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں۔ آپ کے ذہن میں شاید ہزاروں سے لاکھوں کا تصور ابھرا ہے اس لئے آپ نے یہ شکایت کی ہے لیکن موجودہ مہنگائی کے دور میں تو سینکڑوں کا بوجھ بھی اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان ڈیڑھ ہزار کو ہی لاکھوں تصور کیجئے۔ جہاں تک ماسٹر سکاٹا کی واپس کا تعلق ہے تو بے شمار قارئین نے اس سلسلے میں خطوط لکھے ہیں اس لئے یقیناً ماسٹر سکاٹا کی واپسی ہو گی لیکن کب۔ اس کا جواب شاید قطعی طور پر نہ دیا جا سکے۔ البتہ میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد ایسا ہو سکے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ملتان سے کنزیٰ پروین شیریں صاحبہ لکھتی ہیں۔ "گزشتہ کئی سالوں سے آپ کے ناول پڑھ رہی ہوں۔ اردو کے جاسوسی ادب میں بلاشبہ آپ کا نام سرفہرست ہے۔ ایک ناول میں آپ نے جولیا کو مرد کا روپ دیا اور اس سلسلے میں پیڈنگ سے کام لیا گیا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ملک میں بھی اس قسم کے پیڈز ملتے ہیں۔ اگر ملتے ہیں تو ضرور پتہ لکھ دیں کیونکہ میں بھی ایسے پیڈز حاصل کرنا چاہتی ہوں"۔

محترمہ کنزیٰ پروین شیریں صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے پر مشکور ہوں۔ آپ نے جن پیڈز کے سلسلے میں لکھا ہے ایسے پیڈز عام دکانوں سے تو نہیں ملتے البتہ خصوصی آرڈر پر میک اپ کا سامان بنانے والے کسی بھی بڑے ادارے سے تیار کرائے جا سکتے ہیں۔ اگر آپ ایسے پیڈز حاصل کرنا چاہتی ہیں تو آپ کو اس سلسلے میں کسی ادارے سے رابطہ کرنا ہو گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

ڈیرہ غازی خان سے عبدالغفور صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں کیونکہ آپ کے ناول پڑھتے ہوئے یہی احساس ہوتا

ہے کہ جیسے سب کچھ ہمارے سامنے ہو رہا ہو۔ ناول "مکروہ چہرے"
ہمیں بے حد پسند آیا۔ آپ نے اس معاشرتی برائی پر قلم اٹھا کر واقعی
جہاد کیا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ایسے ہی شاہکار ناول لکھتے رہیں
گے البتہ ایک درخواست ہے کہ آپ ناولوں میں ملکوں کے نام آسان
سے لکھا کریں تاکہ ہمیں پڑھنے میں آسانی رہے"۔

محترم عبدالغفور صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد
شکریہ۔ "مکروہ چہرے" میں جس معاشرتی برائی کو سامنے لایا گیا ہے
اس جیسی بے شمار برائیاں ہمارے ارد گرد موجود ہیں لیکن ہم انہیں
اس لئے نظر انداز کر دیتے ہیں کہ ان کا خاتمہ صرف حکومت کا کام ہے۔
حالانکہ اگر ہم آپس میں مل کر ان کے خلاف بے لوث جدوجہد کریں تو
ان برائیوں کا خاتمہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے اور ایسے موضوعات پر
ناول لکھنے کا اصل مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ ہمارے اندر ایسی
برائیوں کے خلاف جدوجہد کرنے کی تحریک بیدار ہو سکے اور مجھے خوشی
ہے کہ قارئین نے جس انداز میں خطوط لکھے ہیں اس سے میرا یہ مقصد
کسی حد تک پورا ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ بھی ایسی برائیوں کے
خلاف ناول لکھتا رہوں گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں کرسی پر تقریباً نیم دراز
ایک رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون
کی گھنٹی بج اٹھی۔ سلیمان چونکہ اس وقت فلیٹ سے باہر تھا اس لئے
ظاہر ہے کہ فون عمران کو ہی اٹنڈ کرنا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر
رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔
عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

"سوری رانگ نمبر"...... دوسری طرف سے ایک بوکھلائی ہوئی
سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے
زیر لب مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ لیکن چند منٹوں بعد فون کی
گھنٹی دوبارہ بج اٹھی تو عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ

بدہان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے اس بار تعارف میں مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ۔ آپ۔ خالہ جاد ہیں کیا"...... دوسری طرف سے بوکھلائی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ خالہ جاد کی مخصوص اصطلاح تو قاسم کے ساتھ منسوب کی جاتی تھی اور قاسم تو کافرستان میں تھا۔

"کیا آپ کافرستان سے کال کر رہے ہیں"...... عمران نے رسالہ ایک طرف ہٹاتے ہوئے پوری طرح متوجہ ہو کر کہا۔

"نہیں جناب میں سنگرام کے ہنی مون ہوٹل کا مینجر راحت حسین بول رہا ہوں۔ یہاں ایک صاحب نے ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ میں نے پولیس کو کال کر لیا لیکن وہ صاحب پولیس کے قابو میں نہیں آرہے اور انہوں نے پولیس کو بھی خوفناک دھمکیاں دی ہیں۔ ان صاحب کا نام قاسم ہے۔ ویسے وہ کافرستان کے ہی رہنے والے ہیں۔ اب پولیس بگڑی ہوئی ہے جس کی وجہ سے ان کے ایک ساتھی نے مجھے یہ نمبر دیا ہے کہ اس نمبر پر قاسم صاحب کے خالہ جاد رہتے ہیں۔ وہ انہیں آسانی سے ڈیل کر سکتے ہیں اس لئے ہم نے آپ کو فون کیا ہے۔ اگر آپ واقعی اس ہاتھی نما انسان کو ڈیل کر سکتے ہیں تو جناب مہربانی کر کے فوراً یہاں تشریف لائیں ورنہ پولیس یقیناً انہیں گولی مار دے گی۔ انہوں نے کئی پولیس والے زخمی کر دیئے ہیں اور ہوٹل کا سارا فرنیچر وغیرہ توڑ دیا ہے"...... دوسری طرف سے

انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

"آپ ان سے میری بات کرائیں۔ انہیں کہیں کہ فوراً اپنے خالہ جاد سے بات کریں ورنہ سرعاصم کوڑا لے کر یہاں پہنچ رہے ہیں اور اس کے بعد پولیس آفیسر سے میری بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ قاسم کسی بزنس کے سلسلے میں سنگرام آیا ہوگا کیونکہ سنگرام دارالحکومت سے تین چار سو کلومیٹر دور ایک بہت بڑا صنعتی شہر تھا اور یہاں ٹیکسٹائل ملوں کی افراط تھی۔ قاسم اور سرعاصم بھی ٹیکسٹائل ملوں کے مالک تھے اور مینجر کی بات کرتے ہوئے جو حالت تھی اس سے عمران سمجھ گیا تھا کہ قاسم نے وہاں واقعی اودھم مچا رکھا ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ پولیس واقعی اسے گولی ہی مار دے۔

"ہالو"...... چند لمحوں بعد قاسم کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا ہالو ہالو لگا رکھی ہے۔ خبردار اگر تم نے اب ہالو کہا۔ میں نے بڑی مشکل سے سرعاصم کو روک رکھا ہے ورنہ اس بار وہ تمہاری کھال میں بھس بھروا کر اسے عجائب گھر میں رکھوانے کا فیصلہ کر چکے ہیں"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا کہہ رہے ہو۔ سالے خالہ جاد۔ یہ تم کہاں سے ٹپک پڑے اور ہاں یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میری کھال میں بھس۔ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے سالے خالہ جاد۔ اتنا بھس کہاں سے آئے گا اور یہ تمہارے ملک کے ہوٹل والے اور

پولیس والے تو سالے ایک دم حرام کھور ہیں۔ سالے مجھے دھمکی دے رہے ہیں"...... قاسم نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید بے پناہ غصے کے عالم میں تھا اس لئے عمران کی بات کا اس پر کوئی خاص اثر نہ ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں سر عاصم کو کہہ دیتا ہوں کہ قاسم کھال اتروانے اور اس میں بھس بھروانے کے لئے تیار ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ارے ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ارے تم تو میرے اچھے خالہ جاد ہو۔ پلیج ڈیڈی کو روکو۔ اب میری توبہ۔ میں کسی فل فلوٹی کو پکڑنا تو ایک طرف سالے اس پر نجر بھی نہ ڈالوں گا۔ میری توبہ۔ میرے ڈیڈی کی توبہ۔ منشی تفجل کی بھی توبہ"...... قاسم نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر سیدھی طرح اپنے کمرے میں جاؤ۔ میں وہاں آرہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"پھر ڈیڈی تو نہیں آئیں گے"...... قاسم نے سہمے ہوئے اور ڈرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ میری بڑی عزت کرتے ہیں اس لئے جب تک میں انہیں نہیں کہوں گا وہ نہیں آئیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ عجت کرتے ہیں۔ سالے تم عجت کے لائق ہو۔ سالے

چھٹانک بھر کے خالہ جاد۔ ہونہہ۔ عجت کرتے ہیں"...... قاسم کی ذہنی رو ایک بار پھر بہکنے لگی تھی۔

"چلو میں سر عاصم کو بلا لیتا ہوں۔ پھر تم خود دیکھ لینا کہ وہ میری کیسی عزت کرتے ہیں"...... عمران نے ایک بار پھر دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے جب میں نے بول دیا سالے کہ اب میں فل فلوٹی پر نجر بھی نہ ڈالوں گا تو پھر کیوں سالے۔ کیوں بت شکن۔ وہ کیا۔ کیا کہتے ہیں ایک تو سالے یہ گلت الفاج نجانے کہاں سے ٹپک پڑتے ہیں"...... قاسم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وعدہ شکن"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اس کی تصیح کی۔

"ہاں سالے۔ پھر تم کیوں وعدہ شکن بن رہے ہو۔ اللہ میاں کے فرشتے آگ کے کوڑے ماریں گے سالے تمہیں۔ ہاں"...... قاسم نے کہا۔

"تو پھر خاموشی سے اپنے کمرے میں جاؤ اور جب تک میں نہ آؤں تم نے باہر نہیں آنا"...... عمران نے کہا۔

"اچھا اچھا سالے۔ اب کیا کروں۔ ڈیڈی کی مجبوری ہے کہ اب تم جیسے مچھر کی دھمکی بھی سننی پڑ رہی ہے ہونہہ۔ دوسری طرف سے انتہائی غصے سے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو سر۔ میں مینجر بول رہا ہوں سر۔ آپ نے کمال کر دیا ہے

سر۔ وہ اب سر جھکائے اپنے کمرے میں جا رہے ہیں"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"مسٹر مینجر۔ میری بات غور سے سن لو۔ قاسم کافرستان کا بہت بڑا بزنس مین ہے۔ اس کے والد سر عاصم کی وہاں بے شمار ٹیکسٹائل ملیں بلکہ گروپ آف کمپنیز ہیں اس لئے پولیس کو واپس بھجوا دو۔ تمہارے ہوٹل کا نقصان وہ ایک لمحے میں پورا کر دے گا اور تم نقصان کی بات کر رہے ہو وہ چاہے تو کھڑے کھڑے تمہارے اس ہوٹل جیسے دس ہوٹلوں کی رقم دے دے۔ میں خود وہاں آرہا ہوں۔ پھر میں خود ہی اسے ڈیل کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"جناب آپ کی بات درست ہے۔ پولیس نے جب اعلیٰ حکام کو اس بارے میں اطلاع دی تو جناب اعلیٰ حکام خود یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے پولیس کو واپس جانے کا کہہ دیا ہے لیکن قاسم صاحب کسی کی سن ہی نہ رہے تھے۔ یہ تو آپ نے انہیں رام کر لیا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے میں خود آرہا ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے رسالہ اٹھا کر الماری میں رکھا اور پھر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لباس تبدیل کر کے باہر آیا تو اس نے نیلے رنگ کا نیا سوٹ پہن رکھا تھا۔ ابھی وہ کمرے سے باہر نکلا ہی تھا کہ بیرونی دروازہ کھلا اور سلیمان اندر داخل ہوا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ برد کھاوے کے لئے جا رہے ہیں"...... سلیمان

نے چونک کر کہا تو عمران اس کے اس خوبصورت فقرے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"برد کھاوے کے لئے تو جب جاتا جب بر کو ساتھ لے جاتا۔ اب بر تو رہ جائے یہاں فلیٹ میں تو میں وہاں جا کر کیا دکھاؤں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے سلیمان کا فقرہ اس پر ہی الٹ دیا تھا۔

"آپ کے منہ میں گھی شکر۔ ویسے بزرگ کہتے ہیں دکھاوا اچھا نہیں ہوتا"...... سلیمان بھلا کہاں ٹلنے والا تھا اور عمران ہنستا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سنگرام کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس کے سامنے ایک فائل رکھی ہوئی تھی۔

"یس" ...... ادھیڑ عمر نے فائل پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔

"آسکر بول رہا ہوں باس" ...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس" ...... ادھیڑ عمر نے پہلے کی طرح سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر عاصم کالڑکا قاسم ان دنوں پاکیشیا گیا ہوا ہے" ...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔ کیوں" ...... ادھیڑ عمر نے اس بار چونک کر کہا۔

"بزنس ٹور کے سلسلے میں" ...... دوسری طرف سے آسکر نے

مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کب واپسی ہے اس کی" ...... باس نے پوچھا۔

"یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے باس۔ وہ چاہے تو ایک روز بعد واپس آجائے اور چاہے تو پورا مہینہ وہاں رہ جائے۔ اس لئے حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا" ...... آسکر نے جواب دیا۔

"تو اسے وہاں پاکیشیا سے اغوا کر لو" ...... باس نے کہا۔

"وہاں سے تو وہ آسانی سے اغوا ہو سکتا ہے باس۔ لیکن"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن کیا۔ بات ادھوری مت چھوڑا کرو۔ مجھے اس طرح سسپنس پیدا کرنے سے شدید نفرت ہے۔ سمجھے" ...... باس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس موجود ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کے قاسم سے انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات ہیں اور یقیناً قاسم وہاں پاکیشیا میں عمران سے ملا ہو گا اور اگر قاسم کو وہاں سے اغوا کیا گیا تو پھر عمران کو اس کی اطلاع مل جائے گی اور وہ اس کے لئے کام شروع کر دے گا" ...... آسکر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہو جائے گا۔ ہم نے اس قاسم کو اغوا کر کے اس کا اچار تو نہیں ڈالنا۔ ہم نے اس سے صرف اتنی ہی معلومات حاصل کرنی ہیں کہ کافرستان اور اسٹارم حکومت کے درمیان دھاگے کا جو دس

سالہ بڑا سودا ہو رہا ہے اس میں کافرستان نے کیا ریٹس دیئے ہیں تاکہ ہم اس سے کم ریٹ دے کر یہ سودا اپنے حق میں کر لیں۔ یہ کام وہیں پاکیشیا میں ہی ہو سکتا ہے"...... باس نے کہا۔

"لیکن باس۔ یہ کام اسٹارم کے متعلقہ محکمے کے لوگوں کو بھاری رقم دے کر بھی تو کرایا جا سکتا ہے"...... آسکر نے کہا۔

"نہیں۔ جسی کے پاس یہ ریٹس ہیں وہ انتہائی بااصول آدمی ہے۔ وہ مر تو سکتا ہے لیکن کسی کو راز نہیں دے سکتا اور اسے بلیک میل کرنے کا بھی کوئی طریقہ نہیں ہے۔ وہ حکومت کا اتنا بڑا عہدیدار ہے کہ اس پر کسی قسم کا تشدد بھی نہیں کیا جا سکتا اور آخری بات یہ کہ ہماری حکومت اسٹارم حکومت سے کسی طرح بھی بگاڑ پیدا نہیں کرنا چاہتی کیونکہ ہماری زیادہ تر تجارت کا تعلق بھی اسٹارم سے ہے۔ کافرستان کی حکومت کے ریٹس قاسم کے والد سر عاصم نے بھجوائے ہیں اس لئے قاسم کو بہرحال ان کے بارے میں معلوم ہو گا"۔ باس نے کہا۔

"قاسم کے بزنس مینجر سے بھی تو انہیں حاصل کیا جا سکتا ہے"۔ آسکر نے کہا۔

"یہ ساری کوششیں پہلے کی جا چکی ہیں آسکر۔ اس لئے اب یہ آخری کوشش کی جا رہی ہے۔ تم ایسا کرو کہ پاکیشیا چلے جاؤ اور اس قاسم کی کوئی کمزوری معلوم کرو۔ پھر چاہے اس کو اغوا کئے بغیر اس سے ریٹس حاصل کرو۔ چاہے اغوا کر کے۔ ہمیں بہرحال یہ ریٹس

چاہئیں۔ ہم کسی صورت بھی اتنا بڑا سودا ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتے"...... باس نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ میں نے اب تک جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق یہ قاسم انتہائی موٹے دماغ کا آدمی ہے۔ انتہائی سادہ لوح ہے اور اس کی کمزوری عورتیں ہیں اس لئے میں مادام جوزی کو ساتھ لے جاتا ہوں۔ مادام جوزی نے اگر قاسم کے موٹے دماغ کو کنٹرول میں لے لیا تو پھر کسی کو پتہ بھی نہ چلے گا اور ہمیں ریٹس مل جائیں گے ورنہ مادام جوزی دوسرے انداز میں بھی قاسم سے معلومات حاصل کر سکتی ہے"...... آسکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جوزی کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں اور سنو۔ اگر وہاں عمران سے تمہاری ملاقات بھی ہو جائے تب بھی تمہیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ان معاملات میں دلچسپی نہیں لیا کرتا البتہ اسے یہ مت بتانا کہ ہمارا مشن کیا ہے کیونکہ پاکیشیا بھی اس سودے میں شریک ہے"...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اب میں سمجھ گیا ہوں"...... دوسری طرف سے آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور سنو۔ اگر کوئی بھی رکاوٹ سامنے آئے تو بے دریغ رکاوٹ دور کر دینا۔ یہ سودا جس قدر اہم ہے اس کے مقابلے میں ہم آدھے پاکیشیا یا آدھے کافرستان کے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیں تب بھی سودا مہنگا نہیں رہے گا"...... باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور باس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مادام جوزی جہاں بھی ہو میری اس سے بات کراؤ"...... باس نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر فائل پر نظریں جما دیں۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... باس نے اپنے مخصوص تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مادام جوزی لائن پر ہیں باس"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... باس نے کہا۔

"ہیلو باس۔ میں جوزی بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"جوزی۔ تم نے آسکر کے ساتھ ایک انتہائی اہم مشن پر پاکیشیا جانا ہے اور ہو سکتا ہے تمہیں کافرستان بھی جانا پڑ جائے۔ آسکر تمہیں تفصیل بتا دے گا۔ تم نے اس مشن کو کامیاب کرنے کے لئے ہر طرح سے محنت کرنی ہے کیونکہ حکومت پالینڈ کے لئے یہ انتہائی اہم مشن ہے"...... باس نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور باس نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھا اور ایک بار پھر سامنے موجود فائل پر نظریں جما دیں۔

عمران نے کار سنگرام کے انتہائی عالیشان اور نئے تعمیر شدہ ہوٹل ہنی مون کی وسیع و عریض پارکنگ میں روکی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے پارکنگ بوائے نے اسے کارڈ دیا اور عمران کارڈ لے کر تیزی سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا لیکن جب وہ ہال میں داخل ہوا تو بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ وہاں ایک بھی گاہک موجود نہ تھا بلکہ ٹوٹے پھوٹے فرنیچر کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے جنہیں ملازمین اٹھا اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ ایک طرف ایک ادھیڑ عمر آدمی خاموش کھڑا یہ سب کچھ ہوتے دیکھ رہا تھا۔

"سوری سر۔ ہوٹل ایک ناخوشگوار صورت حال کے لئے کل تک بند کر دیا گیا ہے"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران اس کے بولتے ہی سمجھ گیا کہ یہ مینجر راحت حسین ہے جس نے اسے فون کیا تھا۔

"وہ میرا خالہ جاد بلکہ دیو جاد کہاں ہے راحت صاحب"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو آپ ہیں علی عمران۔ آپ نے دیکھا جناب ہوٹل کا کیا حال ہوا ہے۔ قاسم صاحب نے اس طرح فرنیچر توڑا ہے جیسے وحشی ہاتھی گنے کے کھیت سے گزر جاتا ہے۔ ہوٹل کی ساکھ بھی خراب ہوئی ہے اور ہوٹل کا نقصان بھی ہوا ہے"...... مینجر نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ہوٹل کس کی ملکیت ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"سر آصف خان صاحب بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین ہیں اور سب سے زیادہ حصص بھی ان کے ہیں"...... مینجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ لیکن وہ تو دارالحکومت میں ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ انہیں رپورٹ مل چکی ہے اور شاید وہ ابھی تھوڑی دیر بعد یہاں پہنچ بھی جائیں۔ وہ اس معاملے میں سخت ناراض ہیں اور شاید اب میں بھی یہاں سے فارغ ہو جاؤں کیونکہ بہرحال میں یہاں کا مینجر ہوں اور ہر قسم کے انتظامات کا ذمہ دار ہوں"...... مینجر نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ پہلے کس ہوٹل میں کام کرتے رہے ہیں۔ دارالحکومت ہیں

تو کسی ہوٹل میں آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی"...... عمران نے کہا تو مینجر بے اختیار چونک پڑا۔

"میں غیر ممالک میں طویل عرصے تک ہوٹلوں میں کام کرتا رہا ہوں۔ میں یہاں اپنے بچوں سے ملنے آیا تھا کہ یہاں مینجر کے لئے اشتہار دیا گیا۔ میں نے بھی اپلائی کر دیا اور بورڈ آف ڈائریکٹرز نے مجھے منتخب کر لیا اور ہوٹل کا افتتاح ہوئے ابھی چند ماہ ہی ہوئے ہیں"...... مینجر نے جواب دیا۔

"بہرحال بے فکر رہیں۔ نہ ہی آپ کو ملازمت سے فارغ کیا جائے گا اور نہ ہی سر آصف خان آپ سے ناراض ہوں گے۔ آپ نے بس انہیں صرف اتنا کہہ دینا ہے کہ ان کا بھتیجا علی عمران یہاں موجود ہے"...... عمران نے کہا تو مینجر بے اختیار اچھل پڑا۔

"بھتیجا۔ مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے سر آصف خان صاحب کا تو نہ کوئی بھائی ہے اور نہ کوئی بہن۔ وہ اپنے والد کے اکلوتے ہیں"۔ مینجر نے کہا۔

"اس بات سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑا کرتا۔ میں ہر بڑے آدمی کا بھتیجا ہوں۔ سمجھے۔ جگت بھتیجا۔ بہرحال اب بتائیں کہ یہ ہنگامہ شروع کیوں ہوا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"قاسم صاحب اپنے مینجر اور سیکرٹری کے ساتھ ڈائننگ ہال میں کھانا کھا رہے تھے۔ ان کے لئے علیحدہ میز اور کرسیاں لگوائی گئی تھیں کہ اچانک ان کی نظریں ڈائننگ ہال میں موجود ایک خاتون پر پڑیں

تو انہوں نے کھانا چھوڑ دیا اور اٹھ کر اس خاتون کی طرف بڑھنے لگے اور پھر انہوں نے اس خاتون کا بازو پکڑا اور اسے گھسیٹ کر اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ خاتون نے چیخیں مارنا شروع کر دیں۔ اس خاتون کے ساتھ دو مرد تھے۔ انہوں نے قاسم صاحب سے اس کا بازو چھڑانے کی کوشش کی تو قاسم صاحب نے ہاتھ چلا دیئے اور وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر دور جا گرے جبکہ وہ خاتون خوف کی شدت سے بے ہوش ہو گئی لیکن قاسم صاحب عجیب و غریب قسم کی زبان بولتے ہوئے اور اس خاتون کو گھسیٹتے ہوئے ہال کی طرف اس طرح بڑھنے لگے جیسے قدیم دور کا کوئی وحشی کسی خاتون کو زبردستی گھسیٹ کر لے جا رہا ہو۔ ظاہر ہے ڈائننگ ہال میں افراتفری پیدا ہو گئی۔ اس خاتون کے ساتھی بھی دوبارہ اٹھ کر قاسم صاحب کی طرف دوڑے۔ وہ سخت غصے میں تھے اور چیخ رہے تھے۔ انہوں نے قاسم صاحب پر مکے بھی برسائے لیکن قاسم صاحب ہال میں پہنچ گئے۔ یہاں کی سیکورٹی نے جب انہیں روکنا چاہا تو وہ بپھر گئے لیکن بہرحال سیکورٹی نے مل کر ان سے اس بے ہوش خاتون کو چھڑایا۔ بس پھر تو جیسے قاسم صاحب پاگل ہو گئے انہوں نے فرنیچر اٹھا اٹھا کر فرش پر مارنا شروع کر دیا۔ سارے لوگ بھاگ گئے۔ مجھے اطلاع ملی تو میں بھی آ گیا۔ پولیس کو بھی اطلاع دی گئی اور پھر بے ہوش خاتون اور اس کے دونوں ساتھیوں کو ایمبولینس منگوا کر ہسپتال بھجوا دیا گیا لیکن قاسم صاحب کسی طرح قابو میں ہی نہ آ رہے تھے اور مسلسل فرنیچر توڑتے چلے جا رہے تھے۔

پولیس نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو انہوں نے دو تین پولیس آفیسروں کو بھی اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ اس دوران ان کا مینجر میرے پاس آیا اور اس نے مجھے آپ کا فون نمبر دے کر کہا کہ یہاں قاسم صاحب کا خالہ جاد رہتا ہے وہی انہیں کنٹرول کر سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کو فون کیا۔ پھر باقی باتیں آپ جانتے ہیں۔ بڑی مشکل سے مینجر نے قاسم صاحب کو آپ سے بات کرنے پر آمادہ کیا لیکن جب وہ بات مکمل کر چکے تو وہ اس طرح بھیڑ بن چکے تھے جیسے انہیں زندگی میں کبھی غصہ ہی نہ آیا ہو اور پھر وہ ہوٹل کی تیسری منزل میں اپنے کمرے میں چلے گئے۔ اس کے بعد اعلیٰ حکام پہنچ گئے۔ انہوں نے پولیس کو واپس بھجوا دیا اور مجھے حکم دیا کہ میں چیئرمین صاحب کو رپورٹ دوں۔ وہ ان سے خود ہی بات کر لیں گے۔ چنانچہ میں نے انہیں رپورٹ کر دی۔ وہ اس ہنگامے پر سخت ناراض ہوئے اور انہوں نے کہا کہ وہ ابھی پہنچ رہے ہیں۔ میں ابھی یہ ٹوٹا ہوا فرنیچر اٹھوا رہا تھا کہ آپ یہاں آ گئے"...... مینجر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کوئی خاص بات ہی ہوئی ہے ورنہ قاسم آج تک اس طرح پاگل کبھی نہیں ہوا۔ بہرحال میں معلوم کر لوں گا۔ چیئرمین صاحب آئیں تو آپ نے مجھے اطلاع ضرور دینی ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا تاکہ قاسم کے کمرے میں جا سکے۔ تیسری منزل قاسم کے لئے ریزرو تھی اور وہاں اس وقت دو مسلح

چوکیدار موجود تھے۔ وہ عمران کو دیکھ کر چونک پڑے۔

"قاسم صاحب کس کمرے میں ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جج۔ جی۔ وہ درمیانی کمرے میں ہیں جناب۔ سائیڈوں کے کمروں میں ان کے مینجر اور سیکرٹری ہیں"...... ایک چوکیدار نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"جناب"...... مسلح چوکیدار نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"مجھے مینجر نے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ بے فکر رہیں۔ اب یہ وحشی ہاتھی بھیڑ بن چکا ہے"...... عمران نے چوکیدار کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا اور چوکیدار نے اس انداز میں ہونٹ بھینچ لئے جیسے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔ عمران درمیانی دروازے پر پہنچا تو اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران اندر داخل ہوا تو اس نے ڈبل بیڈ پر قاسم کو سوتے ہوئے دیکھا۔ قاسم کی آنکھیں بند تھیں اور وہ ہلکے ہلکے خراٹے لے رہا تھا۔ عمران نے جیب سے کار کی چابی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے سوئے ہوئے قاسم کی ناک کے نتھنے میں اسے اس طرح گھمایا جیسے پھریری کی جاتی ہے اور قاسم کے خراٹے بند ہو گئے لیکن اس کی آنکھیں نہ کھلیں۔ عمران نے دوسرے نتھنے میں بھی یہی کارروائی کی تو یکلخت کمرہ قاسم کی خوفناک چھینک سے اس طرح گونج اٹھا جیسے کمرے میں بم پھٹ پڑا ہو۔ اس کے ساتھ ہی بیڈ کے کڑاکے نکلنے لگے

کیونکہ قاسم ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی آنکھیں مندی ہوئی تھیں اور چہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے اسے دوسری چھینک آ رہی ہو اور کمرہ چند لمحوں بعد ایک بار پھر خوفناک چھینک سے گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی مضبوط پلنگ کا ایک بار پھر کڑاکا نکل گیا۔ قاسم کا جسم اس طرح ہل رہا تھا جیسے دریا میں بڑا سا پتھر پھینکنے سے لہریں تیزی سے بنتی ہیں۔

"اور پکڑو غیر عورتوں کا بازو"...... اچانک عمران نے کہا تو قاسم یکلخت بری طرح اچھلا اور ایک بار پھر دھماکے سے بیڈ پر گر گیا۔

"کیا۔ کیا۔ کون۔ کون۔ کون"...... قاسم کی انتہائی ڈری ڈری اور سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آنکھیں کھول کر دیکھو"...... عمران نے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو قاسم ایک بار پھر جھٹکے سے اٹھا اور اس نے اپنی طرف سے آنکھیں پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھنا شروع کر دیا لیکن اس کی آنکھیں چہرے کے گوشت میں چونکہ ایک لحاظ سے دفن تھیں اس لئے وہ ظاہر ہے پھٹ کیسے سکتی تھیں۔

"تم۔ تم۔ سالے خالہ جاد تم۔ اس بند کمرے میں۔ اوہ۔ اوہ۔ تم سالے بھوت بن چکے ہو"...... قاسم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت بھوت بھوت چیخنا شروع کر دیا۔ وہ آنکھیں بند کئے پوری قوت سے چیخ رہا تھا۔ اس کے چہرے سے اب پسینہ بہنے لگا تھا اور اس کا جسم اس طرح تھرتھرا رہا تھا جیسے اس کے جسم میں لاکھوں

وولٹیج کا کرنٹ دوڑ رہا ہو جبکہ عمران اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اسی لمحے عمران کو سائیڈ کے کمروں کے دروازے کھلنے کی آوازیں سنائی دیں اور اسی لمحے قاسم کے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور سب سے پہلے دونوں مسلح چوکیدار اندر داخل ہوئے۔ وہ بری طرح بوکھلائے ہوئے تھے جبکہ قاسم اسی طرح مسلسل منہ پھاڑ پھاڑ کر بھوت بھوت چیخے چلا جا رہا تھا۔

"کیا ہوا صاحب۔ کیا ہوا صاحب"...... ایک چوکیدار نے آگے بڑھتے ہوئے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ۔ یہ ریہرسل ہو رہی ہے ڈرامے کی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کے دروازے سے ایک منحنی سا آدمی جس کے سر پر کپڑے کی ٹوپی تھی اندر داخل ہوا۔ اس نے چوڑی دار پاجامہ۔ اور اس پر مخصوص انداز کی واسکٹ پہنی ہوئی تھی اور عمران اسے دیکھتے ہی مسکرا دیا کیونکہ یہ قاسم کا مینجر تھا۔ اس مینجر کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر لیکن سوکھی سڑی عورت جس نے ساڑھی پہن رکھی تھی اندر داخل ہوئی۔

"اوہ۔ آپ۔ آپ۔ لیکن نصیب دشمناں قاسم صاحب کو کیا ہوا ہے"...... مینجر نے آگے بڑھ کر عمران کو دیکھتے ہی انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس حالت میں بھی وہ تکلفات کے استعمال سے باز نہ آیا تھا۔

"قاسم سے پوچھو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ جناب۔ یہ تو آپ کے خالہ جاد ہیں جناب۔ جناب یہ جھوت نہیں ہیں۔ آپ کے خالہ جاد ہیں"...... مینجر نے چیخ کر کہا تو قاسم کی چیختی ہوئی آواز ہلکی پڑنے لگ گئی اور پھر آہستہ آہستہ بند ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے اپنی ایک آنکھ کھول دی اور عمران کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اگر کوئی خطرہ ہو تو وہ فوراً آنکھ بند کر لے گا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ اس قدر بزدل اور سر عاصم کا بیٹا۔ کیا تم نے بزدلی کا انجکشن لگوایا ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو قاسم نے یکلخت جھٹکے سے دونوں آنکھیں کھول دیں۔

"تم۔ تم اصل ہو یا بھوت ہو"...... قاسم نے کہا۔

"خود دیکھ لو۔ بھوت کے گرد تو سیاہ رنگ کا دھواں ہوتا ہے۔ میں نے خود بچوں کی کہانیوں میں پڑھا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر۔ تو پھر تم نے مجھے بجدل کیوں کہا۔ بولو۔ تمہیں یہ سالی جرأت مرأت کیسے ہوئی کہ مجھے بجدل کہو سالے"...... قاسم نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم سب جاؤ اب قاسم ٹھیک ہو چکا ہے"...... عمران نے مینجر، سیکرٹری اور چوکیداروں سے کہا۔

"ارے ہاں۔ تم سب یہاں کیوں اکٹھے ہو۔ جاؤ سالے۔ یہاں کوئی نمائش ومائش لگی ہوئی ہے۔ جاؤ چوکھٹے گم کرو لپنے"۔ قاسم عمران کی بات بھول کر ان پر چڑھ دوڑا اور وہ سب تیزی سے مڑے

اور کمرے سے باہر چلے گئے۔

"تمہیں معلوم ہے کہ اس ہوٹل کے چیئرمین سر آصف خان تمہارے ڈیڈی سر عاصم کے گہرے دوست ہیں اور تم نے جس طرح یہاں تباہی مچائی ہے اور جس طرح ایک نامحرم عورت کا بازو پکڑا ہے اور جس طرح تم اسے گھسیٹ کر لے جانا چاہتے تھے یہ ساری باتیں لامحالہ سر عاصم تک پہنچ جائیں گی۔ پھر تم بتاؤ کیا ہو گا۔ بولو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ سالے جھوٹ کیوں بول رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ منشی تفجل کہتا ہے کہ جھوٹ بولنا گریٹ گناہ ہے اور جو گریٹ گناہ کرتا ہے اسے آگ کے کوڑے مارے جاتے ہیں سالے۔ اور تم گریٹ گناہ کر رہے ہو۔ سالے جھوٹے۔ گریٹ گناہ گار"...... قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو تمہیں یاد نہیں ہے یہ سب کچھ۔ حالانکہ تم نے مجھ سے فون پر بات کی تھی۔ بولو"...... عمران نے کہا۔

"فون پر۔ ہاں مجھے یاد آ رہا ہے۔ ہاں۔ تم سے فون پر بات ہوئی تھی اور تم نے کہا تھا کہ میں اپنے کمرے میں جاؤں اور میں کمرے میں آ گیا۔ پھر مجھے نیند آ گئی لیکن سالے فون پر بات کرنے سے نامحرم عورت کہاں سے آ گئی اور فرنیچر کیسے ٹوٹا"...... قاسم نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ قاسم کو کسی ہپناٹسٹ کے ماہر نے ٹرانس میں لیا اور پھر اس سے یہ سارا ہنگامہ کرایا۔ اس

کے بعد اسے آزاد کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ قاسم کا سادہ لوح ٹائپ کا ذہن کسی بھی ماہر کا بڑی آسانی سے شکار ہو سکتا ہے لیکن اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک مسلح چوکیدار تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"سر۔ مینجر صاحب نے پیغام دیا ہے کہ چیئرمین صاحب تشریف لائے ہیں"...... چوکیدار نے کہا۔

"اچھا۔ ہم آ رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور چوکیدار سلام کر کے واپس چلا گیا۔

"کون آیا ہے"...... قاسم نے پوچھا۔

"ہوٹل کے چیئرمین سر آصف خان جو تمہارے ڈیڈی کے بڑے گہرے دوست ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر میں کیا کروں۔ ہوں گے سالے دوست موست۔ ہوتے رہیں"...... قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے مینجر کو بلاؤ یہاں"...... عمران نے کہا۔

"مینجر کو کیوں"...... قاسم نے چونک کر پوچھا۔

"تاکہ میں اسے بتا سکوں کہ تم مہمان نوازی بھی بھول گئے ہو۔ اب تک تم نے مجھ سے نہ کھانے کا پوچھا ہے اور نہ پینے کا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کھانا پینا۔ اوہ۔ اوہ۔ میرے پیٹ میں بھی چوہے دوڑ رہے ہیں۔ اوہ۔ میں تو بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ پھر کیا ہوا۔ اوہ۔ کیا مطلب۔

میں یہاں کیسے آ گیا۔ مجھے تو کچھ یاد ہی نہیں ہے۔ مجھے شدید بھوک لگ رہی ہے۔ سالے مینجر نے مجھے بتایا ہی نہیں"...... قاسم نے چونک کر کہا اور ساتھ ہی وہ اپنے موٹے سے پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"حالانکہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ کھانا کھاتے کھاتے تم نے ایک معزز خاتون کا بازو پکڑ لیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"ارے ارے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ سالے جھوٹ۔ بلکہ سفید جھوٹ۔ بلکہ سالے ملٹی کلر جھوٹ۔ ارے میں تو پاکیشیا میں ہوں اور پاکیشیا میں تم رہتے ہو اور تم یہ کیا کہہ رہے تھے کہ تم مہمان ہو۔ تم کیسے مہمان ہو گئے۔ میں تمہارا مہمان ہوا۔ ہونہہ۔ چلو اٹھو کھلاؤ مجھے کھانا ورنہ"...... قاسم کی ذہنی رو ایک بار پھر بدل گئی تھی۔

"اچھا چلو۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔ آؤ میرے ساتھ"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے یہیں منگوا لو کمرے میں سالے کیا ویٹروں کا پردہ ہے سالے۔ جو وہ یہاں نہیں آ سکتے"...... قاسم نے کہا۔

"ویٹر تو آ جائیں گے ٹرک تیسری منزل پر نہیں آ سکے گا اس لئے تمہیں ہی چلنا ہو گا۔ آؤ چلو"...... عمران نے کہا۔

"ٹرک ہے کھانے کا۔ اوہ۔ اوہ۔ سالے خالہ جاد تم تو واقعی اچھے ہو بلکہ بہت اچھے مہمان نواج ہو"...... قاسم نے کھانے کے بھرے ہوئے ٹرک کا تصور ہی تصور میں لطف لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیڈ سے نیچے اترنے کی کوشش شروع کر دی۔

"تم تیار ہو کر آؤ لیکن جلدی آؤ۔ اس دوران میں تمہارے ڈیڈی کے دوست کو روک دوں۔ کہیں وہ تمہارے ڈیڈی کو فون نہ کر دیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ قاسم کو تیار ہو کر باہر آنے میں بھی کافی وقت لگے گا اور وہ اب سر آصف خان سے ملنا چاہتا تھا۔

"اچھا اچھا۔ تم ٹرک منگواؤ میں آرہا ہوں"...... قاسم ابھی تک ٹرک کے تصور میں ہی گھرا ہوا تھا اور اس کا مطلب تھا کہ اسے واقعی شدید بھوک لگی ہوئی ہے۔ عمران مسکراتا ہوا کمرے سے باہر آیا تو مینجر اور سیکرٹری دونوں باہر گیلری میں موجود تھے۔

"قاسم کو تیار کر کے چیئرمین کے کمرے میں بھجواؤ۔ میں وہیں جا رہا ہوں"...... عمران نے کہا تو وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیر کی طرح قاسم کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... باس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"آسکر بول رہا ہوں باس۔ پاکیشیا سے"...... دوسری طرف سے آسکر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا رپورٹ ہے۔ جب سے تم گئے ہو تم نے رپورٹ ہی نہیں دی۔ کیا قاسم ابھی تک پاکیشیا میں ہی ہے"...... باس نے چونک کر پوچھا۔

"یس باس۔ ہم چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا پہنچے اور پھر وہاں سے ایک کار لے کر دارالحکومت کے قریب ایک شہر سنگرام پہنچ گئے جہاں کے ایک ہوٹل میں قاسم رہائش پذیر تھا۔ ہم نے اس سے براہ راست ملنے کی کوشش کی لیکن مجھے بتایا گیا کہ قاسم یہاں سر عاصم کی

اجازت کے بغیر یا اپنی مرضی کے بغیر کسی سے نہیں ملتا۔ جس پر ہم
نے بھی وہیں اسی ہوٹل میں کمرے لے لیئے۔ پھر ڈائننگ ہال میں
قاسم اپنے مینجر اور سیکرٹری کے ساتھ پہنچا تو میں اور مادام جوزی بھی
وہاں موجود تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے قاسم نے ویسے ہی سائیڈ پر بیٹھی
ہوئی میڈم جوزی کی طرف بے خیالی میں دیکھا تو میڈم جوزی نے
انتہائی آسانی سے اس کے ذہن کو اپنے کنٹرول میں کر لیا اور پھر میڈم
جوزی نے اپنے کنٹرول کو چیک کرنے کے لئے اسے واقعی تماشہ بنا
دیا۔ اس نے میڈم جوزی کے حکم پر ایک عورت کا بازو پکڑ لیا اور پھر
وہاں ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ مختصر یہ کہ قاسم نے سارا فرنیچر توڑ دیا لیکن
پھر اچانک جب اسے بتایا گیا کہ اس کے خالہ زاد عمران کا فون ہے وہ
اس سے بات کرنے تو وہ میڈم جوزی کی ٹرانس سے نکل گیا اور پھر
فون سن کر وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں جا کر سو گیا“...... آسکر
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پھر میڈم جوزی نے اصل مشن مکمل کیا ہے یا نہیں“۔ باس
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ اس کا کہنا ہے کہ اس نے اس بارے میں اس کے ذہن
کو ٹٹولا ہے لیکن اس معاملے میں اس کے ذہن میں کوئی نفسیاتی گرہ
موجود ہے۔ شاید کاروباری ہونے کی وجہ سے ایسا ہے اس لئے میڈم
جوزی کا کہنا ہے کہ علیحدہ کمرے میں پرسکون انداز میں اسے قاسم پر
کام کرنا پڑے گا“...... آسکر نے جواب دیا۔

”پھر کام کیا گیا ہے یا نہیں۔ یہ بتاؤ مجھے۔ یہ کہانیاں سننے سے
کوئی دلچسپی نہیں ہے مجھے“...... باس نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے
میں کہا۔

”باس۔ تھوڑی دیر بعد عمران وہاں پہنچ گیا اور وہ قاسم کے کمرے
میں چلا گیا۔ پھر وہاں ہوٹل کے مالک آئے اور وہ دونوں ان کے
آفس میں چلے گئے۔ اس کے بعد ایک بار پھر وہ واپس اپنے کمرے میں
چلے گئے۔ اس لئے اب رات کو ہی یہ کام ہو سکے گا۔ میں نے اس لئے
کال کی ہے تاکہ آپ کو بتا سکوں کہ بہرحال کام ہو جائے گا“۔ آسکر
نے جواب دیا۔

”اوکے۔ کام کو درست طور پر اور فوراً کرو اور پھر فوراً واپس آ
جاؤ۔ لیکن تمہاری ایک بات میرے ذہن میں کھٹک رہی ہے کہ
عمران کا نام سنتے ہی وہ میڈم جوزی کی ٹرانس سے کیوں نکل گیا۔ کیا
یہ عمران میڈم جوزی سے زیادہ طاقتور ماہر ہپناٹسٹ ہے حالانکہ میڈم
جوزی اس معاملے میں بین الاقوامی شہرت کی مالک ہے“...... باس
نے اس بار قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ میں نے یہ بات میڈم جوزی سے پوچھی تھی۔ اس نے
بتایا کہ جس علم کے تحت اس نے اس قاسم کو ٹرانس میں لیا تھا اس
دوران اگر ایسا نام ذہن میں آجائے جس سے معمول کسی نہ کسی
انداز میں مرعوب ہو تو وہ ٹرانس سے نکل جاتا ہے لیکن جب وہ اس
پر پرسکون انداز میں کام کرے گی تو پھر ایسا نہیں ہو گا“۔ آسکر نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ بہرحال اس مشن کو ہر حالت میں مکمل ہونا چاہئے"۔ اس سے پالینڈ کو بے پناہ فائدہ حاصل ہو گا"...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس"...... آسکر نے جواب دیا اور باس نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا لیکن اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" یس"...... باس نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

" باس۔ سارجنٹ آپ سے ملاقات چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

" بھیج دو اسے "...... باس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔

" آؤ سارجنٹ"...... باس نے کہا اور آنے والے نے باس کو سلام کیا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

" کیا بات ہے"...... باس نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

" باس۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے آسکر اور میڈم جوزی کو کسی مشن پر پاکیشیا بھیجا ہے"...... سارجنٹ نے کہا۔

" ہاں۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... باس نے چونک کر قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس۔ حکومت پالینڈ کی تو یہ پالیسی بن چکی ہے کہ اس کی

سیکرٹ سروس پاکیشیا کے خلاف کام نہیں کرے گی اور یہ پالیسی ایم وی لیبارٹری کی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں ہونے والی تباہی کے بعد اختیار کی گئی تھی اور آپ نے خود مجھے بتایا تھا"۔ سارجنٹ نے کہا تو باس بے اختیار مسکرا دیا۔

" مجھے معلوم ہے۔ لیکن یہ مشن پاکیشیا کے خلاف نہیں ہے"۔ باس نے کہا۔

" اوہ۔ تو پھر کیا وہاں کوئی غیر ملکی تنظیم کام کر رہی ہے جس سے پالینڈ کو خطرہ ہے"...... سارجنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ یہ مشن پالینڈ سیکرٹ سروس کا بھی نہیں ہے"۔ باس نے اس انداز میں کہا جیسے وہ سارجنٹ کو سسپنس میں مبتلا کر کے لطف لے رہا ہو۔ سارجنٹ پالینڈ سیکرٹ سروس کا سب سے فعال اور سب سے اہم ایجنٹ تھا اور ایک لحاظ سے وہ باس کے بعد نمبر ٹو تھا۔ کبھی بھی اہم مشن پر سیکرٹ سروس کو ہمیشہ سارجنٹ ہی لیڈ کرتا تھا۔

" اچھا۔ حیرت ہے باس۔ کیا کوئی پرائیویٹ مشن ہے"۔ سارجنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ پرائیویٹ بھی نہیں ہے۔ سرکاری ہے"...... باس نے کہا۔

" باس۔ کیا بات ہے۔ آج آپ خلاف معمول کچھ زیادہ ہی سسپنس پیدا کر رہے ہیں"...... آخرکار سارجنٹ نے کہہ ہی دیا تو باس بے اختیار ہنس پڑا۔

"مسلسل فائلوں کا مطالعہ کرکے اور لوگوں سے رکھ رکھاؤ اور
تکلف زدہ باتیں کر کے میں بعض اوقات بے حد بور ہو جاتا ہوں اور
سیکرٹ سروس میں صرف تم ہی ہو جس سے میں اس انداز میں باتیں
کر لیتا ہوں کیونکہ تم بہرحال میرے کلاس فیلو بھی رہے ہو۔ اصل
بات یہ ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب نے مجھے اپنے آفس میں کال کر
کے بتایا کہ حکومت اسٹارم ٹیکسٹائل دھاگے کی ایک طویل المدت
بہت بڑی کھیپ بین الاقوامی منڈی سے خریدنا چاہتی ہے۔ یہ اتنی
بڑی کھیپ ہے کہ شاید اس قدر بڑی کھیپ پہلے حکومت اسٹارم نے نہ
خریدی ہو اور دھاگے کی سپلائی میں بڑے ممالک تو انٹرسٹڈ ہی نہیں
ہوتے کیونکہ ان کے اپنے ملکوں میں اس کی بے پناہ کھپت ہوتی ہے
اس لئے دھاگے کی سپلائی میں چار پانچ ممالک ہی انٹرسٹڈ ہوتے ہیں
جن میں سے یورپ سے ہمارا ملک پالینڈ ہے جبکہ ایشیا سے کافرستان
دھاگے کا سب سے بڑا سپلائر ہے۔ پاکیشیا بھی سپلائی کرتا ہے اور چند
دوسرے ممالک بھی۔ لیکن وہ اس قدر اہم نہیں ہیں۔ چیف سیکرٹری
صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ اس سودے کو ہر صورت میں پالینڈ کے
حق میں دیکھنا چاہتے ہیں لیکن حکومت اسٹارم نے باقاعدہ اس کے
لئے ٹینڈر کال کئے ہیں۔ اسٹارم کا وہ مرکزی آفیسر جس نے یہ سودا
کرنا ہے انتہائی بااصول آدمی ہے اور جس کے ریٹس کم ہوں گے وہ
اسے اوکے کر دے گا۔ اب یہاں سے اصل مسئلے کا آغاز ہوتا ہے کہ
پالینڈ کے مقابلے میں کافرستان ہمیشہ آڑے آتا ہے اور اب بھی

کافرستان نے سب سے پہلے ریٹس بھجوا دیئے ہیں جبکہ ابھی ایک ہفتے
کا وقت باقی ہے اور اس ایک ہفتے میں ہم نے یہ ریٹس بھجوانے ہیں
اس لئے چیف سیکرٹری نے کہا کہ ہم ملک کی خاطر یہ مشن اپنے ہاتھ
میں لیں اور کسی بھی طرح بغیر کسی کو معلوم ہوئے ان ریٹس کی
تفصیلات معلوم کی جائیں جو کافرستان حکومت نے بھجوائے ہیں تاکہ
اس سے کچھ کم ریٹس دے کر ہم یہ سودا حاصل کر لیں۔ اس سے
پالینڈ کی معیشت کو بے حد فائدہ پہنچے گا۔ حالانکہ یہ کام سیکرٹ
سروس کا نہیں ہوتا لیکن چونکہ مسئلہ ملک کے مفاد کا ہے اس لئے
میں نے یہ مشن ہاتھ میں لے لیا۔ پھر میں نے کافرستان میں جو
تحقیقات کرائیں ان سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ ٹیکسٹائل کے سلسلے
میں تمام ریٹس وہاں کی ٹیکسٹائل کمپنیوں کے ایک بہت بڑے
گروپ کے چیئرمین سر عاصم حکومت کافرستان کو مہیا کرتے ہیں اور
اس بار بھی یہ ریٹس سر عاصم نے ہی مہیا کئے ہیں لیکن سر عاصم اکثر
بظاہر عملی طور پر کام نہیں کرتے۔ یہ کام ان کا انتہائی موٹا لڑکا قاسم
کرتا ہے اور قاسم نے یہ ریٹس سر عاصم کو مہیا کئے ہیں جنہیں
حکومت کافرستان نے اسٹارم بھجوایا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ
سر عاصم نے ان کو پڑھے بغیر ہی آگے بھجوا دیا تھا اس لئے انہیں اس
بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں ہیں۔ چنانچہ میں نے قاسم کے
بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ قاسم ویسے تو
انتہائی سادہ لوح اور احمق سا آدمی ہے لیکن کاروباری معاملات میں

اس کا ذہن بے حد تیز چلتا ہے اور ریٹس بھجوانے کے سلسلے میں سارا کام قاسم نے خود کیا ہے۔ اس کے کسی بزنس مینجر کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ چنانچہ یہ بات فائنل ہو گئی کہ قاسم سے یہ ریٹس اس انداز میں حاصل کئے جائیں کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ ریٹس حکومت پالینڈ نے حاصل کئے ہیں۔ اس کے لئے میں نے آسکر کی ڈیوٹی لگائی۔ آسکر نے جب قاسم کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ قاسم کسی بزنس کے سلسلے میں پاکیشیا گیا ہوا ہے اور ابھی وہ وہاں ایک ہفتہ مزید ٹھہرے گا جبکہ ہمارے پاس ابھی ایک ہفتے کا وقت ہے اس لئے میں نے آسکر کو کہا کہ وہ پاکیشیا جائے اور قاسم کو اغوا کر کے اس سے کسی بھی انداز میں یہ ریٹس حاصل کرے چاہے بعد میں اسے ہلاک ہی کیوں نہ کر دیا جائے۔ آسکر نے مجھے بتایا کہ قاسم ویسے تو سادہ لوح ہے اور عورتیں اس کی کمزوری ہیں اس لئے اگر میں میڈم جوزی کو اس کے ساتھ بھجوا دوں تو اول تو میڈم جوزی اس کے ذہن کو کنٹرول میں کر کے اس سے بغیر کسی کو معلوم ہوئے ریٹس حاصل کر لے گی یا دوسری صورت میں میڈم جوزی اسے ویسے ہی ڈیل کر کے یہ کام کرے گی۔ چنانچہ میں نے اسے اجازت دے دی اور پھر آسکر اور میڈم جوزی دونوں پاکیشیا پہنچ گئے"۔ باس نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" پھر اب تک کی کیا رپورٹ ہے باس"...... سارجنٹ نے

پوچھا۔

" ابھی تمہارے آنے کی اطلاع سے پہلے آسکر کا فون آیا تھا"۔ باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا بتایا ہے اس نے"...... سارجنٹ نے چونک کر پوچھا تو باس نے آسکر کی بتائی ہوئی رپورٹ دوہرا دی۔

" جس کا پہلے خدشہ تھا وہی ہوا باس"...... سارجنٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیسا خدشہ"...... باس نے چونک کر پوچھا۔

" آپ عمران کو تو جانتے ہیں"...... سارجنٹ نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن اس کا اس مشن سے کیا تعلق۔ میں نے بتایا تو ہے کہ یہ سیکرٹ سروس کا مشن نہیں ہے اور عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ہی کام کرتا ہے"...... باس نے کہا۔

" وہ ہر معاملے مین ٹپک پڑتا ہے۔ سیکرٹ سروس وغیرہ کی کوئی حد بندی نہیں ہوتی باس اور مجھے معلوم ہے کہ قاسم اس کا دوست ہے۔ وہ اسے خالہ جاد کہتا ہے اور عمران بذات خود بھی ان تمام علوم کا بہت بڑا ماہر ہے جن علوم کا دعویٰ میڈم جوزی کرتی ہے۔ پھر وہ آسکر سے بھی واقف ہے اس لئے آسکر کو وہاں دیکھ کر وہ ویسے ہی چونک پڑے گا اور پھر یہ سارا مشن ٹائیں ٹائیں فش ہو کر رہ جائے گا اور آپ نے خود بتایا ہے کہ عمران قاسم کے پاس پہنچا تھا۔ میڈم جوزی نے وہاں جو تماشہ کر دیا ہے اس نے یقیناً عمران کو چونکا دیا ہو

گا اور اب وہ کسی بھوت کی طرح اس معاملے کے پیچھے پڑ جائے گا کہ یہ سب کیوں ہوا ہے اور کس نے کیا ہے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"عمران سے اتنا بھی مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں ہے"۔ باس نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ مرعوب ہونے کی بات نہیں۔ آپ بھی مجھے جانتے ہیں اور عمران بھی مجھے جانتا ہے لیکن عمران کو اگر اس معاملے میں ملوث نہ کیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔ اب وہ اس سودے کو ہر حالت میں پاکیشیا کے حق میں لے جانے کی کوشش کرے گا اور ہمارے لئے مسئلہ بن جائے گا"...... سارجنٹ نے کہا۔

"اول تو عمران اتنے لمبے چوڑے بکھیڑوں میں پڑنے والا نہیں اور دوسری بات یہ کہ پاکیشیا بھی اپنے ریٹس بھجوا چکا ہے اور اب ان میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اس لئے اب وہ کچھ نہیں کر سکتا اور تیسری بات یہ کہ بہرحال ہمارے پاس وقت نہیں تھا اور ہم نے جلدی میں اپنا مشن مکمل کرنا تھا۔ ہم نے پہلے وہاں کافرستان میں کوششیں کر لی ہیں۔ سارے بزنس مینجرز اور سیکرٹریوں کو چیک کر لیا لیکن ان ریٹس کا علم صرف قاسم کو ہی ہے اور بس۔ اور نہ ہی اس نے اس کی کوئی کاپی رکھی ہے جس کی نقل ہم اتار لیتے۔ بہرحال چاہے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی کیوں نہ ٹکرانا پڑے اس بار ہر صورت میں سودا پالینڈ کے حق میں کرانا ہے"...... باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ آسکر کو ہدایت دے دیں کہ ریٹس لیتے ہی وہ کسی بھی پبلک فون بوتھ سے فون پر یہ ریٹس آپ کو لکھوا دے۔ وہ انہیں لکھ کر ساتھ نہ لے آئے۔ اس کے باوجود اگر عمران نے کوئی حرکت کی تو پھر پالینڈ کے مجموعی مفاد کے لئے میں خود عمران سے ٹکرا جاؤں گا"...... سارجنٹ نے کہا۔

"گڈ۔ ٹھیک ہے۔ میں ہدایت دے دیتا ہوں"...... باس نے کہا۔

"او کے۔ پھر مجھے اجازت دیں"...... سارجنٹ نے اٹھتے ہوئے کہا اور باس نے اثبات میں سر ہلا دیا تو سارجنٹ نے سلام کیا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا جبکہ باس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ سیکرٹری کو کہہ کر وہ ہوٹل میں رہائش پذیر آسکر کو ہدایت دے دے۔ اسے معلوم تھا کہ آسکر نے سیکرٹری کو اپنا رابطہ نمبر دے دیا ہو گا۔

عمران تیسری منزل سے لفٹ کے ذریعے واپس ہال میں پہنچا۔ چونکہ اسے معلوم نہیں تھا کہ سر آصف خان کا آفس یا مینجر کا آفس کہاں ہو گا اس لئے وہ واپس ہال میں آیا تھا لیکن یہاں مینجر موجود نہ تھا البتہ ملازمین اب ہال کی صفائی میں مصروف تھے۔

"مینجر صاحب کہاں ملیں گے"...... عمران نے ایک ملازم سے پوچھا۔

"جناب چیئرمین صاحب تشریف لائے ہیں۔ وہ ان کے آفس میں گئے ہیں"...... ملازم نے جواب دیا۔

"کہاں ہے ان کا آفس"...... عمران نے پوچھا۔

"بائیں طرف راہداری میں جناب"...... ملازم نے جواب دیا۔

"سنو۔ وہ قاسم صاحب جنہوں نے یہ سارا ہنگامہ کیا ہے وہ اگر یہاں آئیں تو انہیں کہہ دینا کہ ان کا کھانا مین آفس میں موجود ہے وہ

وہاں آ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"کھانا اور مین آفس میں"...... ملازم نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ چیئرمین صاحب یہاں اسے کھانا کھلانے آئے ہیں تاکہ وہ بھوکا نہ رہ جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ مین آفس کے سامنے دو مستعد لیکن مسلح چوکیدار موجود تھے۔

"مجھے چیئرمین صاحب نے بلوایا ہے لیکن میں جانا نہیں چاہتا اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تم مجھے اندر نہ جانے دو تاکہ کل کو میں چیئرمین صاحب کو کہہ دوں کہ میں کیا کر سکتا تھا۔ آپ کے چوکیداروں نے ہی مجھے ان کے پاس نہیں جانے دیا"...... عمران نے کہا۔

"جج۔ جناب ہم آپ کو کیسے روک سکتے ہیں جناب"...... دونوں چوکیداروں نے بے اختیار پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ پھر تو مجبوری ہے۔ جانا ہی پڑے گا اور سنو وہ مست ہاتھی۔ میرا مطلب ہے جس کی تباہی کے بعد ہی چیئرمین صاحب کو یہاں آنا پڑا ہے یہاں آئے تو اسے پورے کا پورا اندر آنے دینا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک کافی بڑا اور انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا آفس تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے کافی بڑا تھا۔ آنکھوں سے سختی جھلک رہی

تھی جبکہ مینجر راحت حسنین میز کی دوسری طرف مؤدبانہ انداز میں
بیٹھا ہوا تھا۔ یہ سر آصف خان تھے۔ پاکیشیا کے مشہور شکاری اور
ایک لحاظ سے ہوٹل بزنس کے کنگ۔ ویسے ان کا خاندان زمیندار ہی
تھا اور اس لحاظ سے وہ سر عبدالرحمن کے دوست بھی تھے اور ہم پلہ
بھی اور چونکہ دونوں فیملیوں کی ایک دوسرے کے ہاں خاصی آمد و
رفت تھی اس لئے وہ عمران کو اچھی طرح جانتے تھے۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... عمران نے اندر داخل
ہوتے ہی انتہائی خشوع و خضوع سے کہا اور پھر دور سے اس طرح
سلام کرنا شروع کر دیا جیسے کوئی مکھیاں اڑا رہا ہو۔

" وعلیکم السلام۔ آؤ بیٹھو۔ مجھے تمہارا انتظار تھا"...... سر آصف
خان نے انتہائی خشک اور قدرے سخت لہجے میں کہا۔

" انتظار۔ واہ۔ کیا خوبصورت اور دلکش لفظ ہے۔ عاشق بے
چاروں کی پوری زندگی اسی انتظار میں گزر جاتی ہے لیکن وہ منہ سے
اف تک نہیں نکالتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بکواس مت کرو اور بیٹھو۔ مجھے بتاؤ کہ یہ سارا ہنگامہ اور توڑ
پھوڑ سر عاصم کے بیٹے قاسم نے کیوں کی ہے۔ کیا اس کے ساتھ کوئی
غلط سلوک ہوا ہے۔ اگر تو اس کے ساتھ کوئی غلط سلوک ہوا ہے تو
پھر میں ہوٹل کے سارے عملے کو ڈسمس کر دوں گا اور نقصان
برداشت کر لوں گا اور اگر قاسم نے بغیر کسی غلط سلوک کے یہ ہنگامہ
کیا ہے تو پھر نہ صرف اسے نقصان پورا کرنا ہو گا بلکہ جیل کی ہوا بھی

کھانا ہو گی"...... سر آصف خان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" آپ سر عاصم کو جانتے ہیں"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے
ہوئے مسکرا کر کہا۔

" ہاں۔ گو ان سے ملاقات تو نہیں ہوئی لیکن مجھے معلوم ہے کہ وہ
کافرستان کے بہت بڑے صنعت کار ہیں اور انتہائی بااصول آدمی ہیں
اور قاسم ان کا بیٹا ہے"...... سر آصف خان نے جواب دیا۔

" پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ قاسم یہاں غیر ملکی ہے۔
کافرستان کا سفارت خانہ کسی صورت بھی یہ نہ چاہے گا کہ سر عاصم
کے بیٹے کو جیل بھیجا جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جو میں نے پوچھا ہے پہلے اس کا جواب دو"...... سر آصف خان
نے سخت لہجے میں کہا۔

" میری تحقیقات کے مطابق قاسم کے ساتھ کوئی غلط سلوک
نہیں ہوا اور اس پر کوئی دورہ پڑ گیا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا"۔ عمران
نے کہا۔

" تو پھر چاہے قاسم کافرستان کا شہری ہے یا ایکریمیا کا اسے جیل
جانا ہو گا"...... سر آصف خان نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

" کس جرم میں"...... عمران نے کہا تو سر آصف خان بے اختیار
چونک پڑے۔

" ہوٹل میں ہنگامہ کرنے کے جرم میں۔ ایک شریف عورت کو
زبردستی اغوا کرنے کی کوشش کے جرم میں اور ہوٹل کا نقصان

کرنے کے جرم میں"...... سرآصف خان نے کہا۔

"پہلے مینجر صاحب یہ بتائیں کہ وہ خاتون اور اس کے ساتھی کیا اس ہوٹل میں رہائش پذیر ہیں"...... عمران نے اس بار ساتھ بیٹھے ہوئے مینجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ تو صرف کھانا کھانے آئے تھے۔ ہنگامہ کے بعد چلے گئے"...... مینجر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اب فرمائیں جناب چیئرمین صاحب۔ اغوا اور مار کھانے کی رپورٹ اگر درج کرائیں گے تو وہ خود کرائیں گے۔ آپ نہیں کرا سکتے۔ ہاں اگر وہ آپ کے ہوٹل میں رہائش پذیر ہوتے تو دوسری بات تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہرحال ہوٹل کا فرنیچر تو توڑا گیا ہے۔ یہاں ہنگامہ تو ہوا ہے"...... سرآصف خان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ہوٹل کی مالیت کتنی ہوگی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل کی مالیت۔ کیا مطلب۔ اس میں مالیت کا کیا تعلق پیدا ہو گیا"...... سرآصف خان نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ فرنیچر کی بات کر رہے ہیں۔ قاسم کھڑے کھڑے اس جیسے دس ہوٹل خرید کر خیرات کر سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ جب آپ کو ہوٹل کی منہ مانگی قیمت مل رہی ہو تو پھر آپ کیا رپورٹ

کرا مہلے ہائے ہائے کرتے۔ یہ ڈیڈی کا دوست کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ
ہم خور پولیس ولیس کا سپاہی وپاہی ہوگا۔ اب ڈیڈی اتنے بھی گئے
قدرے نہیں ہیں کہ ان حرام خوروں سے دوستی کریں۔ اور ہاں وہ
"وہ ہے کھانا مانا سالے۔ بھوک سے میرے پیٹ میں دوڑتے
کہتا ہے"...... اب بہت بڑے ہو گئے ہیں"...... قاسم نے دھاڑتے
"ہونہہ۔ ٹھیکیف خان کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا اور
حرکت نہ کرنے کا وعدہ کرا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ سرآصف خان کی
آصف خان نے ایک طویل سانس اور قاسم کے ذہن کے مطابق ایسی
"آئندہ کا وعدہ تو میں آپ سے کر سکتا ہوں انہیں پولیس۔ اور چارا
کر سکتا ہے۔ میں تو غریب اور مفلس آدمی ہوں۔ ویسے اب میں سوچ رہا ہوں کہ ایک ہوٹل بناؤں اور قاسم کو بلا کر کہوں کہ اس میں ہنگامہ کرے اور پھر اس سے ہوٹل کی قیمت سے بھی دوگنا نقصان طلب کروں اور وصول کر کے عیش کروں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ پہلے ہی ادھار اتنے ہیں کہ اب تو مجھے کسی نے ادھار بھی نہیں دینا پھر ہوٹل کیسے بنا سکتا ہوں۔ البتہ آپ میرے انکل ہیں آپ مہربانی کریں اور یہ ہوٹل مجھے دے دیں"...... عمران کی زبان چل پڑی۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ میں لالچی آدمی ہوں اور میں اس سے زیادہ رقم مانگوں گا۔ نانسنس"...... سرآصف خان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"چلیں آپ نہ سہی میں لالچی سہی۔ آپ بے شک زیادہ رقم مانگ

کرنے کے جرم میں"...... سرآصف خان نے کہا۔

"پہلے مینجر صاحب یہ بتائیں کہ وہ خاتون اور اس کے ساتھی۔ اس ہوٹل میں رہائش پذیر ہیں"...... عمران نے اس بار قاسم کی ہوئے مینجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ تو صرف کھانا کھانے آئے تھے۔ ہاتھی کی طرح چلے گئے"...... مینجر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں۔

"اب فرمائیں جناب چیئرمین صاحب نہمان نواج بن رہا تھا۔ رپورٹ اگر درج کرائیں گے تو ہنستے ہوئے کہا۔ سرآصف اور مینجر دونوں اس کے ... انداز میں اندر داخل ہوتے ہی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور عمران چونکہ مینجر کی سائیڈ میں بیٹھا ہوا تھا اس لئے قاسم کو نظر نہ آرہا تھا۔

"تمہارا نام قاسم ہے"...... سرآصف نے خان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرا نام قاسم ہے لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ تم نے سالا چالان ملان کرنا ہے"...... قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"قاسم۔ یہ سرآصف خان ہیں اس ہوٹل کے چیئرمین اور سر عاصم کے گہرے دوست"...... عمران نے وہیں کرسی پر بیٹھے بیٹھے کہا تو قاسم بے اختیار اچھل پڑا۔

"سالے خالہ جاؤ۔ کیوں جھوٹ بول رہے ہو۔ سالے گریٹ گناہ گار۔ اللہ میاں کے فرشتے آگ کے کوڑے ماریں گے تو پڑے رہو گے

سالے ہائے ہائے کرتے۔ یہ ڈیڈی کا دوست کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ حرام خور پولیس ولیس کا سپاہی وپاہی ہو گا۔ اب ڈیڈی اتنے بھی گئے گزرے نہیں ہیں کہ ان حرام خوروں سے دوستی کریں۔ اور ہاں وہ کہاں ہے کھانا مانا سالے۔ بھوک سے میرے پیٹ میں دوڑتے ہوئے چوہے اب بہت بڑے ہو گئے ہیں"...... قاسم نے دھاڑتے ہوئے کہا تو سرآصف خان کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ سرآصف خان کی چونکہ بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور قاسم کے ذہن کے مطابق ایسی مونچھیں پولیس والے رکھتے ہیں اس لئے وہ انہیں پولیس اور حرام خور کہہ رہا تھا۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ نانسنس"...... سرآصف خان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ارے جاؤ۔ گولی مار دو گے تجھے۔ چوکھٹا دیکھا ہے اپنا سالے چڑی مار۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔ اپنا چوکھٹا گم کرو ورنہ سالے میں نے اگر سر پر انگلی بھی ماری تو سالے چار منزل نیچے جا کر جندہ دفن ہو جاؤ گے"...... قاسم بھلا کہاں کسی کے رعب میں آنے والا تھا۔

"قاسم۔ اب اگر تم نے کوئی بات کی تو پھر میں خود سر عاصم کو فون کر دوں گا۔ ابھی کھانا آجاتا ہے۔ بیٹھو"...... عمران نے کہا۔ اس نے سرآصف خان کی حالت دیکھ کر قاسم کو کنٹرول کرنا ضروری سمجھا تھا ورنہ اسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ یا تو سرآصف خان قاسم کو

گولی ماردیں گے یا خودکشی کر لیں گے۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اچھا کھانا۔ اوہ ہاں۔ کہاں ہے کھانا۔ جلدی منگواؤ اور سالے۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ ٹرک آئے گا۔ اب بولو سالے۔ ٹرک لفٹ میں کیسے چڑھ کر آئے گا"...... عمران کی توقع کے عین مطابق قاسم کی ذہنی رو بدل گئی۔

"جس طرح تم آئے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ اوہ۔ وہ۔ اچھا جلدی منگاؤ سالے۔ جلدی"...... قاسم نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور صوفہ حالانکہ خاصا مضبوط تھا لیکن اس کے باوجود قاسم کے بیٹھنے سے اس میں سے کڑکڑانے کی ایسی آوازیں نکلیں جیسے ابھی ٹوٹ جائے گا۔

"سر آصف خان۔ قاسم کے لئے یہاں کھانا منگوالیں اور مجھے بتائیں کہ آپ کا کتنا نقصان ہوا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مینجر سے پوچھ لینا۔ میں جا رہا ہوں۔ میں اس احمق کے ساتھ ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتا"...... سر آصف خان نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے۔

"جلدی لے کر آنا کھانا سالے۔ سست الوجود ہو۔ بیماروں کی طرح چل رہے ہو۔ جلدی آنا"...... قاسم نے کہا تو سر آصف خان کے جسم کو زوردار جھٹکا لگا لیکن وہ مڑے نہیں اور نہ ہی رکے بلکہ تیزی

سے باہر کی طرف بڑھ گئے۔

"مینجر صاحب قاسم کے لئے کھانا منگواؤ ورنہ یہ تمہیں اور مجھے دونوں کو بھی کھا سکتا ہے"...... عمران نے مینجر سے مخاطب ہو کر کہا جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے ابھی تک دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں سے سر آصف خان گئے تھے۔ شاید اسے سر آصف خان کے اس طرح باہر جانے پر حیرت ہو رہی تھی کیونکہ یہ بات تو عمران بھی جانتا تھا کہ سر آصف خان اپنے غصے کی وجہ سے دور دور تک مشہور ہیں لیکن عمران اور قاسم نے مل کر انہیں اس طرح زچ کر دیا تھا کہ انہیں محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً بھاگنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔

"یس سر۔ ویسے سر آپ نے ہم سب عملے کو بچا لیا ہے۔ میں آپ کا ذاتی طور پر ممنون ہوں"...... مینجر نے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے کہ تمہاری یا تمہارے عملے کی واقعی اس میں کوئی غلطی نہیں تھی اس لئے میں نے صرف سچ بولا ہے۔ کوئی احسان نہیں کیا تم پر"...... عمران نے جواب دیا۔

"وہ کھانا۔ کہاں ہے کھانا۔ وہ سالا ٹرک کہاں رہ گیا"...... قاسم نے یکلخت دھاڑتے ہوئے کہا۔

"اس کی بریکیں خراب ہو گئی تھیں اس لئے وہ آگے نکل گیا تھا۔ اب مینجر جا کر اسے بیک کر کے لے آئے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ مینجر مسکراتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا۔

"تو سالے کیوں انہوں نے پھٹیچر ٹرک پر کھانا بھجوایا۔ سالے تیا

لے لیتے۔ ہونہہ سالے کنجوس"۔ قاسم نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ کھانا تو تم کھا رہے تھے پھر تمہیں کیا ہوا تھا کہ کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ویسے مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا کہ ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ قاسم کے سامنے کھانا ہو اور قاسم کھانا چھوڑ دے۔ تم دنیا تو چھوڑ سکتے ہو لیکن کھانا نہیں چھوڑ سکتے"...... عمران نے کہا۔

"ہی۔ ہی۔ ہی۔ بس جل گئے سالے۔ تم بھی جل گئے میرے کھانے سے"...... قاسم نے ہی ہی کر کے ہنستے ہوئے کہا۔

"جل جاتا تو خوش ہو جاتا کہ چلو قاسم کم کھائے گا تو باقی بچے ہوئے کھانے سے سو دو سو غریب خاندانوں کو دو وقت کا کھانا مل جائے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سالے پھر جھوٹ بول رہے ہو۔ سالے جلا ہوا کیسے خوش ہو سکتا ہے۔ ہونہہ"...... قاسم نے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ کھانا کھاتے ہوئے تم نے اسے چھوڑا کیوں تھا۔ کیا ہوا تھا وہاں"...... عمران نے کہا۔

"پتہ نہیں۔ مجھے تو بس اتنا یاد ہے کہ میں کھانا کھا رہا تھا کہ ایک بڑی سی ہڈی میرے دانتوں میں پھنس گئی۔ میں نے منہ اوپر کیا تو سالے سامنے ایک جوردار فل فلوٹی بیٹھی مجھے دیکھ رہی تھی لیکن میں تو اس وقت کھانا کھا رہا تھا۔ اس وقت تو مجھے جوردار سے جوردار فل فلوٹی بھی سالی چڑیل کی خالہ جان لگتی ہے اور وہ تھی بھی

چڑیل۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں الو کی آنکھوں کی طرح گول سی تھیں اور پھر سارے ڈائننگ ہال جتنی ہو گئیں اور بس"...... قاسم نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ویٹر ٹرالیاں دھکیلتے اندر داخل ہوئے۔

"ان ویٹروں کی مستقل ڈیوٹی لگا دو کہ یہ اسے کھانا سپلائی کرتے رہیں اور جب یہ کھانا کھا لے تو اسے اس کے کمرے تک پہنچا دیں۔ سمجھے۔ نقصان کا ذکر مت کرنا۔ اسے بل میں ڈال دینا۔ پورا مل جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"آپ جا رہے ہیں"...... مینجر نے کہا۔

"نہیں۔ تم میرے ساتھ کسی اور آفس میں چلو۔ میں نے تم سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ قاسم اب کھانا کھانے میں مصروف تھا۔ اس نے سر اٹھا کر بھی عمران کی طرف نہ دیکھا تھا۔

"یس سر۔ آئیے سر"۔ مینجر راحت نے کہا اور پھر وہ اسے لے کر قریب ہی ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ بھی آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بہرحال یہ اتنا وسیع اور شاندار نہ تھا جس قدر پہلا تھا۔

"جی پہلے فرمائیے کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے شاید اپنی نوکری بچ جانے پر بے حد خوشی ہو رہی تھی۔

"شربت بزوری معتدل"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شربت بزوری معتدل۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... مینجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بزوری کا مزاج بے حد سرد ہوتا ہے۔ بالکل آئس کریم کی طرح اس لئے بزوری معتدل کا استعمال زیادہ فائدہ مند ہے"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن بزوری ہے کیا"...... مینجر نے اس بار قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فقرے کے آخر میں کیا کہہ کر تم نے اپنی موت پر مہر لگا دی ہے مینجر راحت حسین بلکہ مینجر راحت حسین مرحوم۔ کیونکہ بزوری سر آصف خان کی اکلوتی بیگم کا نام ہے اور وہ اس قدر سرد مزاج خاتون ہیں کہ چٹکی بجانے کا بھی تکلف نہیں کرتیں اور آدمی بے جان ہو جاتا ہے اور تم نے اسے کیا کہہ دیا ہے جبکہ کیا بے جان کے لئے کہا جاتا ہے اس لئے تمہیں کہنا چاہئے تھا کہ یہ بزوری آخر ہے کون۔ پھر تمہاری جان بچ سکتی تھی۔ بہرحال اب بھی وقت ہے۔ یہاں سے آواز مادام بزوری تک پہنچتے پہنچتے وقت لے گی اس لئے فقرے میں تبدیلی کر لو"...... عمران نے انتہائی پرخلوص لیکن انتہائی سنجیدہ لہجے میں مشورہ دیتے ہوئے کہا تو مینجر ہونقوں کی طرح منہ پھاڑے عمران کی طرف دیکھتا رہا۔

"مم۔ مم۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔ بہرحال بزوری ہے کون"۔ مینجر نے بے اختیار بلکہ جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"تم غیر ممالک میں رہے ہو اس لئے تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال بزوری ایک جڑی بوٹی کا نام ہے جس کا شربت تیار کیا جاتا ہے۔ وہ کیا ہے۔ کون نہیں"۔ عمران نے پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔

"آپ۔ آپ واقعی حیرت انگیز انسان ہیں۔ اب میں کیا کہوں"...... مینجر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ جس وقت یہ ہنگامہ ہوا تھا اس وقت ڈائننگ ہال میں کتنے ویٹر کام کر رہے تھے اور ان کے نام کیا ہیں"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت اس قدر سنجیدگی ابھر آئی تھی کہ مینجر راحت حسین چند لمحے تو انتہائی حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ یہ بات کیوں پوچھ رہے ہیں"...... مینجر نے کہا۔

"اس لئے کہ قاسم ایک غیر ملکی اور معروف صنعت کار ہے اور یہ واقعہ کل پوری دنیا کے اخبارات میں رپورٹ ہو گا اور کافرستانی سفارت خانہ نہیں بلکہ کافرستان حکومت بھی چونک پڑے گی اور پاکیشیا کے اعلیٰ حکام بھی شاید یہاں پہنچ جائیں۔ انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل تو کیا شاید خود صدر مملکت یہاں آ جائیں"...... عمران نے کہا تو مینجر کا رنگ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا واقعی۔ کیا قاسم صاحب اس قدر اونچی حیثیت رکھتے ہیں"...... مینجر نے کہا۔

"تم اس کی حیثیت سے واقف نہیں اس لئے تمہیں علم نہیں ہے اور نہ ہی سر آصف خان کو اور مجھے اس سارے واقعہ کے پیچھے کسی بڑے بین الاقوامی جرم کی بو آرہی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ پہلے ہی انکوائری کر کے اعلیٰ حکام تک رپورٹ کر دوں۔ سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کو رپورٹ دینا ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ کی کوئی سرکاری حیثیت بھی ہے"...... مینجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں سر سلطان کا پرائیویٹ جاسوس ہوں۔ وہ انتہائی بااصول آدمی ہیں اس لئے اس طرح کے واقعات کے لئے انہوں نے مستقل طور پر مجھے ملازم رکھا ہوا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بے چارے تنخواہ دینے کے قابل نہیں ہیں اس لئے بس الاونس میں ہی گزارہ ہو رہا ہے"...... عمران نے کہا۔ وہ بات کرتے کرتے ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گیا تھا اور مینجر ایک بار پھر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کی شاید سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ گرگٹ سے بھی زیادہ جلدی جلدی رنگ بدلنے والا یہ شخص اصل میں کون ہے۔

"ٹھیک ہے سر۔ آپ جو بھی ہوں مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ چیئرمین صاحب آپ کی بات مانتے ہیں اس لئے مجھے بھی ماننی ہو گی۔ میں سروس مینجر کو کہتا ہوں"...... مینجر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے پیچھے ویٹرز کی قطار بھی اندر آئی۔ ان

سب کے چہروں پر شدید پریشانی نمایاں تھی۔ وہ سر جھکائے ہوئے تھے۔

"یہ آٹھ ویٹرز اس وقت ڈائننگ ہال میں ڈیوٹی دے رہے تھے جب یہ ہنگامہ ہوا"...... مینجر نے کہا۔

"آپ جنرل مینجر ہیں اس لئے آپ خود نہ بتائیں اور جا کر پہلے قاسم صاحب کے بارے میں معلوم کریں کہ اسے کھانا مل رہا ہے یا نہیں کیونکہ اگر آپ نے کھانے کی سپلائی ذرا بھی ہلکی کی تو دوسرا ہنگامہ اس سے بھی زیادہ خوفناک کھڑا ہو سکتا ہے۔ میں ان سے باتیں کر لوں گا"...... عمران نے کہا اور مینجر سر ہلاتا ہوا اس طرح کمرے سے باہر چلا گیا جیسے بچے چھٹی ہونے پر کلاس سے بھاگتے ہیں۔

"بیٹھیں"...... عمران نے ان ویٹرز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب اس ہنگامے میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے"...... ایک قدرے ادھیڑ عمر ویٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے اس لئے میں نے آپ سب کی طرف سے سر آصف خان صاحب کو یقین دہانی کرا دی ہے اور انہیں میری بات پر یقین آ گیا ہے اس لئے وہ واپس چلے گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا نام اکبر علی ہے اور میں اوریگا ہوٹل میں کام کرتا تھا"...... اچانک ایک نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"او اچھا۔ ہاں مجھے یاد آیا کہ تمہارا چہرہ دیکھا بھالا ہے۔ بہرحال بیٹھو۔ میں نے تم سے صرف چند باتیں پوچھنی ہیں"...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا تو تمام ویٹروں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور وہ صوفوں پر بیٹھ گئے لیکن ان کے بیٹھنے کا انداز بے حد مؤدبانہ سا تھا۔

"اکبر علی۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ قاسم ڈائننگ ہال کے کس حصے میں اور کس سمت کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا"...... عمران نے اکبر علی سے کہا۔

"جی صاحب"...... اکبر علی نے جواب دیا اور پھر اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"اس کے سامنے والی کرسیاں تو ظاہر ہے خالی ہوں گی کیونکہ قاسم اکیلا کھانا کھانے کا عادی ہے لیکن اس کے بعد جو میز تھا اس پر قاسم کی طرف منہ کئے کیا کوئی خاتون بیٹھی ہوئی تھی"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ایک غیر ملکی خاتون بیٹھی ہوئی تھی۔ میں ان کی میز پر سروس کر رہا تھا جناب"...... اچانک ایک اور ویٹر بول پڑا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی میرا نام اعظم ہے جناب"...... اس ویٹر نے جواب دیا۔

"اس خاتون نے کوئی خاص حرکت کی تھی۔ ایسی حرکت جو عام طور پر نہیں کی جاتی ہو۔ اچھی طرح سوچ کر جواب دینا"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ اس خاتون نے جو غیر ملکی تھیں عجیب چمکدار سی عینک

پہنی ہوئی تھی۔ حالانکہ ڈائننگ ہالز میں روشنی خاص مدھم رکھی جاتی ہیں تاکہ کھانے کا ماحول بن سکے اس لئے اس قسم کی عینک وہاں عام طور پر کوئی نہیں پہنتا لیکن انہوں نے پہن رکھی تھی اور جناب پھر اچانک انہوں نے عینک اتار کر ہاتھ میں پکڑ لی اور اس کے تھوڑی دیر بعد ہی قاسم صاحب نے ہنگامہ شروع کر دیا۔ وہ خاتون اٹھ کر باہر چلی گئیں اور جب قاسم صاحب فون سننے چلے گئے تو وہ خاتون اپنے ساتھی کے ساتھ اپنے کمروں میں چلی گئیں"...... اعظم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ یہاں رہائش رکھے ہوئے تھیں"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ وہ اس وقت بھی یہاں موجود ہیں۔ دوسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ اور تیرہ میں"...... اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس خاتون کا حلیہ کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"حلیہ۔ وہ۔ وہ غیر ملکی خاتون ہیں۔ لمبے قد اور بھاری لیکن مضبوط جسم کی مالک ہیں اور بس"...... اعظم نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے۔ اب تم سب جا سکتے ہو لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ اگر یہاں ہونے والی بات چیت باہر پہنچ گئی حتیٰ کہ تم نے مینجر کو بھی بتائی تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ تم سب بھی اس ہنگامے میں ملوث ہو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ ایسا نہیں ہو گا"...... سب نے کہا اور پھر وہ سب

سلام کر کے کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ یہ جنرل مینجر راحت حسین کی پرسنل سیکرٹری ہو گی۔

"جنرل مینجر کے آفس سے نقلی جنرل مینجر بول رہا ہوں۔ اصلی کو بھیج دیں تاکہ میں چھٹی کر کے گھر جاؤں اور آرام سے لمبی تان کر سوؤں۔ ویسے یہ لمبی تان کر سونے کی بات آج تک مجھے سمجھ نہیں آئی کہ کیا لمبی تان کر سویا جاتا ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ تان یا تانیں تو گانے یا راگوں کی ہوتی ہیں چاہے لمبی ہوں یا چھوٹی"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی اور پھر اس سے پہلے کہ دوسری طرف سے کسی حیرت کا اظہار ہوتا عمران نے خود ہی رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ مینجر راحت تک اس کا پیغام پہنچ جائے گا اور ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد مینجر راحت آ گیا۔

"آپ نے میری پرسنل سیکرٹری سے کہا تھا کہ آپ نقلی جنرل مینجر ہیں۔ وہ حیرت اور خوف سے پاگل ہو رہی تھی"...... مینجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کی پرسنل سیکرٹری غیر شادی شدہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ مگر آپ نے یہ سوال کیوں کیا ہے"...... مینجر راحت

نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ غیر شادہ شدہ خاتون ہی حیرت اور خوف سے پاگل ہو سکتی ہے ورنہ شادی شدہ تو دوسروں کو پاگل کرنے کی ماہر ہوتی ہیں"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو مینجر راحت حسین بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ واقعی انتہائی دلچسپ باتیں کرتے ہیں"...... مینجر راحت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ صرف اتنا معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ دوسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ اور تیرہ میں کون رہائش پذیر ہیں اور ان کے کاغذات کی نقول بھی یہاں منگوا لیں لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا یہ لوگ"...... مینجر نے چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں رک رک کر کہنا شروع کیا۔

"کسی فیصلے یا نتیجے پر پہنچنے کی ضرورت نہیں۔ وہ بھی غیر ملکی ہیں اور ہوٹل کے معزز گاہک ہیں"...... عمران نے کہا تو مینجر نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک بار پھر اٹھ کر وہ خود ہی آفس سے باہر چلا گیا۔ شاید وہ عمران سے ذہنی طور پر اس قدر مرعوب ہو گیا تھا کہ اپنا عہدہ بھی اسے یاد نہ رہا تھا۔ بہرحال تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

"یہ پالینڈ کے باشندے ہیں۔ ان کا تعلق بھی ٹیکسٹائل بزنس سے

ہے"...... مینجر نے فائل عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور عمران
نے جیسے ہی فائل کھولی وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ سامنے جس آدمی
کی تصویر لگی ہوئی تھی وہ اسے اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ آسکر تھا پالینڈ کا
خاصا معروف ایجنٹ تھا اور عمران سے اس کے خاصے تعلقات تھے۔
اس کا نام بھی وہی تھا۔ عمران نے جلدی سے کاغذ پلٹا اور دوسرے
لمحے اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ
دوسرے کاغذ پر ہپناٹزم میں بین االاقوامی شہرت رکھنے والی مادام
جوزی کا فوٹو تھا اور اس کا اصل نام ہی درج تھا۔ اب عمران سمجھ گیا
تھا کہ قاسم سے یہ ہنگامہ یقیناً مادام جوزی نے کرایا ہے اور آسکر اس
کے ساتھ ہے اور آسکر کی موجودگی بتا رہی تھی کہ معاملات بین
الاقوامی سطح کے ہیں

"کیا یہ آسکر صاحب کمرے میں موجود ہیں"...... عمران نے مینجر
سے پوچھا۔

"میں معلوم کرتا ہوں"...... مینجر راحت حسین نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور بات شروع کر دی۔
تھوڑی دیر بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔

"جی ہاں۔ وہ دونوں کمرہ نمبر بارہ میں موجود ہیں۔ ویسے اس
خاتون کا کمرہ نمبر تیرہ ہے لیکن وہ آسکر صاحب کے کمرے میں اس
وقت موجود ہیں"...... مینجر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا
اور اٹھ کھڑا ہوا۔

آسکر۔ عمران نے اگر یہ معلوم کر لیا کہ یہ ہنگامہ میری وجہ سے
ہوا ہے تو پھر"...... مادام جوزی نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ تم کہنا کہ تم نے مشق کی ہے۔ قاسم نے کوئی
جرم نہیں کیا۔ جہاں تک ہوٹل کے نقصان کا تعلق ہے تو وہ اب اتنا
گیا گزرا بھی نہیں کہ یہ معمولی نقصان بھی پورا نہ کر سکے"...... آسکر
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس کے بارے میں جانتی ہوں۔ وہ خود بھی ماہر ہپناٹسٹ
ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اگر اسے شک پڑ گیا تو پھر اصل حقیقت
جاننے کے لئے قاسم کی نگرانی کرائے گا۔ وہ مقصد کی تہہ تک ہر
صورت میں پہنچنے کی کوشش کرے گا"...... میڈم جوزی نے کہا۔

"گھبراؤ مت۔ میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ وہ واقعی ایسا
ہی ہے لیکن مجھے یہ معلوم ہے کہ اس کے ذہن کے کسی بعید ترین

گوشے میں بھی یہ بات نہ ہوگی جو ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں اس لئے اسے ٹکریں مارنے دو"...... آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور وہ دونوں بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ہالینڈ کے مایہ ناز سیکرٹ ایجنٹ جناب آسکر صاحب اور بین الاقوامی شہرت کی حامل پینانسٹ میڈم جوزی کی خدمت میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سلام پیش کرتا ہے"۔ عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر انتہائی تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ عمران۔ آؤ۔ آؤ۔ خوش آمدید۔ لیکن تم تو دارالحکومت میں رہتے ہو۔ پھر یہاں اتنی دور سنگرام میں کیسے آگئے"۔ آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تک تو میں اسے بد قسمتی ہی سمجھتا رہا کہ میرا خالہ جاد قاسم یہاں ٹھہرا ہوا تھا اور پھر وہ بدمست ہاتھی کی طرح بپھر گیا اور یہ ہوٹل میرے انکل کا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ اسے کنٹرول کرنا صرف مجھے ہی آتا ہے اس لئے انہوں نے فوراً ہی نادر شاہی حکم جاری کر دیا کہ فوراً پہنچو اور اپنے خالہ جاد کو سنبھالو۔ میں اڑا چلا آیا کہ چلو بے کاری میں کام مل گیا۔ ظاہر ہے قاسم نے ہوٹل کا نقصان کیا ہو گا۔ اس کا بل وہ فوراً ادا کرے گا اور اس بل میں میری پرواز کا خرچہ بھی شامل ہو جائے گا۔ اس طرح چلو کچھ روز چین سے گزر جائیں گے

لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ سر آصف خان تو شاید کنجوسی میں ورلڈ چیمپئن کا عہدہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے الٹا مجھے اس نقصان کا ذمہ دار قرار دے کر حکم دیا ہے کہ میں نقصان پورا کراؤں جبکہ قاسم نے نقصان پورا کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ اس نے تو کوئی نقصان کیا ہی نہیں۔ وہ تو کھانا کھا رہا تھا اور پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ کمرے میں تھا۔ وہ تو الٹا ہوٹل پر ہرجانے کا دعویٰ کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے کہ نجانے انہوں نے کھانے میں کیا ملا دیا تھا"۔ عمران کی زبان قینچی کی طرح رواں تھی البتہ وہ کمرے میں کھڑے ہوئے آسکر سے مصافحہ کر کے اور میڈم جوزی کو صرف سلام کر کے ان کے سامنے سنٹرل ٹیبل کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ آسکر اور میڈم جوزی بھی بیٹھ گئے تھے۔

"لیکن کھانا تو ہم نے بھی کھایا تھا۔ ہم پر تو ایسے اثرات نہیں ہوئے"...... میڈم جوزی نے کہا۔

"شاید کوئی یورپی چورن استعمال کر دیا گیا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو آسکر اور جوزی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"یورپی چورن۔ کیا مطلب"...... آسکر اور جوزی دونوں نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ قاسم یہاں تو خود غیر ملکی ہے لیکن وہ بہرحال ایشیائی ہے اور آپ دونوں کا تعلق یورپ سے ہے۔ اب قاسم پر کسی

چیز کا اثر ہو سکتا ہے اور آپ پر نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اس چیز کے عادی ہوں گے اور قاسم عادی نہیں ہو گا اس لئے میں نے یورپی چورن کہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ تم نے بڑے خوبصورت انداز میں ہم پر شک کا اظہار کیا ہے لیکن اس میں اتنے ہیر پھیر کی ضرورت نہیں ہے۔ قاسم نے جو کچھ کیا ہے وہ میری وجہ سے ہوا ہے"...... جوزی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"پھر تو میری تشخیص درست ثابت ہوئی اور آپ نے تو میری روزی کا مستقل بندوبست کر دیا ہے۔ اب میں باقاعدہ ماہر تشخیص حکیم کا بورڈ لگا کر اطمینان سے لوگوں کی بیماریوں کی تشخیص کر کے انہیں دوا دینے والے حکیم کے پاس بھیجتا رہوں گا کیونکہ آج کل اصل مسئلہ بیماری کی تشخیص ہے۔ ڈاکٹر حضرات مشینری پر تکیہ کر جاتے ہیں اور مشینری کا کوئی اعتبار نہیں اور حکیم حضرات میں سے تشخیص کرنے والے صاحبان علم کم ہی رہ گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مریض بے چارے ٹاکک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہیں"...... عمران کی زبان اسی طرح رواں تھی۔

"ہماری سمجھ میں تو تمہاری باتیں نہیں آ رہی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم خود اس علم میں مہارت کا درجہ رکھتے ہو۔ اس لئے میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ قاسم کو جب میں نے پہلی بار ڈائننگ ہال میں دیکھا تو مجھے وہ ایک دلچسپ کیس لگا۔ میں نے اسے چیک کرنے کی

کوشش کی جس کے نتیجے میں یہ سارا ہنگامہ ہوا۔ بہرحال اگر تم کہو تو ہم ہوٹل کا نقصان پورا کرنے پر تیار ہیں"...... جوزی نے کہا۔

"اللہ تمہارا بھلا کرے۔ تم جیسے سخی اب کہاں رہ گئے ہیں۔ ہوٹل کا نقصان تو پورا ہوتا رہے گا کم از کم میرا نقصان پورا ہونے کا سکوپ تو بنا"...... عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نقصان۔ کیا مطلب"...... آسکر اور جوزی دونوں نے چونک کر کہا۔

"وہی تشخیص والی بات کر رہا ہوں۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ آپ دونوں کو کیا پالینڈ سیکرٹ سروس سے نکال دیا گیا ہے"...... عمران نے اچانک کہا تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"نکال دیا گیا۔ نہیں۔ کیوں"...... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو آپ دونوں ٹیکسٹائل بزنس سے کیسے متعلق ہو گئے اور یہاں سنگرام میں آپ کی آمد اور رہائش۔ دیکھیں اگر ایسی کوئی بات ہے تو مجھے بتا دو۔ میرے اب پالینڈ کے چیف سیکرٹری صاحب سے بڑے دوستانہ تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔ میں تم دونوں کو دوبارہ ایڈجسٹ کرا سکتا ہوں"...... عمران نے کہا تو آسکر اور جوزی دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"مجھے بتاؤ کہ تم کیا پینا پسند کرو گے"...... آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہی سوال مجھ سے اس ہوٹل کے جنرل مینجر نے بھی پوچھا تھا۔ جب میں نے اسے اپنی فرمائش بتائی تو وہ اٹھ کر اپنے آفس سے ہی بھاگ گیا اس لئے مجھے مجبوراً کچھ پیئے بغیر وہاں سے بے نیل و مرام آنا پڑا اور میں نہیں چاہتا کہ یہی کارروائی یہاں بھی دوہرائی جائے اس لئے تم جو مناسب سمجھو منگوالو جبکہ تم دونوں کو بہرحال یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں شراب نہیں پیا کرتا"...... عمران نے کہا تو آسکر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلایا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر سروس سیکشن کو کمرہ نمبر بارہ میں تین گلاس ایپل جوس کے بھجوانے کا آرڈر دے دیا۔

"ہم یہاں سیکرٹ سروس کے سلسلے میں نہیں آئے عمران صاحب"...... آسکر نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ورنہ تم دونوں میک اپ میں ہوتے اور تمہارے کاغذات پر لگے ہوئے فوٹو اور تمہارے نام و پتے بھی مختلف ہوتے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹیکسٹائل بزنس جوزی کا خاندانی بزنس ہے۔ جوزی کا بھائی یہ کاروبار کرتا ہے۔ یہاں سنگرام میں اس نے کپڑے کے نمونے حاصل کرنے تھے۔ جب جوزی کو معلوم ہوا تو اس نے اسے کہا کہ وہ جا کر اسے لے آئے گی۔ وہ اپنے ایجنٹ کو نہ بھیجے کیونکہ جوزی کو ایشیا بے حد پسند ہے۔ اس نے مجھ سے بات کی تو میں بھی تیار ہو گیا۔ چیف سے چھٹیاں بھی حاصل کر لی گئیں۔ چنانچہ ہم یہاں آگئے۔ ہمارا خیال

تھا کہ بزنس ورک سے فارغ ہو کر واپسی پر تم سے بھی ملتے جائیں گے کہ اچانک یہ واقعہ پیش آگیا۔ اب ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ قاسم کا تم سے بھی کوئی تعلق ہے"...... آسکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان"...... آسکر نے کہا تو دروازہ کھلا اور ویٹر ٹرے میں ایپل جوس کے تین گلاس رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھا اور مڑ کر واپس چلا گیا۔

"بہرحال یہ تو میرے لئے مسرت کا باعث ہے کہ میڈم جوزی کو پاکیشیا پسند ہے البتہ تم یہ وعدہ ضرور کرو کہ واپسی پر ملاقات کر کے جاؤ گے"...... عمران نے جوس سپ کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ہم ایسے کیسے جا سکتے ہیں"...... آسکر نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم چاہو گے بھی تو نہیں جا سکو گے کیونکہ تم دونوں میرے مہمان ہو اور میرے مہمان آتے وقت تو اپنی مرضی سے آتے ہیں لیکن جاتے وہ میری مرضی سے ہیں"...... عمران نے کہا تو ان دونوں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلا دیئے۔

"او کے۔ اب مجھے اجازت"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں آسکر سے مصافحہ کیا اور جوزی کو سلام کر کے وہ مڑا اور پھر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد آسکر نے جوزی کو مخصوص

اشارہ کیا۔

"عمران جیسا مزاج اس دنیا میں ہر شخص کا ہوتا تو یہ دنیا جنت بن جاتی"...... آسکر نے اونچی آواز میں کہا۔

"ہاں واقعی۔ ویسے یہ شخص مجھے بے حد پسند ہے"..... جوزی نے بھی جواب دیا اور پھر وہ اس وقت تک ایسی ہی باتیں کرتے رہے جب تک ویٹر نے آکر خالی گلاس نہ اٹھالئے۔ ویٹر کے باہر جانے کے بعد آسکر نے جیب سے گائیگر نکالا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کرسی کو جس پر عمران بیٹھا ہوا تھا اس کی پشت کو اور پھر پورے کمرے کو اچھی طرح چیک کیا۔

"کچھ نہیں ہے"...... آسکر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پہلے تمہارا خیال تھا کہ یہ باہر رک کر ہماری باتیں سنے گا"۔ جوزی نے کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ جو کچھ میں نے بتایا ہے وہ بڑی پھسپھسی سی کہانی ہے اور عمران جیسا شخص ظاہر ہے اس سے کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا اور وہ پہلے ہی معلوم کر چکا تھا کہ یہ کام ہمارا ہے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ہم نے خود ہی اعتراف کر لیا لیکن اب وہ لامحالہ قاسم کی نگرانی کرائے گا اور اس نے جاتے ہوئے جو باتیں کی ہیں وہ بھی ہمارے لئے دھمکی تھی کہ ہم یہاں سے اس کی مرضی کے بغیر واپس نہ جا سکیں گے"...... آسکر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ابھی اسی وقت کام کر لیا جائے کیونکہ عمران لامحالہ رات کو نگرانی کرائے گا"...... جوزی نے کہا۔

"نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے قاسم کے کمرے میں کوئی آلہ لگا دیا ہو۔ ہمیں پہلے اس کے کمرے کو چیک کرنا ہو گا"...... آسکر نے کہا اور جوزی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ایک تو قاسم کا منیجر اور سیکرٹری اس کا پہرہ اس طرح دیتے ہیں جیسے وہ کوئی چھوٹا سا بچہ ہو۔ سائے کی طرح چمٹے رہتے ہیں"۔ جوزی نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ انہیں بھی ٹرانس میں لے آنا۔ پھر وہ اطمینان سے اپنے کمروں میں پڑے سوتے رہ جائیں گے"...... آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزی نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ
ڈائریکٹ فون تھا۔

"یس"...... باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"آسکر بول رہا ہوں باس۔ پاکیشیا سے"...... دوسری طرف سے
آسکر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... باس نے چونک کر اشتیاق بھرے
لہجے میں پوچھا۔

"وکٹری باس۔ ہم نے اپنا مشن مکمل کر لیا ہے"...... دوسری
طرف سے کہا گیا تو باس بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ لیکن یہ بتاؤ کہ جہاں سے فون کر رہے ہو کیا وہ
محفوظ ہے"...... باس نے کہا۔

"یس باس۔ میں پبلک فون بوتھ سے کال کر رہا ہوں"۔ دوسری

طرف سے کہا گیا۔

"کیا ریٹس رپورٹ تمہارے پاس ہے"...... باس نے پوچھا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے آسکر نے کہا۔

"جلدی کرو۔ مجھے لکھواؤ لیکن پوری طرح احتیاط سے کیونکہ
معمولی سی غلطی سے سارا معاملہ بگڑ سکتا ہے"...... باس نے کہا۔

"یس باس۔ لکھیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور باس نے
سامنے پڑا ہوا بڑا سا کاغذ جو ایک گتے میں لگا ہوا تھا اپنے سامنے رکھا
اور قلمدان سے قلم نکال کر وہ لکھنے کے لئے تیار ہو گیا۔

"ہاں لکھواؤ لیکن آرام سے اور دوہرا دوہرا کر"...... باس نے کہا
تو آسکر نے دوسری طرف سے دھاگوں کی کوالٹی اور ان کے ریٹس
لکھوانے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد پورا کاغذ بھر گیا۔

"ایک بار پھر دوہرا دوں باس"...... آسکر نے کہا۔

"ہاں۔ شروع سے"...... باس نے کہا تو آسکر نے شروع سے
دوہرانا شروع کر دیا۔

"گڈ۔ اب یہ بتاؤ کہ میڈم جوزی کا کیا کہنا ہے۔ کیا اس نے
درست معلومات حاصل کی ہیں"...... باس نے مطمئن انداز میں
پوچھا۔

"یس باس۔ سو فیصد درست"...... دوسری طرف سے انتہائی
بااعتماد لہجے میں کہا گیا۔

"گڈ۔ اب بتاؤ کوئی پرابلم۔ اس عمران کا کیا رد عمل تھا"۔ باس

نے کہا تو آسکر نے عمران سے ہونے والی ملاقات اور اس سے ہونے والی باتیں سب دوہرا دیں۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ چوکنا ہو گیا ہو گا"...... باس نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوتا رہے۔ ہم نے اس کے جاتے ہی فوری کارروائی کر ڈالی کیونکہ قاسم کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس نے چیئرمین کے کمرے میں بیٹھ کر خوب دل بھر کر کھانا کھایا اور اب وہ اپنے کمرے میں گہری نیند سو رہا ہے اور ہمیں خطرہ تھا کہ کہیں رات کو عمران نگرانی کرانے کا بندوبست نہ کرا دے اس لئے جوزی اور میں تیسری منزل جہاں قاسم، اس کے مینجر اور اس کی سیکرٹری کے کمرے تھے گئے۔ جوزی نے مینجر اور سیکرٹری کو ٹرانس میں لے کر ان کے کمروں تک انہیں چھوڑ دیا۔ وہاں دو مسلح چوکیدار بھی تھے۔ انہیں بھی کنٹرول کر لیا گیا۔ پھر ہم نے قاسم کے کمرے کی گائیگر سے پوری طرح چیکنگ کی کہ کہیں عمران نے یہاں پر کوئی آلہ نہ لگا رکھا ہو لیکن وہاں ایسی کوئی بات نہ تھی جس پر میں تے باہر نگرانی کی اور جوزی نے اندر جا کر اطمینان سے قاسم کو ٹرانس میں لیا اور پھر اس سے ریٹس حاصل کر کے انہیں ہر لحاظ سے چیک کر لیا۔ اس کے بعد ہم اپنے کمرے میں آ گئے۔ جوزی نے وہ کاغذ مجھے دیا اور میں ہوٹل کے باہر برآمدے سے پبلک فون بوتھ سے آپ کو کال کر رہا ہوں"...... آسکر نے کہا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ تم اس کاغذ کو جلا دو اور پھر اطمینان سے وہاں

گھومو پھرو۔ جب تمہارا دل چاہے واپس آ جانا۔ گڈ شو"...... باس نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر ان ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اس کے دو بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ان کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ"...... باس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب وہ بڑے غور سے اس کاغذ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اب یہ کاغذ انتہائی بیش قیمت بن چکا ہے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... باس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"باس۔ چیف سیکرٹری سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں"...... باس نے اس بار اپنا نام لیتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری کی مدبرانہ آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ وہ تھریڈ بال مشن مکمل کر لیا گیا ہے۔ اس کی رپورٹ آ گئی ہے"...... باس نے انتہائی مسرت بھرے اور فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"تھریڈ بال مشن۔ کون سا تھریڈ بال مشن"...... چیف سیکرٹری نے حیران ہو کر کہا۔

"وہ سر اسٹارم حکومت سے جو سودا ہونا ہے اور جس کے لئے ہمیں کافرستان کے ریٹس چاہئیں تھے"...... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ ہاں۔ وہ تو انتہائی اہم بات ہے۔ کام کی زیادتی کی وجہ سے بات ہی میرے ذہن سے نکل گئی تھی۔ کیا ہوا اس کا"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ریٹس اس وقت میرے پاس موجود ہیں"...... باس نے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ فوراً میرے پاس پہنچو انہیں لے کر"...... چیف سیکرٹری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں حاضر ہو رہا ہوں"...... باس نے کہا اور پھر اس نے اس وقت تک انتظار کیا جب تک دوسری طرف سے رسیور نہ رکھ دیا گیا۔ پھر اس نے رسیور رکھا۔ کاغذ کو تہہ کر کے اس نے دراز سے ایک خالی لفافہ نکال کر اس میں رکھا اور پھر لفافے کو اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں حفاظت سے رکھ کر وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آسکر پبلک فون بوتھ سے باہر آیا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا تھا۔ اس نے باہر نکل کر ایک لمحے کے لئے رک کر ادھر ادھر دیکھا لیکن جب اسے وہاں کوئی نگرانی کرتا ہوا مشکوک آدمی دکھائی نہ دیا تو وہ مطمئن ہو کر واپس اندرونی ہال کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ وہ ایک منجھا ہوا سیکرٹ ایجنٹ تھا اس لئے نگرانی کرنے والے کو وہ آسانی سے پہچان لیا کرتا تھا۔ لفٹ کے ذریعے وہ دوسری منزل میں اپنے کمرے تک پہنچا اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو میڈم جوزی کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہی تھی۔

"کام ہو گیا جوزی۔ رپورٹ باس کے پاس پہنچ گئی۔ میں اب رپورٹ کو باتھ روم میں جا کر جلا دیتا ہوں۔ پھر ہم آزاد ہوں گے۔ باس نے کہا ہے کہ ہم یہاں اطمینان سے گھومیں پھریں۔ بے شک

عمران سے ملیں اور پھر اسی طرح اطمینان سے واپس آ جائیں"۔ آسکر نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ یہ انوکھا اور ٹیڑھا سا مشن بہرحال نہ صرف کامیاب ہو چکا تھا بلکہ مشن کی خاص تفصیلات بھی باس تک پہنچ چکی تھیں۔

"ٹھہرو۔ ابھی رپورٹ مت جلاؤ"...... جوزی نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا تو آسکر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے۔ تم پریشان کیوں ہو۔ میں نے ہر لحاظ سے خیال رکھا تھا۔ نگرانی نہیں ہو رہی تھی"...... آسکر نے کہا۔

"میں اس لئے پریشان نہیں ہوں آسکر بلکہ ایک اور بات مجھے پریشان کر رہی ہے"...... جوزی نے مڑ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو آسکر بھی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کون سی بات"...... آسکر نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اگر یہ سمجھ میں آ جاتا تو میں اتنی پریشان کیوں ہوتی"...... میڈم جوزی نے کہا۔

"آخر ہوا کیا ہے یا ویسے ہی تمہیں کوئی وہم ہو گیا ہے"...... آسکر نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچانک میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ میرے علاوہ قاسم کے ذہن سے کسی اور کا رابطہ بھی تھا اور جو لسٹ اس نے مجھے بتائی ہے وہ ساتھ ساتھ کسی اور تک بھی پہنچ چکی ہے"...... میڈم جوزی نے کہا تو آسکر بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا کوئی کمرے میں موجود تھا"...... آسکر نے پریشان ہو کر کہا۔

"نہیں۔ اس وقت تو مجھے خیال نہیں آیا لیکن اب اچانک میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے"...... میڈم جوزی نے کہا۔

"یہ تمہارا وہم بھی تو ہو سکتا ہے۔ ایسا کیسے ممکن ہے"۔ آسکر نے بات کو ختم کرنے کے انداز میں کہا۔

"نہیں۔ ایسا ہوا ہے۔ کیونکہ اب جب اس خیال کے مطابق میں نے غور کیا ہے تو قاسم کے ذہن میں موجود خاص نشانیاں سامنے آ گئی ہیں"...... میڈم جوزی نے کہا تو آسکر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تمہارا مطلب ہے کہ قاسم تم سے پہلے کسی اور کی ٹرانس میں تھا"...... آسکر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ معمول ایک وقت میں صرف ایک ماہر کے ٹرانس میں ہی ہو سکتا ہے۔ اگر وہ کسی اور کی ٹرانس میں ہوتا تو پھر میری ٹرانس میں بھلا کیسے آ جاتا"...... میڈم جوزی نے اس انداز میں منہ بناتے ہوئے کہا جیسے آسکر نے بچوں جیسی بات کر دی ہو۔

"تو کیا پھر ٹیلی پیتھی کی مدد سے ایسا کیا گیا ہے"...... آسکر نے کہا۔

"نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو مجھے اسی وقت معلوم ہو جاتا کہ کوئی

دوسرا بھی اس کے ذہن میں جھانک رہا ہے جبکہ اس وقت مجھے اس کا احساس تک نہیں ہوا"...... میڈم جوزی نے کہا۔

"تو پھر"...... اس بار آسکر نے زچ ہو کر کہا۔

"صرف ایک علم ایسا ہے جس کی مدد سے ایسا ہو سکتا ہے۔ یہ سائنس کا انتہائی جدید ترین علم ہے اور دنیا میں بہت کم لوگ اس کے ماہر ہیں۔ بلکہ یوں سمجھو کہ شاید ابھی اچھے اچھے ماہروں نے اس کا صرف نام ہی سنا ہوا ہو گا اس لئے میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے"...... میڈم جوزی نے کہا۔

"کون سا علم"...... آسکر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آئیڈیاز ٹرانسفر کا علم۔ اسے عرف عام میں آئی ٹی کہا جاتا ہے یعنی ایک مخصوص وقت میں جو خیالات بھی ذہن میں موجود ہوں وہ خودبخود آئی ٹی کے ماہر کے پاس پہنچتے رہیں اور نہ اس بھیجنے والے کو اس کا علم ہو سکے اور نہ کسی اور کو۔ چاہے کوئی اس کے ذہن میں بھی کیوں نہ جھانک رہا ہو۔ صرف دو نشانیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے اس کا پتہ چل سکتا ہے۔ یہ نشانیاں بھی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں اور مجھے اچانک ان نشانیوں کا خیال آیا ہے اور جب خیال آیا تو مجھے احساس ہوا کہ ایسا ہو رہا تھا"...... میڈم جوزی نے کہا۔

"تو کیا دور سے بیٹھے بیٹھے کسی کے ذہن میں آئی ٹی کا عمل کیا جا سکتا ہے"...... آسکر نے کہا۔

"نہیں۔ اس کے لئے آئی ٹی کے ماہر کو ایک بار معمول کی آنکھوں میں دیکھ کر اسے مخصوص انداز کی ہدایت دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر اس کے بعد چاہے یہ فاصلہ کتنا بھی بڑھ جائے آئیڈیاز خودبخود ٹرانسفر ہوتے رہتے ہیں"...... میڈم جوزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ بات لکھ لو کہ یہ سارا کام اس عمران کا ہے"...... آسکر نے کہا تو اس بار میڈم جوزی بے اختیار اچھل پڑی۔

"عمران کا۔ اوہ نہیں۔ اس نے تو شاید اس کا نام تک نہیں سنا ہو گا"...... میڈم جوزی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تم مانو یا نہ مانو اگر ایسا ہے تو بہرحال یہ کام اسی کا ہے۔ وہ ایسے پراسرار کاموں کا ماہر ہے۔ اس لئے تو میں حیران ہو رہا تھا کہ وہ اس طرح خاموشی سے کیوں چلا گیا ہے۔ نہ ہی اس نے ہمارے کمرے میں کوئی آلہ لگایا نہ قاسم کے کمرے میں اور نہ ہی قاسم کی نگرانی کرائی۔ یہ تو تم اب بتا رہی ہو کہ اس نے اس بار چکر ہی دوسرا چلایا ہے اور وہ اپنے فلیٹ میں بیٹھے بیٹھے وہ سب کچھ وصول کر رہا ہو گا۔ بہرحال اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ باس نے بتایا ہے کہ پاکیشیا اپنے ریٹس پہلے ہی بھیج چکا ہے اس لئے اب وہ اس میں تبدیلی نہیں کر سکتا اس لئے اگر اسے معلوم بھی ہو گیا ہے تو وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور لسٹ بھی باس کے پاس پہنچ چکی ہے"۔ آسکر نے کہا۔

"عمران تمہارا دوست ہے۔ کیا تم یہ بات کنفرم کرا سکتے ہو۔ اگر واقعی یہ کام عمران کا ہے تو پھر عمران میرے لحاظ سے کسی طرح بھی مجھ سے کم نہیں ہے اور اب میں اس لحاظ سے اس سے ملنا پسند کروں گی"...... میڈم جوزی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں اسے فون کر کے اس سے بات کرتا ہوں"...... آسکر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ فوراً یہ سب کچھ بتا دے گا"...... میڈم جوزی نے کہا۔

"بات تو کرتا ہوں پھر دیکھو کیا کہتا ہے لیکن سنو اب ہمارے یہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں ہے اس لئے کیوں نہ ہم دارالحکومت میں شفٹ ہو جائیں۔ وہاں جا کر عمران کو فون کر لیں گے یا اس کے فلیٹ پر جا کر اس سے مل لیں گے بلکہ اب میں اسے یہ لسٹ بھی دکھا دوں گا تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ آج تک تو وہی کامیاب رہا تھا لیکن اس بار کامیابی نے ہمارے قدم چومے ہیں"...... آسکر نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے"...... میڈم جوزی نے کہا تو آسکر نے فون کا رسیور اٹھایا تاکہ یہاں سے دارالحکومت روانگی کا بندوبست کرا سکے۔

پالینڈ سیکرٹ سروس کا چیف رابرٹ، چیف سیکرٹری کے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک اور آدمی کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"آؤ بیٹھو رابرٹ"...... چیف سیکرٹری نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور رابرٹ انہیں سلام کر کے خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ ینتھائس ہیں۔ ان کا تعلق وزارت پیداوار سے ہے"۔ چیف سیکرٹری نے پہلے سے موجود آدمی کا تعارف کراتے ہوئے کہا لیکن انہوں نے اس آدمی سے رابرٹ کا تفصیلی تعارف نہ کرایا تھا۔

"ٹیکسٹائل دھاگے کی فروخت کے سلسلے کے سیکشن کے مسٹر ینتھائس انچارج ہیں اور اس موجودہ سودے میں بھی ریٹس انہوں نے ہی فائنل کرنے ہیں۔ میں نے انہیں اس لئے بلوایا ہے کہ کافرستان کے ریٹس وصول کر کے یہ جلد از جلد پالینڈ کی طرف سے

ریٹس وہاں بھجوانے کا بندوبست کر سکیں"...... چیف سیکرٹری نے
پیتھائس کا مزید تعارف کراتے ہوئے کہا تو رابرٹ نے بے اختیار
ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ چیف سیکرٹری نے
اسے پہلے ہی کیوں یہاں بٹھایا ہوا تھا۔

"کیا کافرستان حکومت نے جو ریٹس بھجوانے ہیں ان کی درست
تفصیل مل چکی ہے"...... پیتھائس نے کہا۔

"جی ہاں۔ اور ان ریٹس کے بارے میں حکومت کافرستان تو
ایک طرف شاید کسی کو بھی اس بات کا علم نہیں ہو گا کہ یہ ریٹس
ہم تک پہنچ چکے ہیں"...... رابرٹ نے انتہائی فاتحانہ لہجے میں کہا اور
جیب سے وہ لفافہ نکالا جس میں اس نے ریٹس لکھے تھے۔

"ایک منٹ۔ پہلے مجھے بتاؤ کہ یہ بات آپ نے کیسے کی ہے کہ
کسی کو بھی اس کا علم نہیں ہو گا۔ یہ کس طرح ممکن ہے"۔ چیف
سیکرٹری نے کہا تو رابرٹ نے مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔

"تو کیا اس خطرناک ایجنٹ عمران کو بھی اس کا علم نہیں ہو
سکا"...... چیف سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا کہ یہ ہمارا مشن
ہے اور اب پتہ چل بھی جائے تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا
کیونکہ ریٹس ہم تک پہنچ چکے ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"پاکیشیا تو اپنے ریٹس پہلے ہی بھجوا چکا ہے"...... پیتھائس نے
کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ کہاں ہیں ریٹس مجھے دکھاؤ"...... چیف
سیکرٹری نے کہا اور پھر رابرٹ کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور رابرٹ نے
لفافہ انہیں دے دیا۔ چیف سیکرٹری نے لفافہ کھول کر اس سے کاغذ
نکالا اور پھر لفافہ میز پر رکھ کر انہوں نے کاغذ کھولا اور پھر اس پر نظریں
دوڑانے لگے۔ پھر انہوں نے وہ کاغذ پیتھائس کی طرف بڑھا دیا۔
پیتھائس نے بڑے بے چین سے انداز میں کاغذ چیف سیکرٹری کے
ہاتھ سے لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ یہ مکمل لسٹ ہے لیکن اس میں ریٹس قدرے زیادہ درج
ہیں جبکہ کافرستان عام طور پر انتہائی کم ریٹس دیا کرتا ہے"۔ پیتھائس
نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ ریٹس غلط ہیں"...... چیف سیکرٹری نے
چونک کر پوچھا اور رابرٹ بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ نہیں جناب۔ ریٹس غلط نہیں ہیں لیکن ہمارے اندازے
سے قدرے زیادہ ہیں۔ بہرحال ایسا اکثر ہو جاتا ہے۔ صرف اندازہ ہی
ہوتا ہے"...... پیتھائس نے کہا۔

"تو اب آپ اس سے کس قدر کم ریٹس دیں گے"...... چیف
سیکرٹری نے پوچھا۔

"جناب پندرہ فیصد کم ہونے کے باوجود ہمیں بے حد منافع
ہے"...... پیتھائس نے کہا۔

"آپ دو چار فیصد کم کر دیں۔ انتہائی زیادہ کم کرنے کا کیا

فائدہ"...... رابرٹ نے کہا۔

" جناب میں نے کہا ہے کہ ہر لحاظ سے سیف رہنے کے لئے ایسا ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ باقی ملکوں نے کافرستان سے زیادہ ریٹس دیئے ہوں۔ کم بھی ہو سکتے ہیں۔ گو عام طور پر بڑے سودوں میں کافرستان نے ہمیشہ کم ریٹس دیئے ہیں اور یہ تو بہت بڑا سودا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ باقی ممالک جن میں کافی لینڈ، پاکیشیا اور اس جیسے دوسرے ممالک موجود ہیں وہ دو چار فیصد کم کر سکتے ہیں اور ویسے یہ ریٹس مجھے عام حالات سے پانچ چھ فیصد زائد لگتے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر پندرہ فیصد کم کر دیا جائے تو ہم یہ سودا کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... میتھائس نے اپنے ماہرانہ تجربے کی بنیاد پر بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ حکومت پالینڈ کو بہر حال یہ سودا ملنا چاہئے اور اسے فائدہ ہونا چاہئے"...... چیف سیکرٹری نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ ایسا ہی ہو گا سر۔ آپ بے فکر رہیں سر"...... میتھائس نے جواب دیا۔

" اوکے آپ جا سکتے ہیں"...... چیف سیکرٹری نے میز پر موجود لفافہ اٹھا کر میتھائس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" یس سر"...... میتھائس نے لفافہ لیتے ہوئے کہا پھر اس میں لسٹ رکھ کر اسے جیب میں رکھا اور پھر سلام کر کے وہ تیز تیز قدم

اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

" میتھائس ریٹس سے کچھ مطمئن نہیں لگ رہا"...... چیف سیکرٹری نے میتھائس کے جانے کے بعد رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" وہ ریٹس معمول سے زیادہ بتا رہا ہے اور تو کوئی بات نہیں"۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

" کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی ہو گی"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

" گڑبڑ کیسی"...... رابرٹ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ آسکر اور جوزی نے خود ہی یہ لسٹ بنا کر بھجوا دی ہو"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے سر۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ انتہائی سمجھ دار لوگ ہیں اور دوسری بات یہ کہ انہیں تو بہر حال ان دھاگوں کی کوالٹیوں، ان کے مخصوص ناموں اور ان کے بین الاقوامی ریٹس کا علم ہی نہیں ہے۔ وہ اس لائن کے تو لوگ ہی نہیں ہیں"۔ رابرٹ نے جواب دیا تو چیف سیکرٹری کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

" تم صحیح کہہ رہے ہو۔ نجانے یہ بات میرے ذہن میں کیسے آ گئی۔ اوکے اب تم جا سکتے ہو"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو رابرٹ اٹھا۔ اس نے سلام کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر آفس سے باہر آ گیا۔ پھر

وہ اپنے آفس میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور رابرٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... باس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"باس۔ سارجنٹ آپ سے ملاقات کا منتظر ہے"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بھیج دو اسے"...... رابرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی شراب کی بوتل نکال کر اس کا ڈھکن ہٹایا اور اسے منہ سے لگا لیا۔ جب بوتل خالی ہو گئی تو اس نے اسے میز کی سائیڈ میں موجود ٹوکری میں ڈال دیا۔ میز پر پڑی ہوئی ٹشو باسکٹ سے اس نے ٹشو نکالا اور لب صاف کر کے اس نے ٹشو کو بھی ٹوکری میں پھینک دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور سارجنٹ اندر داخل ہوا۔

"آؤ سارجنٹ۔ بیٹھو"...... رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ چیف سیکرٹری صاحب کے پاس گئے تھے۔ میں کافی دیر سے انتظار کر رہا ہوں"...... سارجنٹ نے سلام کر کے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ابھی وہاں سے واپس آیا ہوں"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"آسکر کے مشن کا کیا ہوا"...... سارجنٹ نے پوچھا۔

"وہ ختم ہو گیا ہے۔ اسی سلسلے میں تو چیف سیکرٹری کے پاس گیا

تھا"...... رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ختم ہو گیا۔ کیا مطلب"...... سارجنٹ نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب ہے مکمل ہو گیا ہے"...... رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو سارجنٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اتنی جلدی۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... سارجنٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو رابرٹ بے اختیار مسکرا دیا۔

"مشن کون سا بڑا تھا۔ معمولی سا کام تھا اس لئے آسانی سے ہو گیا"...... رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس پلیز آپ تفصیل بتائیں۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا ہے"...... سارجنٹ نے واقعی ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے رابرٹ کی بات پر یقین ہی نہ آ رہا ہو اور رابرٹ نے مسکراتے ہوئے ساری تفصیل بتا دی۔

"اور عمران کی طرف سے کوئی ردعمل نہیں ہوا۔ عجیب بات ہے"...... سارجنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا اس سے کوئی تعلق بھی تو نہ تھا۔ ویسے اگر ہوتا بھی سہی تو وہ کیا کر سکتا تھا۔ کیونکہ پاکیشیا پہلے ہی اپنے ریٹس بجھوا چکا ہے"۔ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ شاید اسی لئے اس نے اس سلسلے میں کوئی دلچسپی نہ لی ہو گی"...... سارجنٹ نے کہا۔

"اگر اسے معلوم ہوتا تو وہ دلچسپی بھی لیتا"...... رابرٹ نے کہا۔

"نہیں باس۔ اس نے جو باتیں آسکر اور میڈم جوزی سے کی تھیں جن کے متعلق آپ نے مجھے بتایا ہے اس کے بعد اس نے بہرحال دلچسپی لینی تھی اور یہ بھی بتا دوں کہ وہ خود ایسے علوم کا ماہر ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اسٹارم میں پاکیشیا کے ریٹس میں گڑبڑ کرا دے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"جب اسے کافرستان کے ریٹس کا علم ہو گا تو وہ گڑبڑ کرائے گا"...... رابرٹ نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات بھی ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے اس لحاظ سے تو یہ کیس واقعی حیرت انگیز انداز میں مکمل ہو گیا ہے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب کو بھی تمہاری طرح اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا کہ عمران نے کیوں کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا۔ اس لئے وہ تو اس حد تک مشکوک ہو گئے تھے کہ کہیں یہ ریٹس آسکر اور جوزی نے خود ہی لکھ کر نہ بھجوا دیئے ہوں لیکن میں نے انہیں بتایا کہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ وہ دھاگوں کے مخصوص نام، کوالٹی نمبر اور ان کے بین الاقوامی ریٹس کے بارے میں سرے سے کچھ جانتے ہی نہیں۔ اس پر چیف سیکرٹری صاحب کو بھی یقین آ گیا"...... رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ باس۔ کہیں آسکر کی بجائے عمران نے تو یہ ریٹس آپ کو نہیں لکھوا دیئے"...... اچانک سارجنٹ نے کہا تو اس بار

رابرٹ بھی بے اختیار اچھل پڑا لیکن دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"عمران کی کارکردگی واقعی ہم سب کے اعصاب پر سوار ہو چکی ہے۔ مجھے بھی تمہاری بات سن کر یہ خیال نہیں رہا اور تم نے خود بھی نہیں سوچا کہ یہاں آفس میں باقاعدہ وائس چیکنگ کمپیوٹر نصب ہے"...... رابرٹ نے کہا تو سارجنٹ کے چہرے پر بھی بے اختیار شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ ہاں۔ سوری باس۔ واقعی مجھے بھی پہلے یہ بات سوچنا چاہئے تھی۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ مبارک ہو۔ یہ شاید عمران کی زندگی میں پہلا واقعہ ہو گا کہ اس کے ملک میں ہم لوگوں نے بھی کوئی مشن مکمل کیا ہے۔ چاہے وہ دھاگے کے ریٹس ہی کیوں نہ ہوں"۔ سارجنٹ نے کہا۔

"تمام مشن ملک کے مجموعی مفاد کے لئے مکمل ہوتے ہیں اور اس مشن میں بھی پاولینڈ کا مجموعی مفاد تھا اس لئے یہ مشن کسی صورت بھی کم اہمیت کا نہیں ہے"...... رابرٹ نے کہا اور سارجنٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے باس۔ اب مجھے اجازت۔ میں بھی صرف اسی سلسلے میں آیا تھا"...... سارجنٹ نے اٹھتے ہوئے کہا اور رابرٹ کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے رابرٹ کو سلام کیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا۔

"آپ کچھ تھکے تھکے سے لگ رہے ہیں۔ خیریت ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لمبا سفر۔ پھر مست ہاتھی کو سنبھالنا۔ پھر ذہنی اٹھک بیٹھک۔ ان سب نے مل کر تھکا دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا ہوا"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"فی الحال میں نے ایک ضروری کام کرنا ہے اس لئے میں لائبریری میں جا رہا ہوں۔ شاید مجھے وہاں کچھ دیر رہنا پڑے اس لئے تم ایسا کرو کہ چائے کا فلاسک اور ایک پیالی وہاں لے آنا۔ تفصیل فارغ ہونے کے بعد بتاؤں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لائبریری میں پہنچ کر وہ بڑے ڈھیلے سے انداز میں ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد جب قدموں کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"یہاں رکھ دو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ بلیک زیرو فلاسک اور پیالی رکھ کر خاموشی سے واپس چلا گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد ہی عمران کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کافی دیر بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور جلدی سے میز پر موجود سفید کاغذ کے پیڈ کو اٹھا کر اپنی طرف کھسکایا اور پھر قلمدان سے قلم نکال کر اس نے تیزی سے کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔ وہ مسلسل لکھے چلا جا رہا تھا۔ آخر میں ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے قلم واپس قلمدان میں رکھا اور کاغذ اٹھا کر اسے غور سے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دوبارہ آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک زیرو ایک بار پھر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... عمران نے کہا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"....... دوسری طرف سے پی اے نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں سر"....... چند لمحوں بعد سر سلطان کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی کیونکہ پی اے سمجھتا تھا کہ چیف کی کال کا مطلب ہی سر سلطان سے بات کرنا ہوتا ہے اس لئے اس نے فوری بات کرا دی تھی۔

"ٹیکسٹائل دھاگے کی سپلائی کے لئے حکومت اسٹارم نے بین الاقوامی ٹینڈر طلب کئے ہوں گے۔ آپ متعلقہ محکمے اور اس کے متعلقہ شعبے سے فوری طور پر معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ کیا پاکیشیا اس میں دلچسپی لے رہا ہے اور اگر لے رہا ہے تو کیا اس نے اپنے ریٹس ارسال کر دیئے ہیں یا نہیں"....... عمران نے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ بڑی عجیب سی نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"مگر جناب ٹیکسٹائل دھاگے کے ٹینڈر"....... سر سلطان بھی اس عجیب و غریب حکم پر تقریباً بوکھلا گئے تھے۔

"سر سلطان آپ ذمہ دار آدمی ہیں۔ ملک کے مجموعی مفاد کو ہر طرف سے نگاہ میں رکھنا پڑتا ہے۔ جلدی معلوم کر کے مجھے بتائیں"....... عمران کا لہجہ مزید سرد ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

اب اندر جا کر وہاں سے فلاسک اٹھا لاؤ اور پیالی بھی اور مجھے چائے پلاؤ۔ میرا ذہن اس وقت پھٹنے کے قریب ہے"....... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا تو بلیک زیرو خاموشی سے اٹھا اور لائبریری کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران نے ایک بار پھر آنکھیں بند لیں۔

"یہ لیجئے"....... تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ اب اس کی آنکھیں نارمل ہو چکی تھیں۔

"شکریہ"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پیالی اٹھا کر چسکیاں لینی شروع کر دیں۔

"یہ آپ نے سر سلطان کو کیا حکم دے دیا ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا"....... بلیک زیرو نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو ایکسٹو کے لہجے میں مجھے بات کرنا پڑی۔ اگر میں ویسے ان کو کہتا تو تمہاری طرح ان کی سمجھ میں بھی یہ بات نہ آتی اور میں ذہنی طور پر اتنا تھکا ہوا ہوں کہ وضاحت کرتے کرتے شہید وضاحت ہو جاتا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تو آپ قدرے فریش دکھائی دے رہے ہیں۔ مختصر طور پر ہی بتا دیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"پالینڈ سیکرٹ سروس کے دو منجھے ہوئے ایجنٹ اس وقت سنگرام میں موجود ہیں اور میں ان سے مل کر آ رہا ہوں۔ یہ وہی چکر

ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پالینڈ سیکرٹ سروس کا چکر۔ لیکن"...... بلیک زیرو نے اور زیادہ الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ یہ بات تفصیل سے بتانی پڑے گی۔ پھر تمہیں سمجھ میں آئے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سنگرام کے ہنی مون ہوٹل کے مینجر کی کال فلیٹ پر آنے سے لے کر وہاں جانے اور پھر وہاں سے واپس آنے تک ساری تفصیل بتا دی۔

"لیکن آپ تو کسی دھاگے کی بات کر رہے ہیں۔ اس میں دھاگہ کہاں سے آگیا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ بات یہاں آ کر مجھے معلوم ہوئی ہے۔ آسکر اور میڈم جوزی کا مشن قاسم سے ٹیکسٹائل دھاگے کے ان ریٹس کے بارے میں تفصیل معلوم کرنا تھا جو انہوں نے اس ٹینڈر میں بھیجے ہیں ورنہ پہلے میں بھی یہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا کہ آخر میڈم جوزی قاسم سے کیا چاہتی ہے کیونکہ قاسم کا کوئی تعلق کافرستان کے کسی سیکرٹ معاملے سے نہیں ہے اور مجھے چونکہ اچھی طرح علم ہے کہ آسکر بے حد سمجھا ہوا ایجنٹ ہے اس لئے میں نے وہاں کسی قسم کا کوئی آلہ نہ لگایا بلکہ آسکر اور میڈم جوزی سے ملاقات سے پہلے میں قاسم کے کمرے میں گیا۔ وہ چونکہ سیر ہو کر کھانا کھا چکا تھا اس لئے وہ گھوڑے بیچ کر سویا ہوا تھا۔ میں نے اسے بیدار کیا اور پھر نیم غنودگی کی حالت میں

ہی اس کے ذہن پر آئی ٹی کا عمل کر کے اسے دوبارہ سونے کی ہدایت کی اور میں وہاں سے نکل کر آسکر اور میڈم جوزی سے ملاقات میں نے کوشش کی کہ ان سے ان کے مشن کے سلسلے میں کچھ اشارے مل جائیں لیکن انہوں نے کوئی بھی اشارہ نہ دیا جس پر میں وہاں سے چلا آیا۔ راستے میں ایک دو جگہوں پر رک کر میں نے قاسم کے ذہن سے رابطہ کیا لیکن وہ ویسے ہی سویا ہوا تھا اور اسے کسی نے نہ چھیڑا تھا۔ پھر میں یہاں پہنچ گیا۔ مجھے خدشہ تھا کہ میڈم جوزی اور آسکر جو کچھ بھی کرنا چاہیں گے وہ بہرحال رات ہونے سے پہلے کریں گے کیونکہ انہیں بہرحال میری طرف سے قاسم کی نگرانی کا خطرہ ہو گا۔ چنانچہ یہاں پہنچتے ہی میں سیدھا لائبریری میں گیا اور اسے میری خوش قسمتی سمجھو کہ لائبریری میں بیٹھ کر میں نے جیسے ہی قاسم کے ذہن سے رابطہ کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ اس کا ذہن کسی نے ٹرانس میں لیا ہوا ہے۔ ظاہر ہے یہ کام میڈم جوزی کا ہی تھا۔ اب مزید تفصیل کیا بتاؤں۔ میڈم جوزی نے قاسم سے ٹیکسٹائل دھاگوں کے اسٹارم حکومت کو ٹینڈر کے لئے بھیجے گئے ریٹس کی تفصیل طلب کی اور قاسم نے یہ ریٹس بتا دیئے لیکن آئی ٹی کی وجہ سے ساتھ ساتھ یہ ریٹس میرے ذہن میں بھی پہنچتے رہے اور میں انہیں یادداشت میں محفوظ کرتا گیا۔ جب میڈم جوزی نے قاسم کے ذہن کو آزاد کر دیا تو میں نے بھی اسے آئی ٹی سے آزاد کیا اور پھر میں نے اپنی یادداشت کے سہارے یہ ریٹس لکھے اور یہاں آ گیا"...... عمران نے تفصیل بتاتے

ہوئے کہا اور بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کا مطلب ہے کہ وہ یہ ریٹس حاصل کرنا چاہتے تھے اور بس"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔یہی ان کا مشن تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عجیب مشن ہے۔ایسا مشن کم از کم سیکرٹ سروس تو سرانجام نہیں دے سکتی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ واقعی سیکرٹ سروس کا مشن نہیں ہو سکتا اور اسی بات سے پالینڈ والوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔اصل مشن تو میڈم جوزی نے اپنے علم سے مکمل کرنا تھا اور میڈم جوزی پالینڈ سیکرٹ سروس کی باقاعدہ رکن ہے اس کے ساتھ انہوں نے آسکر کو بھیج دیا۔قاسم کسی بزنس کے سلسلے میں پاکیشیا آیا ہوا تھا اس لئے وہ یہاں آ گئے اگر وہ کافرستان میں ہوتا تو ظاہر ہے یہ پھر وہاں جاتے۔پھر قاسم نے وہاں ہنگامہ کر دیا اور بات مجھ تک پہنچ گئی۔اس طرح میں وہاں پہنچا۔میڈم جوزی نے ڈائننگ ہال میں قاسم کے ذہن پر کنٹرول کر کے جو تجربہ کیا تھا اس نے مجھے چونکا دیا۔پھر ان کی بتائی ہوئی کہانی بے حد پھسپھسی تھی لیکن بظاہر ان کا کوئی مشن بھی سامنے نہ آ رہا تھا۔چنانچہ میں نے آئی ٹی کا عمل کیا اور اب یہ مشن سامنے آ گیا اور یہ سن لو کہ ملک کا مجموعی مفاد صرف جرائم اور ملکی سلامتی کے خلاف ہونے والی سازشوں کے توڑ تک ہی محدود نہیں ہوتا بلکہ ہر طرف سے ملک کے

مجموعی مفاد پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔اب دیکھو پالینڈ حکومت نے کس طرح سازش کی ہے۔ظاہر ہے کافرستان بین الاقوامی ٹینڈر میں سب سے کم ریٹس دیتا ہو گا اس لئے انہوں نے یہ سودا حاصل کرنے کے لئے ہر صورت میں کافرستان کے ریٹس حاصل کئے تاکہ ان سے کم ریٹس کے ٹینڈر دے کر یہ سودا حاصل کر لیا جائے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں واقعی۔میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس طرح کی سازشیں بھی ہوتی ہیں۔لیکن آخر دوسرے ممالک نے بھی تو ریٹس دیئے ہوں گے اور وہ صرف کافرستان کے ریٹس کیوں حاصل کرنا چاہتے تھے اور پھر انہیں کیسے پتہ چلا کہ ان ریٹس کا علم قاسم کو ہے جبکہ ظاہر ہے ریٹس تو حکومت کی طرف سے اس کے کسی افسر نے دیئے ہوں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہاری آخری بات کا جواب میں پہلے دیتا ہوں۔ریٹس تو واقعی حکومت کافرستان کی طرف سے گئے ہوں گے لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ قاسم کے والد سر عاصم حکومت کی طرف سے ٹیکسٹائل کے سلسلے میں خصوصی مشیر کا باقاعدہ سرکاری عہدہ رکھتے ہیں اور یہ ٹینڈر ٹیکسٹائل دھاگے کا تھا اس لئے ظاہر ہے یہ ریٹس سر عاصم نے ہی بھجوائے ہوں گے اور قاسم ویسے احمق سا ہے لیکن بزنس میں اس کا ذہن بے حد چلتا ہے۔سر عاصم نے قاسم سے اس لئے ریٹس تیار کرائے ہوں گے کہ قاسم سے زیادہ ان کے بارے میں اور کوئی نہیں

جانتا۔ پہلے بھی وہ قاسم کے ذریعے ہی یہ کام کراتے ہوں گے اور پالینڈ کی حکومت نے بہرحال یہ سب کچھ معلوم کر لیا۔ سر عاصم پر تو وہ ہاتھ نہ ڈال سکے اور قاسم پر ہاتھ ڈالنے کا انہیں موقع مل گیا۔ اس طرح وہ رپٹس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور ان کے خیال کے مطابق مجھ سمیت کسی کو بھی ان کے مشن کے بارے میں علم نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے اسی طرح مخصوص لہجے میں کہا تو دوسری طرف چند لمحے خاموشی رہی۔

"سر میں نے وزارت صنعتی پیداوار کے سیکرٹری اخلاق احمد صاحب سے معلومات کی ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ واقعی حکومت استارم کی طرف سے بین الاقوامی ٹینڈر شائع ہوا ہے جس میں پاکیشیا نے اپنے رپٹس بھجوا دیئے ہیں"...... سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان کا فون نمبر بتائیے اور انہیں بریف کر دیجئے کہ میرا نمائندہ خصوصی ان سے اس سلسلے میں ضروری بات کرے گا اور ان سے

رپٹس کی کاپی حاصل کرے گا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"فون نمبر نوٹ کر لیجئے"...... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون نمبر بتا دیا۔

"نوٹڈ"...... عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

"آپ کے حکم کے مطابق اسے ہدایات دے دی جائیں گی جناب"...... سر سلطان نے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"سر سلطان جس طرح چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گئے تھے شاید ان کا خیال تھا کہ آپ ان سے اس لہجے میں بات نہیں کریں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں پہلے تفصیلات معلوم کر لوں پھر ان سے بات ہو گی۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ خاصے غصے میں ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے سر سلطان کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری صنعتی پیداوار"...... آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں۔ میں چیف آف سیکرٹ سروس کا نمائندہ خصوصی علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر۔ اخلاق احمد بول رہا ہوں سیکرٹری صنعتی پیداوار"۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"سر سلطان نے آپ کو میرے بارے میں بریف کر دیا ہو گا"۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمائیں سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیا آپ کے سامنے وہ فائل موجود ہے جس میں اس ٹینڈر کے بارے میں تفصیلات موجود ہوں"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں نے سر سلطان کا فون ملتے ہی فائل منگوا لی تھی"۔ سیکرٹری اخلاق احمد نے جواب دیا۔

"کیا اس میں مکمل معلومات موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو یہ فائل آپ فوری طور پر سر سلطان کو بھجوا دیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ سے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر ہاتھ ہٹانے پر جب ٹون آ گئی تو عمران نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"یہ ٹو اب آخر کب تھری میں ترقی کرے گا۔ دنیا بدل گئی، کلرک چیف سیکرٹری بن گئے۔ تم وہی ٹو کے ٹو ہی رہے"۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے پی اے کی بے اختیار ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب۔ یہ ٹو بہرحال ٹو ہی رہے گا البتہ میں آپ کی صاحب سے بات کرا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی اور عمران ان کا لہجہ سن کر ہی بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ لہجے سے ہی ناراضگی صاف جھلک رہی تھی۔

"حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) عالی جناب بندہ نواز گیسو دراز۔ اوہ سوری۔ زلف دراز۔ مم۔ مم۔ مگر زلف تو ظاہر ہے ملکہ کی ہو سکتی ہے۔ اب کیا کہوں۔ سارا موشن ہی ٹوٹ گیا۔ بہرحال سلطان عالی مقام، خون آشام۔ اوہ سوری۔ نجانے یہ غلط قسم کے الفاظ کہاں سے زبان پر ٹپک پڑتے ہیں۔ چلو نئے سرے سے کوشش کر دیکھتا ہوں۔ سلطان عالی مقام، واجب الاحترام۔ بے نیل و مرام۔ اوہ سوری۔ پھر وہی غلط الفاظ۔ اب کیا کہوں۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"۔ عمران

کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

"وعلیکم السلام"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے جناب۔ اتنا غصہ اور اس عمر میں جبکہ یہ بالی عمریا تو کھیلنے اور خوشی سے کلکاریاں مارنے کی ہوتی ہے اور پھر غصہ بھی ہم نیاز مندوں سے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے کیا چکر چلا دیا ہے۔ جب میں نے خود دانش منزل فون کیا تو تم پھر بھی اکڑے ہوئے تھے۔ کیوں۔ اب کیا رعب جھاڑنے کے لئے میں ہی رہ گیا ہوں"...... سر سلطان آخر کار پھٹ پڑے۔

"میں نے سوچا کہ آپ تو رعب سہنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ کسی اور پر رعب جھاڑا تو الٹی آنتیں گلے پڑ سکتی ہیں۔ آنٹی نے آپ کو بہرحال اب احتجاج کے قابل نہ چھوڑا ہو گا لیکن لگتا ہے کہ ایک آنچ کی کسر بہرحال رہ گئی ہے اس لئے کسی روز آنٹی سے خصوصی ملاقات کرنا پڑے گی"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو اس بار دوسری طرف سے سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"خدا تم سے سمجھے۔ بہرحال بتاؤ یہ سب کیا چکر ہے۔ کیا اب میں اور سیکرٹ سروس ٹیکسٹائل دھاگوں کے ریٹس حاصل کرنے تک رہ گئے ہیں"...... سر سلطان نے کہا۔

"آپ نے اخلاق احمد سے پوچھا ہے کہ یہ سودا کتنی مالیت کا ہے جس کے ٹینڈر کال ہوئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

"مجھے کیا ضرورت تھی پوچھنے کی۔ ایسے سودے اور ٹینڈر تو ہوتے رہتے ہیں"...... سر سلطان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کی مالیت لازماً اربوں میں ہو گی اور پھر زرمبادلہ بھی آئے گا اور ملک میں صنعت کو بھی ترقی ملے گی۔ کارخانے چلیں گے، مزدور خوشحال ہوں گے، بے روزگاری دور ہو گی۔ کیا یہ پاکیشیا کے مفاد میں نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو ہے لیکن سیکرٹ سروس کا اس سے کیا تعلق"۔ سر سلطان نے کہا۔

"کیا سیکرٹ سروس ملک کے مجموعی مفاد کے لئے کام نہیں کر سکتی"...... عمران نے کہا۔

"تو تم بتانا نہیں چاہتے۔ ٹھیک ہے مت بتاؤ"...... سر سلطان نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ آپ کی بات واقعی درست ہے۔ یہ سارا سلسلہ واقعی سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتا لیکن جب اسے زبردستی اس سلسلے میں شامل کر لیا جائے تو پھر کم از کم سیکرٹ سروس ملک کا نقصان ہوتے تو نہیں دیکھ سکتی"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر ساری بات بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان

بین الاقوامی ٹینڈروں میں بھی سازشیں ہوتی ہیں"....... سر سلطان نے تفصیل سن کر انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"سازشیں کہاں نہیں ہوتیں جناب۔ بہر حال میں نے سیکرٹری اخلاق احمد سے کہا ہے کہ وہ اس سودے کی فائل آپ کے پاس بھجوا دیں۔ آپ اسے سلیمان تک پہنچا دیں میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ پاکیشیا نے اس بڑے سودے میں کیا ریٹس دیئے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے ہی فائل آئی میں بھجوا دوں گا"....... سر سلطان نے کہا اور عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"ویسے عمران صاحب یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا کے ریٹس کافرستان سے بھی کم ہوں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"جبکہ میرا اندازہ ہے کہ ایسا نہیں ہو گا۔ ورنہ یہ پالینڈ والے کافرستان کے پیچھے نہ بھاگتے۔ انہوں نے کسی نہ کسی طرح اور کہیں نہ کہیں سے یہ بات کنفرم کر لی ہو گی کہ سب سے کم ریٹس کافرستان کے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"اگر وہ یہ بات معلوم کر سکتے ہیں تو وہ کافرستان کے ریٹس بھی معلوم کر سکتے تھے۔ پھر انہیں قاسم کے پیچھے یہاں آنے اور اس ماورائی انداز میں اس کے ذہن سے ریٹس حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"قاسم سے ریٹس حاصل کرنا عام حالات میں تو ناممکن تھا۔ اگر

میں بھی کوشش کرتا تو وہ نہ بتاتا۔ اس سے ریٹس حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ تھا اور وہی طریقہ پالینڈ نے استعمال کیا۔ یہ ان کی خوش قسمتی ہے کہ میڈم جوزی ان کے ملک کی رہنے والی ہے اور سیکرٹ ایجنٹ بھی ہے"....... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دی تو وہ دونوں ہی چونک پڑے کیونکہ یہ مخصوص آواز بتا رہی تھی کہ گیٹ کے سامنے بنے ہوئے مخصوص خانے میں کوئی پیکٹ ڈالا گیا ہے اور وہ دونوں سمجھتے تھے کہ یہ وہی فائل ہو گی کیونکہ عمران اس دوران سلیمان کو ہدایت دے چکا تھا کہ سر سلطان کی طرف سے جو پیکٹ وصول ہو وہ اسے فوراً دانش منزل تک پہنچا دے اور چونکہ سلیمان یہ کام کرتا رہتا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ اسے کہاں ڈالنا ہے۔ جب سیٹی کی آواز بند ہو گئی تو بلیک زیرو نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور ہاتھ ڈال کر اس نے اندر موجود خاکی رنگ کا پیکٹ نکال لیا جس پر سر سلطان کی ذاتی سیلیں لگی ہوئی تھیں اور پیکٹ عمران کی طرف بڑھا کر اس نے دراز بند کر دی۔ عمران نے سیلیں کھولیں اور پھر پیکٹ میں سے فائل نکال لی۔ فائل پر وزارت صنعتی پیداوار کے الفاظ کے ساتھ ساتھ سرخ سیاہی سے ٹاپ سیکرٹ کے الفاظ بھی درج تھے۔ عمران نے فائل کھولی اور پھر تیزی سے اس کے صفحات پلٹنا شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں۔ وہ کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا اور پھر اس نے

بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دوسرے صفحات دیکھنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے فائل بند کر کے میز پر رکھ دی۔

"کیا نتیجہ نکلا عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہی جو پہلے میرے ذہن میں تھا۔ پاکیشیا کے بھیجے ہوئے ریٹس کافرستان سے تقریباً پچیس فیصد زیادہ ہیں"...... عمران نے کہا۔

"پچیس فیصد زیادہ۔ اتنا فرق"...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اور اب مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ سب کچھ ایک بھیانک سازش ہے۔ ریٹس میں اس قدر فرق سے ظاہر ہوتا ہے کہ کافرستان نے کسی نہ کسی انداز میں پاکیشیا سمیت دوسرے ممالک پر اثر انداز ہو کر انہیں مجبور کیا ہے کہ وہ ان سے زیادہ ریٹس دیں اور ایسا ہی ہوا ہو گا۔ لیکن چونکہ ٹینڈر کی آخری تاریخ میں ایک ہفتہ باقی ہے اس لئے پالینڈ اس میں کود پڑا۔ انہیں بھی یقیناً علم ہو گا کہ سب سے کم ریٹس کافرستان کے ہیں اس لئے انہوں نے یہ سارا کھیل کھیلا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پالینڈ حکومت دانستہ خاموش رہی ہو تاکہ سب ممالک اپنے اپنے ریٹس دے دیں پھر وہ آگے بڑھیں۔ لیکن اس سودے کی مالیت کتنی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے دوبارہ فائل اٹھا کر کھولی اور اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر

اس نے فائل بند کر کے دوبارہ میز پر رکھ دی۔

"دس سال کا معاہدہ ہے اور اسٹارم حکومت بہرحال دو ارب ڈالر کا دھاگہ ہر سال خریدے گی۔ اس طرح دس سالوں میں بیس ارب ڈالر کا سودا کیا جائے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"بیس ارب ڈالر کا سودا۔ اوہ۔ یہ تو خاصی بڑی رقم ہے"۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی سوچ رہا ہوں کہ کیا کیا جائے۔ پاکیشیا اپنے ریٹس بھجوا چکا ہے۔ دوبارہ بھجوا نہیں سکتا اور میڈم جوزی یا آسکر نے یقیناً اب تک فون پر ریٹس اپنے چیف رابرٹ تک پہنچا دیئے ہوں گے اور وہ اسے پانچ دس پرسنٹ کم کر کے پالینڈ کی طرف سے ٹینڈر بھیج دیں گے۔ نتیجہ یہ کہ یہ سودا پالینڈ حاصل کر لے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا وہاں اسٹارم میں ٹینڈر تبدیل نہیں کیا جا سکتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پالینڈ حکومت کو اتنا لمبا چوڑا کھڑاگ پھیلانے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ وہ وہیں سے ہی خاموشی سے کافرستان کے ریٹس معلوم کر لیتی۔ اس کے اس انداز میں کارروائی کا مطلب ہے کہ وہاں ایسے انتظامات ہیں جو ہر لحاظ سے فول پروف ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے

اثبات میں سرہلا دیا۔

" وہ سرخ ڈائری مجھے دو"...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو بلیک زیرو نے دراز سے سرخ رنگ کی جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران کافی دیر تک ڈائری کے صفحات الٹتا پلٹتا رہا۔ پھر اس کی نظریں ایک صفحہ پر جم گئیں۔ چند لمحوں بعد اس نے ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" اسٹارم کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت گینا کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" روز میری کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" پارکر سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے بولنے والی نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید اتنے طویل فاصلے کی کال کا اسے تصور نہ تھا۔

" پارکر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

" پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" بڑے عرصے بعد یاد کیا ہے آپ نے۔ حکم کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ عمران نے اس دوران فائل میز سے اٹھا کر دوبارہ کھول لی تھی۔

" اسٹارم حکومت نے ٹیکسٹائل تھریڈ خریدنے کے لئے بین الاقوامی ٹینڈر دیئے ہیں اور بہت سے ممالک اس سودے میں حصہ لے رہے ہیں لیکن کئی ممالک ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے سازشیں کر رہے ہیں۔ کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ ان ٹینڈروں کی کس طرح حفاظت کی جاتی ہے کیونکہ پاکیشیا بھی اس سودے میں حصہ لے رہا ہے اور مجھے خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ کہیں پاکیشیا کے ٹینڈر کو کھول کر اس کو تبدیل نہ کر دیا جائے"...... عمران نے کہا۔

" یہ تو بہت عجیب سا کام بتایا ہے آپ نے پرنس۔ یہ تو کاروباری مسائل ہیں۔ بہرحال آپ کے لئے میں ضرور کام کروں گا لیکن پہلے مجھے معلوم کرنا ہو گا کہ یہ ٹینڈر کس وزارت کے تحت کال کئے گئے ہیں پھر ہی ان کی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے اس کے لئے آپ کو مجھے کم از کم ایک روز دینا ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے میں کل اسی وقت پھر کال کروں گا۔ معاوضے کی فکر

مت کرنا لیکن کام میری منشا کے مطابق ہونا چاہیئے"...... عمران نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اس فائل کو واپس سرسلطان تک بھجوا دو تا کہ وہ اسے متعلقہ وزارت تک بھجوا دیں"...... عمران نے اٹھتے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا آپ یہ معلوم نہیں کریں گے کہ اس قدر زیادہ ریٹس کیوں دیئے گئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم جولیا کے ذریعے صفدر کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ اس متعلقہ آدمی کو ٹریس کرے جو یہ ریٹس تیار کرتا ہے پھر بعد میں اس سے بات ہو جائے گی۔ فی الحال مجھے آگے کی فکر ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پالینڈ سیکرٹ سروس کا چیف رابرٹ اپنے آفس میں بیٹھا فائل ورک میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... رابرٹ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اسٹارم کے دارالحکومت گینا سے ہیری کی کال ہے باس"۔ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"گینا سے ہیری۔ اوہ۔ بات کراؤ"...... رابرٹ نے چونک کر کہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر سلوٹیں سی ابھر آئی تھیں۔

"سر میں ہیری بول رہا ہوں گینا سے"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے مجھے"...... رابرٹ نے قدرے تیز لہجے

میں کہا۔
"سر۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں گینا کے روز میری کلب میں اس کے مالک پارکر کے پاس زیادہ اٹھتا بیٹھتا ہوں۔ پارکر میرا گہرا دوست ہے اور پارکر معلومات فروخت کرنے کا وسیع پیمانے پر دھندہ کرتا ہے۔ آج میں اس کے آفس میں اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس کی سیکرٹری نے اسے بتایا کہ پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ کی کال ہے جس پر پارکر نے بھی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں یہ نام دوہرایا تو میں یہ نام سن کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ یہ نام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایجنٹ علی عمران استعمال کرتا ہے۔ پارکر کی بات ہوتی رہی۔ چونکہ میں دور بیٹھا ہوا تھا اس لئے مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے درمیان کیا باتیں ہوئی ہیں لیکن جب پارکر نے رسیور رکھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ پرنس آف ڈھمپ کون ہے تو اس نے مجھے بتایا کہ اس بارے میں تفصیل کا تو اسے علم نہیں ہے۔ پاکیشیا کی کوئی ریاست ہو گی لیکن چونکہ پرنس ہمیشہ معقول سے بھی بڑھ کر معاوضہ دیتا ہے اس لئے میں نے اس کا کام پکڑ لیا ہے۔ میرے پوچھنے پر اس نے جو تفصیل بتائی اس نے مجھے چونکا دیا۔ اس نے بتایا کہ پرنس نے اس کے ذمہ عجیب و غریب کام لگایا ہے کہ وہ معلوم کرے کہ اسارم حکومت نے ٹیکسٹائل دھاگے کی خریداری کے لئے جو بین الاقوامی ٹینڈر دیئے ہیں ان میں اب تک جو ٹینڈر موصول ہو چکے ہیں ان کی حفاظت کا کیا بندوبست ہے

کیونکہ پرنس کے مطابق اسے معلوم ہوا ہے کہ کچھ ممالک اس سلسلے میں درپردہ سازشیں کر رہے ہیں اور اسے خطرہ ہے کہ کہیں پاکیشیا کا دیا ہوا ٹینڈر وہیں خاموشی سے تبدیل نہ کر دیا جائے۔ چونکہ آپ کی ہدایت پر میں نے پہلے بھی اس پر بہت محنت اور تفصیل سے کام کیا ہوا ہے اس لئے میں نے پارکر کو بتایا کہ اگر وہ مجھے فیس دے تو یہ ساری معلومات میں اسے یہیں بیٹھے بیٹھے مہیا کر سکتا ہوں تو وہ رضامند ہو گیا تو میں نے اسے بتایا کہ میں نے بھی ایک پارٹی کا کام پکڑا تھا اور اس سلسلے میں محنت کر کے معلومات حاصل کی تھیں۔ چنانچہ مجھے اس بارے میں سب کچھ بخوبی علم ہے اور پھر میں نے اسے تمام معلومات مہیا کر دیں"...... ہیری نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"پھر تم نے مجھے کیوں کال کیا ہے"...... رابرٹ نے مزید سخت لہجے میں کہا۔

"باس میری سارجنٹ سے بات ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ آسکر اور میڈم جوزی اس سودے کے سلسلے میں پاکیشیا میں کام کر رہے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں"۔ ہیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سمجھے۔ اس لئے تم بے فکر رہو"...... رابرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن اس کے ساتھ ہی اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال برق کے کوندے کی طرح لپکا

کہ آخر عمران کو اس سودے کے بارے میں کیسے علم ہوا۔ کیا اسے علم ہو گیا ہے کہ میڈم جوزی نے قاسم سے یہ ریٹس لئے ہیں اور پاکیشیا کے ریٹس کے بارے میں کیوں فکر ہے۔ کیا پاکیشیا کے ریٹس کافرستان سے بھی کم ہیں۔ وہ کافی دیر تک اس معاملے پر سر کھپاتا رہا لیکن پھر اس نے سب کچھ ذہن سے جھٹک دیا کیونکہ اب اس کے نزدیک یہ معاملہ مکمل طور پر ختم ہو گیا ہے اور اب وہ اس کو دوبارہ کسی صورت نہ اٹھانا چاہتا تھا اس لئے وہ فائل پر جھک گیا۔

عمران دانش منزل سے اٹھ کر اپنے فلیٹ پر آگیا تھا کیونکہ بظاہر اب اس کے لئے فوری طور پر کام کرنے کے لئے کوئی لائن آف ایکشن نہ رہی تھی۔ وہ سٹنگ روم میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور پھر سلیمان تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری سے گزر کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... سلیمان کی آواز اس کے کانوں میں پڑی لیکن دوسری طرف سے کیا کہا گیا یہ وہ نہ سن سکا البتہ اس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنی۔

"کیا عمران صاحب موجود ہیں"...... اس بار ایک مردانہ آواز واضح طور پر سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ بولنے والا آسکر تھا۔

"جی ہاں۔ تشریف لایئے"...... سلیمان نے کہا اور پھر قدموں کی

آوازیں ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گئیں۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسالہ بند کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔

" پالینڈ سے آپ کے دوست آسکر اور ان کے ساتھ ایک خاتون آئی ہیں"...... سلیمان نے سٹنگ روم کے دروازے پر رک کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔ عمران اٹھا اور پھر سٹنگ روم سے نکل کر وہ ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

" ارے آپ۔ خوش آمدید"...... عمران نے ڈرائینگ روم میں داخل ہو کر مسرت بھرے لہجے میں کہا تو آسکر اور اس کے ساتھ میڈم جوزی دونوں مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

" ہم واپس جا رہے تھے۔ ہم نے سوچا کہ آپ سے ملاقات کرتے جائیں"...... آسکر نے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" اچھا کیا۔ تو کیا اتنی جلدی آپ کا کام مکمل بھی ہو گیا"۔ عمران نے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" ہاں اتفاق سے کام جلدی ہو گیا ہے"...... اس بار میڈم جوزی نے جواب دیا۔

" ہاں۔ اتفاقات جب آدمی کے حق میں ہوں تو بہت اچھے لگتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ وہ چونکہ چائے اور کافی مہمانوں کے لئے تیار رکھتا تھا اس لئے اسے دیر نہ لگتی تھی۔ ٹرالی میں سنیکس اور ایسے ہی دوسرے لوازمات موجود تھے۔ اس نے کافی کے برتن میز پر لگائے

اور پھر سنیکس کی پلیٹیں رکھیں اور باقی برتن ٹرالی میں رکھ کر وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

" عمران صاحب آپ اس قدر تنگ فلیٹ میں کیوں رہتے ہیں۔ آپ کے ہاں تو بڑی شاندار کالونیاں ہیں جہاں بڑی کھلی اور وسیع رہائش گاہیں ہیں"...... میڈم جوزی نے مزید حیرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ آسکر خاموشی سے کافی پینے میں مصروف تھا البتہ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ موجود تھی۔

" ڈیڈی جاگیردار ضرور ہیں لیکن وہ مجھے نکھٹو سمجھتے ہیں کیونکہ میں نے کبھی سرکاری عہدے پر ملازمت نہیں کی اور جہاں تک سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے کی بات ہے تو جب کام مل جاتا ہے تو کچھ وصولی ہو جاتی ہے ورنہ بعض اوقات تو کئی کئی ماہ بے کاری میں گزر جاتے ہیں"...... عمران نے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا تو جوزی کے چہرے پر تاسف کے تاثرات ابھر آئے۔

" اوہ۔ مجھے آپ جیسے عظیم انسان کے یہ حالات دیکھ کر بے حد افسوس ہوا ہے۔ آپ کے ملک نے واقعی آپ کی قدر نہیں کی"۔ جوزی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" کیا کریں میڈم جوزی۔ ناقدر شناسی کا دور ہے اور ہمارے ایشیا میں تو ویسے بھی زندہ کی قدر نہیں کی جاتی البتہ جب کوئی مر جاتا ہے تو پھر اس کی تعریفوں میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے جاتے ہیں۔ اخباروں میں کالم لکھے جاتے ہیں۔ تعریفی ریفرنس ہوتے ہیں اس لئے

آپ بے فکر رہیں میرے مرنے کے بعد میری قدر شناسی ضرور ہو گی"...... عمران نے کہا تو اس بار آسکر کھلکھلا کر ہنس پڑا تو میڈم جوزی چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا۔ تم ہنسے کیوں ہو"...... میڈم جوزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ عمران تمہیں الو بنا رہا ہے جوزی۔ یہ دانستہ اس فلیٹ میں رہتا ہے اور دانستہ ایسی باتیں کرتا ہے ورنہ میں نے دیکھا ہے اسے۔ غیر ملک میں بھی اگر اسے معلوم ہو جائے کہ کسی کو مدد کی ضرورت ہے تو یہ اتنی بڑی رقم اسے اس طرح دے دیتا ہے جیسے وہ کرنسی نوٹ نہ ہوں بلکہ ردی کاغذ ہوں"...... آسکر نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"...... جوزی نے قدرے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ آسکر خواہ مخواہ میری تعریف کر رہا ہے تاکہ آپ پر ثابت کر سکے کہ اس کی دوستی کسی عام آدمی سے نہیں ہے۔ بہرحال آپ یہ بتائیں کہ میرے خالہ جاد قاسم نے آپ کو زیادہ پریشان تو نہیں کیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور قاسم کا نام سن کر وہ دونوں ہی بے اختیار چونک پڑے۔

"قاسم نے۔ کیا مطلب"...... آسکر نے کہا۔

"میں نے آتے ہوئے قاسم کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ آپ سے تعاون کرے ورنہ اس جیسے ذہن کا آدمی میڈم جوزی جیسی بین

الاقوامی ماہر کے لئے بھی مسئلہ بن جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں"...... میڈم جوزی نے اس بار ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میڈم جوزی۔ آسکر واقعی میرا دوست ہے اس لئے میں خاموش رہا تھا اور ویسے بھی آپ قاسم سے جو کچھ چاہتی تھیں وہ کافرستان کا مسئلہ تھا پاکیشیا کا نہیں تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کافرستان کا مسئلہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ ایسی الجھی ہوئی باتیں کیوں کر رہے ہیں"...... جوزی نے کہا۔

"اچھا۔ میرا خیال تھا کہ آپ اشارہ سمجھ جائیں گی لیکن شاید آپ چاہتی ہیں کہ کھل کر بات ہو جائے تو مجھے معلوم ہے کہ آپ کو قاسم سے ان ریٹس کی تفصیل چاہئے تھی جو اس نے حکومت کافرستان کو ٹیکسٹائل دھاگے کی اسٹارم حکومت کی طرف سے دیئے گئے بین الاقوامی ٹینڈر کے لئے بھیجے تھے اور وہی ریٹس حکومت کافرستان نے اپنے ٹینڈر میں درج کئے تھے جبکہ آپ کی حکومت پائینڈ چاہتی تھی کہ وہ ان ریٹس سے کم ریٹس کے ٹینڈر بھر کر یہ سودا حاصل کر لے اور آپ نے بتایا کہ اتفاق سے آپ کا کام ہو گیا ہے لیکن اب یہ بتا دوں کہ آپ گو ہپناٹزم اور اس سے متعلقہ علوم میں بین الاقوامی شہرت کی مالک ہیں لیکن اس کے باوجود قاسم آپ کے لئے انتہائی ٹیڑھی کھیر ثابت ہوتا مگر میں نے ٹینڈ کے دوران ہی اس کے ذہن کو ہدایت کر

دی تھی کہ وہ آپ سے تعاون کرے۔ چنانچہ اس نے تعاون کیا اور آپ کا کام ہو گیا"...... عمران نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا اور میڈم جوزی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے اس سے ٹیکسٹائل دھاگے کے ریٹس حاصل کئے ہیں"...... جوزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" تھوڑی بہت شدھ بدھ مجھے بھی ان علوم میں حاصل ہے اس لئے جو لسٹ آپ نے قاسم سے حاصل کی ہے وہ آپ کے ساتھ ساتھ میں نے یہاں بیٹھے بیٹھے وصول کر لی ہے اور چونکہ آپ میرے ہاں مہمان آئے ہیں اس لئے میں یہ لسٹ آپ کو تحفے میں دے سکتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہ کاغذ نکال کر جوزی کی طرف بڑھا دیا۔ میڈم جوزی نے جھپٹ کر وہ کاغذ اس کے ہاتھ سے لیا اور اسے کھول کر دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" دیکھ لیجئے۔ یہ آپ کی لسٹ کی ہوبہو نقل ہے یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

" یہ بالکل وہی ہے"...... جوزی نے کہا۔

" شکریہ۔ یہ میری طرف سے تحفہ ہے آپ کے لئے بھی اور آپ کے باس رابرٹ کے لئے بھی۔ اس نے شاید جان بوجھ کر آسکر کو آپ کے ساتھ بھیجا تھا ورنہ اسے بھی معلوم تھا کہ پاکیشیا میں

اتفاقات اتنی آسانی سے وقوع پذیر نہیں ہوا کرتے"...... عمران نے کہا۔

" یہ۔ یہ آپ نے کس علم کے تحت حاصل کی ہے۔ مجھے بعد میں احساس ہوا اور میں نے یہ بات آسکر سے بھی کی تھی اور سچ یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق کے لئے ہم یہاں آئے ہیں"...... جوزی نے اس بار کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

" آئی ٹی کے ذریعے جس کا میں ایک ادنیٰ طالب علم ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ آپ اپنے آپ کو طالب علم کہہ رہے ہیں جبکہ میں سمجھ سکتی ہوں کہ آپ بہت بڑے عالم ہیں اور میں آپ کی عظمت کو دل سے سلام کرتی ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے آپ جیسا اعلیٰ ظرف انسان نہیں دیکھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہو رہا ہے لیکن آپ پھر بھی ہنس رہے ہیں"...... جوزی نے بے حد متاثرانہ لہجے میں کہا۔

" یہ آپ کا حسن ظن ہے۔ بہرحال مجھے چونکہ ان سودوں وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میری دلچسپی صرف اتنی تھی کہ آپ قاسم سے کیا حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ جب مجھے معلوم ہو گیا تو میری دلچسپی ختم ہو گئی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا آپ کو یہ خیال نہیں آیا کہ آپ کا ملک پاکیشیا بھی تو اس سودے میں دلچسپی لے رہا ہے"...... جوزی نے کہا۔ آسکر بالکل

فراموش بیٹھا ہوا تھا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے۔ پاکیشیا اپنے ریٹس پہلے ہی بھجوا چکا ہے۔ اب یہ پاکیشیا کی قسمت کہ اس کے ریٹس کم نکلتے ہیں یا زیادہ"...... عمران نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے عمران کہ میں نے یہاں آکر تمہیں پہلے اس مشن کے بارے میں نہیں بتایا کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ اس میں پاکیشیا کا کوئی نقصان نہ تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ کافرستان نے اس سلسلے میں کافی کام کیا ہوا ہے۔ اس نے پاکیشیا اور تمام ایشیائی ممالک کے ان افسران کو جو یہ ریٹس تیار کرتے ہیں بھاری رشوت دے کر ان سے جو ریٹس بھجوائے ہیں وہ بے حد زیادہ ہیں اور خود کافرستان نے کم ریٹس بھیجے ہیں۔ اس طرح وہ یہ سودا حاصل کر لیتا لیکن ہمیں یہ سب معلوم ہو گیا تو ہم نے سوچا کہ کافرستان کی بجائے یہ سودا پالینڈ کیوں حاصل نہ کرے۔ اسٹارم میں جس شخص کے پاس یہ سارا سلسلہ ہے وہ انتہائی بااصول اور حکومت کا آدمی ہے اور پھر اسٹارم حکومت بھی بے حد محتاط رہتی ہے۔ اس لئے ہمیں کافرستان کے ریٹس حاصل کرنے میں بڑی جدوجہد کرنا پڑی۔ آخر کار ہمیں پتہ چلا کہ ریٹس کی کوئی کاپی نہیں البتہ یہ ریٹس قاسم کے ذہن میں موجود تھے کیونکہ وہی انہیں آخری بار تیار کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے ہمارا خیال تھا کہ قاسم کو اغوا کر کے اس پر تشدد کر کے یہ ریٹس حاصل کئے جائیں پھر قاسم اتفاق سے پاکیشیا بزنس ٹور پر آ گیا۔ میں نے باس

سے کہا کہ یہاں اغوا والا کام نہیں ہو سکتا اور قاسم پر تشدد بھی بے کار ہے اور پھر میری تجویز پر باس نے میڈم جوزی کو یہاں بھیج دیا۔ اس کے بعد جوزی نے ہوٹل میں قاسم کو چیک کیا اور اس چیکنگ کے نتیجے میں معاملہ تم تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ تمہیں بھی معلوم ہے۔ جوزی نے قاسم کے ذہن سے یہ ریٹس حاصل کر لئے۔ میں نے تمہارے خوف کی وجہ سے یہ ریٹس فون پر باس کو لکھوا دیئے لیکن پھر جوزی نے کہا کہ اسے خیال آیا ہے کہ جب وہ قاسم کے ذہن سے یہ ریٹس حاصل کر رہی تھی تو کوئی نہ کوئی گڑبڑ تھی اور پھر میں نے اسے بتایا کہ اگر واقعی کوئی عالمانہ قسم کی گڑبڑ ہے تو یہ عمران کی طرف سے ہو گی۔ چنانچہ ہم یہاں آ گئے اور تم نے نہ صرف گڑبڑ کا اعتراف کر لیا بلکہ یہ لسٹ بھی نکال کر دے دی۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے ضرور پاکیشیا کے ریٹس حاصل کر لئے ہوں گے کیونکہ تمہارے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ ریٹس کافرستان سے بہرحال زیادہ ہیں اور اب انہیں واپس نہیں لیا جا سکتا اور اب تمہیں بھی معلوم ہو گیا ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ معلوم ہے کہ اب تم ہر صورت میں یہ کوشش کرو گے کہ یہ سودا پاکیشیا حاصل کرے۔ بے شک کوشش کر لو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ ہم نے جو کام کرنا تھا وہ بہرحال کر لیا ہے۔ اب ہمارا اس سودے سے کوئی تعلق نہیں رہا"...... آسکر نے کہا۔

"اتنی لمبی چوڑی تقریر کرنے سے تمہارا یہ مقصد تھا کہ میں تمہیں بتا دوں کہ میں پاکیشیا کو کامیاب کرانے کے لئے کیا منصوبہ بندی بنا رہا ہوں تو تمہیں یقیناً مایوسی ہو گی کیونکہ مجھے واقعی ان معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ سودے ہوتے رہتے ہیں۔ یہ نہ سہی کوئی اور سہی۔ یہ حکومتوں کے کام ہیں میرے نہیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا کے ریٹس کافرستان یا پالینڈ سے بھی کم ہوں اور سودا اسے مل جائے۔ اس بارے میں میں کچھ کہہ نہیں سکتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ او کے اب ہمیں اجازت دو"...... آسکر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر جوزی بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور عمران انہیں نیچے سڑک تک چھوڑنے آیا۔ نیچے ٹیکسی موجود تھی۔ ان کے جانے کے بعد عمران مسکراتا ہوا واپس اپنے فلیٹ پر چلا گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بہر حال اس سودے کو پاکیشیا کے حق میں لے آئے گا۔

رابرٹ اپنے آفس میں کرسی پر بیٹھا بڑی بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ آسکر اور جوزی نے اسے عمران سے ہونے والی ملاقات کی تمام تفصیل کی رپورٹ دے دی تھی اور ساتھ ہی وہ لسٹ بھی دی تھی جو عمران نے انہیں دی تھی۔ اس رپورٹ کے بعد اسے ہیری کی رپورٹ بھی یاد آ گئی تھی جس میں اس نے بتایا تھا کہ عمران نے پرنس آف ڈھمپ بن کر پارکر سے ٹینڈر کے بارے میں تفصیلات طلب کی تھیں۔ اس وقت تو رابرٹ نے ہیری کی اس رپورٹ کو کوئی اہمیت نہ دی تھی کیونکہ اس کے ذہن کے مطابق عمران کو یہ معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ جوزی اور آسکر کا کیا مشن تھا لیکن اب ساری صورت حال واضح ہو گئی تھی اور گو آسکر اور جوزی نے اسے بتایا تھا کہ عمران نے اس سودے سے عدم دلچسپی کا اظہار کیا ہے لیکن اسے معلوم تھا کہ عمران

نے جان بوجھ کر یہ بات کی ہے۔ اگر ہیری اسے پہلے رپورٹ نہ دے
چکا ہوتا تو وہ بھی یہی سمجھتا لیکن اب اسے معلوم تھا کہ عمران اس
میں پوری طرح دلچسپی لے رہا ہے اور وہ عمران کی صلاحیتوں سے اچھی
طرح واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران ناممکن کو بھی ممکن بنا لیتا
ہے اور اس کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ وہ پاکیشیا کے ٹینڈر کو
ہی تبدیل کر دے لیکن رابرٹ چاہتا تھا کہ ایسا نہ ہو سکے۔ یہ سودا
بہر حال پالینڈ ہی حاصل کرے۔ اس نے اسی لئے سارجنٹ کو فوری
طور پر کال کیا تھا اور اب وہ سارجنٹ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ تھوڑی
دیر بعد دروازہ کھلا اور سارجنٹ اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا باس۔ خیریت۔ آپ نے بڑی ایمرجنسی کال کی ہے"۔
سارجنٹ نے سلام کر کے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے
کہا۔

"ہمارے سب کئے کرائے پر پانی پھرنے والا ہے سارجنٹ"۔
رابرٹ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے"...... سارجنٹ نے چونک کر پوچھا تو رابرٹ نے
اسے پہلے ہیری کی رپورٹ اور پھر آسکر اور جوزی کی رپورٹ کی
تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ واقعی آپ کی بات درست ہے۔ عمران اب ہر قیمت پر یہ
سودا پاکیشیا کے حق میں کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس نے اپنی
حکومت سے ان ریٹس کی کاپی حاصل کر لی ہو گی اور اسے بہر حال یہ

بھی معلوم ہو گیا ہے کہ کافرستان کی طرف سے کیا ریٹس دیئے گئے
ہیں اور وہ اتنی بات سمجھتا ہے کہ پالینڈ، کافرستان سے زیادہ سے زیادہ
پندرہ فیصد کم ریٹس پر ٹینڈر بھرے گا اور اب وہ لامحالہ پاکیشیا کا
ٹینڈر تبدیل کرے گا"...... سارجنٹ نے بھی تشویش بھرے لہجے
میں کہا۔

"ہاں ایسا ہی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ اسے کیسے روکا جائے"۔
رابرٹ نے کہا۔

"ٹینڈر کھلنے میں کتنے روز باقی ہیں"...... سارجنٹ نے پوچھا۔

"مجھے معلوم کرنا پڑے گا"...... رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ
آواز سنائی دی۔

"وزارت صنعتی پیداوار میں ایک صاحب پیتھانس کام کرتے ہیں
ان سے میری بات کراؤ"...... رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ہیری عمران کو اچھی طرح جانتا ہے۔ آپ فوری طور پر ہیری کو
کال کر کے کہہ دیں کہ اگر عمران اسٹارم کے دارالحکومت گیتا پہنچ گیا
ہے تو وہ اس کی نگرانی کرے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"وہ میں نے پہلے ہی اسے کہہ دیا ہے"...... رابرٹ نے کہا اور
سارجنٹ نے اثبات میں سرہلا دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... رابرٹ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پیتھائس صاحب لائن پر ہیں سر۔ بات کیجئے"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ رابرٹ بول رہا ہوں"...... رابرٹ نے کہا۔

"یس سر۔ میں پیتھائس بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے پیتھائس کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"آپ مجھے بتائیں کہ اسٹارم حکومت نے ٹیکسٹائل تھریڈ کی خریداری کے لئے ٹینڈر کس تاریخ کو کھولنے ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"اٹھارہ تاریخ مقرر ہے اس کے لئے جناب۔ آج سے چار روز بعد"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"آپ نے ریٹس بھجوا دیئے ہیں یا نہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"بھجوا دیئے ہیں جناب۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ پیتھائس نے چونک کر پوچھا۔

"ہم آخری لمحے تک پالینڈ کے مفادات کی نگرانی کرنا چاہتے ہیں تاکہ کوئی گڑبڑ نہ ہو سکے"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"گڑبڑ۔ کیسی گڑبڑ جناب"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اگر کوئی بھی ملک خاموشی سے ٹینڈر تبدیل کرا دے تو"۔

رابرٹ نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ اسٹارم حکومت اس سلسلے میں بے حد محتاط رہتی ہے"...... پیتھائس نے جواب دیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... رابرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آج چودہ تاریخ ہے۔ اٹھارہ کو ٹینڈر کھلیں گے"...... رابرٹ نے سارجنٹ سے کہا۔

"کافی دن ہیں۔ بہرحال اب مجھے خود حرکت میں آنا ہو گا۔ عمران اور کسی کے بس کا نہیں ہے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"تم کیا کرو گے۔ مجھے بتاؤ تو سہی"...... رابرٹ نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے ہیری نے تفصیل بتائی تھی کہ اسٹارم حکومت ایسے ٹینڈرز کو وزارت تجارت کے انتہائی خفیہ سٹور میں رکھتی ہے جہاں ٹاپ سیکرٹ فائلیں رکھی جاتی ہیں۔ ایسے خفیہ سٹور میں چونکہ حکومت اسٹارم کے انتہائی خفیہ تجارتی سیکرٹس اور تجارتی معاہدوں کی فائلیں ہوتی ہیں اس لئے اس سٹور روم کی حفاظت کے انتہائی سخت انتظامات کئے گئے ہیں۔ نہ صرف اندرونی طور پر سائنسی انتظامات ہیں بلکہ بیرونی طور پر بھی مسلح فوج کے تربیت یافتہ دس آدمی انتہائی جدید اسلحہ کے ساتھ باہر سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور یہ لوگ تین شفٹوں میں کام کرتے ہیں اس لئے یہاں چوبیس گھنٹے پہرہ رہتا ہے۔ اس سٹور روم سے کوئی فائل نکالنے کے لئے انتہائی پیچیدہ طریقہ

کا ر رکھا گیا ہے جس میں دس سے زیادہ ایسے افراد ملوث ہوتے ہیں جن میں سے آٹھ تو سرکاری ملازم ہیں لیکن دو ایسے افراد ہیں جن کا علم سوائے اسٹارم حکومت کے چیف سیکرٹری کے اور کسی کو بھی نہیں ہے اور جب ایسے کسی سودے کے ٹینڈر وہاں رکھے جاتے ہیں تو پھر اس کی حفاظت مزید سخت کر دی جاتی ہے۔ اب عمران لامحالہ اس سٹور میں سے پاکیشیا کا ارسال کردہ ٹینڈر تبدیل کرنے کی کوشش کرے گا اور اس کے لئے وہ لامحالہ اس کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ کوئی ایسا طریقہ سوچے گا جو عام طور پر لوگ نہیں سوچتے۔ لیکن پہلے وہ لامحالہ اس کی موقع پر چیکنگ کرے گا اس لئے میں وہاں اپنے سیکشن کے آدمیوں کے ساتھ انتہائی جدید چیکنگ کے آلات لے کر موجود رہوں گا اور ارد گرد کی عمارتوں میں کمرے لے کر موجود رہیں گے اور مخصوص کیمروں کی مدد سے ہر آدمی کی چیکنگ کریں گے۔ عمران اگر اصل شکل میں وہاں آیا تو وہ ویسے ہی پہچان لیا جائے گا اور اگر وہ میک اپ میں آیا تب بھی کیمرے اس کا میک اپ ختم کر دیں گے۔ اس طرح وہ سامنے آجائے گا۔ پھر اس کی نگرانی کی جائے گی۔ جہاں وہ رہائش پذیر ہو گا وہاں بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس فائر کی جائے گی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے اٹھا کر ہم خفیہ اڈے پر لے جائیں گے اور پھر انہیں چار روز تک انجکشن لگا کر مسلسل بے ہوش رکھا جائے گا۔ جب ٹینڈر کھل جائیں گے اور سودا پائینڈ

حکومت حاصل کر لے گی تو پھر ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو واپس ان کی رہائش گاہ پر پہنچا دیں گے۔ جب وہ ہوش میں آئے گا تو پھر اس کے پاس سوائے سر پیٹنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں رہے گا"...... سارجنٹ نے بڑے اطمینان سے اپنا پورا پلان بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ سارجنٹ۔ ویری گڈ۔ واقعی پلاننگ کرنے میں تمہارا جواب نہیں۔ اسی لئے تو میں تمہاری قدر کرتا ہوں۔ ویری گڈ۔ لیکن بس اتنا خیال رکھنا کہ اس بار تمہارا مقابل عمران ہے جو ذہانت میں کم نہیں ہے"...... رابرٹ نے کہا تو سارجنٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی تعریف کا شکریہ جناب۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ عمران شیطانی ذہن کا مالک ہے لیکن اس بار ہمیں فائدہ یہ ہے کہ اسے یہ علم نہیں ہے کہ ہم اس کے خلاف کام کر رہے ہیں اس لئے وہ پوری طرح مطمئن ہو گا"...... سارجنٹ نے جواب دیا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی سارجنٹ اٹھا، اس نے رابرٹ کو سلام کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ ابھی تھوڑی
دیر پہلے اس نے گینا کے روز میری کلب کے پارکر کو فون کر کے اس
سے ٹینڈر کی حفاظت کے سلسلے میں پوری تفصیل معلوم کر لی تھی
اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اس تفصیل کو سن کر حیران رہ گیا تھا لیکن
چونکہ اسے معلوم تھا کہ پارکر غلط اور جھوٹی معلومات مہیا نہیں کرتا
اس لئے اسے یقین تھا کہ ایسا ہی ہوتا ہو گا۔

" عمران صاحب۔ جو تفصیل پارکر نے بتائی ہے اس سے تو
محسوس ہوتا ہے جیسے یہ عام تجارتی سودا نہ ہو بلکہ کوئی دفاعی معاہدہ
ہو اور ٹینڈرز کی تجارتی دستاویزات نہ ہوں بلکہ کوئی انتہائی اہم دفاعی
فارمولے ہوں"...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

" ہاں۔ اب یہ تفصیل سن کر مجھے ان باتوں پر یقین آگیا ہے کہ
حکومت اسٹارم ان معاملات میں انتہائی محتاط رہتی ہے۔ شاید یہ وہاں

کے چیف سیکرٹری رابنسن کی انتہائی وہمی اور اصول پسند فطرت کی
وجہ سے ہے اور اسی وجہ سے پالینڈ کی حکومت کو قاسم کے پیچھے دوڑنا
پڑا ہے ورنہ وہ آسانی سے وہیں سے ہی اپنی مرضی کی معلومات حاصل
کر لیتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ہاں۔ اب میرے ذہن میں موجود اس سوال کا جواب مجھے ملا
ہے۔ میں مسلسل یہی سوچتا رہا تھا کہ انہوں نے آخر اس قدر پیچیدہ
طریقہ کار کیوں استعمال کیا ہے جبکہ وہ ایسے تجارتی راز اسٹارم سے
آسانی سے حاصل کر سکتے تھے۔ آخر کرپشن کہاں نہیں ہوتی۔ لیکن اب
آپ کیا سوچ رہے ہیں۔ کیا آپ پاکیشیا کا ٹینڈر تبدیل کرنا چاہتے
ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" یا تو میں اس سلسلے میں ملوث نہ ہوتا۔ اب اگر ہو گیا ہوں تو
اب یہ بات میری برداشت سے باہر ہے کہ پاکیشیا کی بجائے تھرڈ
بال کا سودا پالینڈ لے جائے۔ اس سودے سے پاکیشیا کی معیشت کو
واقعی بے حد فائدہ ہو گا۔ زرمبادلہ کے علاوہ یہاں کے تاجر، یہاں کے
مزدور، یہاں کے کسان سب کو فائدہ پہنچے گا اور اسی لئے پالینڈ کی
حکومت اتنی بھاگ دوڑ اور رقم خرچ کر رہی ہے کہ یہ فائدہ اپنے ملک
اور اپنی قوم کو پہنچاتے جبکہ یہاں کے افسران یہ سب کچھ سوچے سمجھے
بغیر صرف چند روپوں کے لالچ میں ملک کی خوشحالی اور ترقی فروخت
کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو تو بہرحال اب سزا ملے گی سو ملے گی لیکن
سودا بھی پاکیشیا کے حق میں ہونا چاہئے"...... عمران نے قدرے

جذباتی لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ ملک کا مجموعی مفاد بہرحال ہمیشہ مقدم رکھنا چاہئے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹینڈر کھلنے میں باقی چار دن ہیں۔ گو اتنا وقفہ تو کافی ہے لیکن پارکر نے جو کچھ بتایا ہے وہاں ٹینڈر تبدیل کرنے کے لئے ہمیں کوئی فول پروف طریقہ استعمال کرنا ہوگا۔ یہ عام مشن نہیں ہے کہ ہم وہاں ریڈ کر دیں اور فائرنگ کرتے ہوئے اس سٹور میں داخل ہو کر ٹینڈر تبدیل کر دیں"...... عمران نے کہا۔

"میرے خیال میں تو بہرحال ایسا ہی کرنا ہوگا۔ وہاں جب تک کوئی بڑا ہنگامہ نہ ہوگا اندر داخل ہی نہیں ہوا جا سکتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ہنگامہ فائدہ مند نہیں رہے گا کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ پالینڈ حکومت کو جب رپورٹ ملے گی کہ عمران اس معاملے میں ملوث ہے تو وہ آخری لمحے تک بے چین رہیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی جتنی قدر ہمارے دلوں میں ہے عمران صاحب اتنی ہی دوسروں کے دلوں میں بھی ہے لیکن یہ بتائیں کہ انہیں کیسے معلوم ہوگا کہ آپ ایسا منصوبہ بنا رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس لئے کہ واپسی سے پہلے آسکر اور میڈم جوزی میرے فلیٹ پر آئے تھے اور میں نے انہیں وہ لسٹ دے دی تھی جو لسٹ میں نے

آئی ٹی کے ذریعے یہاں دانش منزل کی لائبریری میں بیٹھ کر تیار کی تھی اور اتنی بات تو وہ بھی سمجھتے ہیں کہ میرے لئے پاکیشیا کے ریٹس چیک کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور پھر آسکر تو کیا اس کے چیف رابرٹ کو بھی معلوم ہے کہ مجھے پاکیشیا کا مفاد اپنی ذات سے زیادہ عزیز ہے۔ لامحالہ آسکر اور میڈم جوزی نے جا کر رابرٹ کو پوری تفصیل سے رپورٹ دی ہوگی اور لسٹ بھی اس کے حوالے کی ہوگی اور رابرٹ لامحالہ یہ سمجھتا ہے کہ اب میرے پاس اس کے سوا اور کوئی حل نہیں ہے کہ میں پاکیشیا کا ٹینڈر تبدیل کر دوں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیا۔

"اب آپ کی بات میری سمجھ میں آ رہی ہے لیکن وہ آپ کے خلاف کیا کارروائی کر سکتے ہیں۔ کیا وہ آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے نہیں۔ اتنی سی بات کے لئے اتنے بڑے اقدام کا وہ سوچ بھی نہیں سکتے۔ وہ مجھے صرف اٹھارہ تاریخ تک ٹینڈر تبدیل کرنے سے روکنے کی کوشش کریں گے اور بس"...... عمران نے جواب دیا۔

"کس طرح"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اب یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے کیونکہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے البتہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور میرے اندازے کے مطابق چونکہ انہیں بھی اس سٹور کی حفاظت کی تفصیلات کا علم

ہے اس لئے وہ بھی علیحدہ رہ کر اس کی نگرانی کریں گے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہمیشہ انتہائی جدید ترین آلات اور طریقے استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے یہاں قاسم کے ذہن سے رپورٹ حاصل کرنے کے لئے ہپناٹزم کا طریقہ استعمال کیا ہے اس لئے وہ یقیناً اس نگرانی کے لئے بھی جدید ترین آلات استعمال کریں گے جن میں ایسے کیمرے بھی شامل ہو سکتے ہیں جو میک اپ کے بغیر تصویر سکرین پر دکھا سکتے ہیں اور جب وہ مجھے چیک کر لیں گے تو پھر وہ میری نگرانی کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اٹھارہ تاریخ تک مجھے روکنے کے لئے بے ہوش کر دیں یا ایسا ہی کوئی اور حربہ استعمال کریں۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا اندازہ عام حالات میں تو درست ہو سکتا ہے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ نہ ہو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کے باوجود اگر وہاں ہنگامہ ہوا تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ استارم حکومت کوئی اور قدم اٹھائے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کسی کو کانوں کان خبر ہی نہ ہو۔ حالات مکمل طور پر پرسکون رہیں اور جب ٹینڈر کھولے جائیں تو پاکیشیا کے ریٹس سب سے کم نکلیں"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ کوئی جن وہاں بھیج دیں تو اور بات ہے"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بس یہی ایک کسر باقی رہ گئی ہے کہ کوئی جن قابو میں نہیں آ

رہا ورنہ سارے دلدر دور ہو جاتے۔ میں اسے آغا سلیمان پاشا پر چھوڑ دیتا اور آغا سلیمان پاشا اپنا سارا حساب کتاب ہی بھول جاتا"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسمیٹر سے کال آنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"آپ نے اپنی فریکونسی ایڈجسٹ کی تھی"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ جب تم چائے بنانے گئے تھے کیونکہ ٹائیگر کی کال آنی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس علی عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نے ایک استارمی ہنگری نامی شخص کو تلاش کر لیا ہے۔ وہ جیرالڈ ہوٹل کے نیچے بنے ہوئے جوئے کلب میں بطور گارڈ ملازم ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم اس سے ملے ہو۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ استارم کے مختلف سرکاری دفاتر میں بطور گارڈ کام کرتا رہا ہے۔ پھر اس نے ایک آفس سے بھاری رقم خرد برد کرنی چاہی تھی لیکن اسے پکڑ لیا گیا اور پھر اسے

نوکری سے نکال دیا گیا۔ چونکہ اسے جوا کھیلنے کی عادت تھی اس لیے وہ ایک سنڈیکیٹ کا مقروض ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اسے رقم کی ضرورت تھی۔ چونکہ اسے معلوم تھا کہ سنڈیکیٹ والے اسے ہلاک کر دیں گے اس لیے وہ اسٹارم سے فرار ہو گیا اور پھر مختلف ملکوں سے ہوتا ہوا گذشتہ دو سالوں سے یہاں پاکیشیا میں کام کر رہا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کن کن سرکاری دفاتر میں یہ کام کرتا رہا ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ تفصیل تو میں نے نہیں پوچھی باس۔ اس نے یہی کہا ہے کہ بہت سے سرکاری دفاتر میں اس نے کام کیا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا تو تم اسے ساتھ لے کر رانا ہاؤس آ جاؤ۔ میں اس سے خود بات کر لوں گا۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جوزف۔ ٹائیگر ایک اسٹارمی کو اپنے ساتھ لے کر آئے گا۔ جیسے ہی وہ پہنچے مجھے دانش منزل اطلاع کر دینا۔ میں آ کر خود اس سے پوچھ گچھ کر لوں گا"...... عمران نے کہا اور بغیر

دوسری طرف سے بات سنے اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ آپ نے ٹائیگر کی کیا ڈیوٹی لگائی تھی۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اسے کہا تھا کہ زیر زمین دنیا میں جتنے بھی اسٹارمی کام کر رہے ہیں ان سے یہ معلوم کرے کہ ان میں سے کسی کا تعلق وہاں کے سرکاری دفاتر سے رہا ہے اور اب ٹائیگر نے یہ رپورٹ دی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ہنگری کیا کرے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر یہ وزارت تجارت میں کام کرتا رہا ہے پھر تو اس سے کچھ فائدہ مند معلومات مل جائیں گی ورنہ نہیں"...... عمران نے کہا۔

"کیسی فائدہ مند معلومات"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"میں اس سٹور روم کا نقشہ بنانے والے یا اس کی تعمیر میں حصہ لینے والے کسی آدمی کو ٹریس کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اس کے لیے تو آپ کو وہاں اسٹارم جا کر کوشش کرنا چاہئے۔ ویسے بھی دن اب بہت تھوڑے رہ گئے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ تو جانا ہی ہے لیکن یہاں بھی تو کوشش کر لینی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ کام کی ٹپ مل جائے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اس بار اثبات میں سرہلا دیا۔

سارجنٹ اسٹارم کے دارالحکومت گینا کے ایک عالی شان ہوٹل مڈوے کے ایک کمرے کی عقبی کھلی کھڑکی کے سامنے موجود تھا۔ دوسری طرف سڑک پر وزارت تجارت کا سیکرٹریٹ تھا جس کے ساتھ سٹور تھا جو یہاں سے صاف نظر آرہا تھا۔ یہ سٹور بلڈنگ سے ہٹ کر بنا ہوا تھا اور باقی بلڈنگ تو چار منزلہ تھی اور اس بلڈنگ میں آفس تھے لیکن یہ سٹور ایک منزلہ تھا اور ایک طرف ہٹ کر بنایا گیا تھا۔ اس کی چھت پر بھی مسلح افراد موجود تھے اور باہر چاروں طرف بھی اور وہ باقاعدہ فوجی انداز میں گشت کر رہے تھے۔ سٹور چاروں طرف سے بند تھا۔ سارجنٹ نے یہاں آکر جو مزید معلومات اس بارے میں حاصل کی تھیں ان سے اسے پتہ چلا تھا کہ اس کا اکلوتا دروازہ سکرٹریٹ کے ایک پورشن میں کھلتا تھا لیکن یہ دروازہ دیوار میں چھپا ہوا تھا اور خصوصی کمپیوٹر کارڈ ایک مخصوص رخنے میں ڈالے بغیر وہ

کھل نہ سکتا تھا اور یہ وہی کارڈ تھا جس پر آٹھ افراد کے دستخط ہوتے تھے۔ سارجنٹ اسے دیکھ کر اور اس کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مزید مطمئن ہو گیا تھا لیکن اب اسے صرف یہ فکر تھی کہ اگر اس سٹور کا کوئی ایسا خفیہ دروازہ ہوا جس کا علم لوگوں کو نہ ہوا تو پھر مسئلہ بن جائے گا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران ایسے ہی راستے تلاش کیا کرتا ہے اس لئے اس نے اپنے سیکشن کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ اس سٹور کا تعمیراتی نقشہ حاصل کرنے کی کوشش کریں یا پھر جس نے یہ نقشہ بنایا تھا اسے ٹریس کرنے کی کوشش کریں جبکہ اس نے خود اس کمرے میں اپنا آفس بنا رکھا تھا۔ سیکشن کے لوگ مخصوص کیمروں سمیت ایئرپورٹ پر بھی موجود تھے اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں بھی تاکہ اگر عمران اکیلا یا اپنے ساتھیوں سمیت گینا پہنچے تو اسے پیشگی اطلاع مل سکے لیکن آج اسے یہاں پہرہ دیتے ہوئے تیسرا روز تھا لیکن ابھی تک نہ ہی اسے عمران کے بارے میں کوئی اطلاع ملی تھی اور نہ ہی سٹور کے نقشے بنانے والے کے بارے میں بلکہ اب تو وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ سارے خدشات خیالی تو نہیں۔ عمران نے اس معاملے میں سرے سے دلچسپی ہی نہ لی ہو۔ ابھی یہ سب کچھ سوچ رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ تیزی سے مڑا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... سارجنٹ نے کہا۔

"باس۔ جانسن بول رہا ہوں۔ میں نے سٹور کا تعمیراتی نقشہ

بنانے والے آرکیٹکچر کا سراغ لگا لیا ہے۔ وہ محکمہ تعمیرات کا چیف نقشہ نویس ہے لیکن وہ اب ریٹائر ہو چکا ہے اور گیتا سے دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک چھوٹے سے قصبے لارنس میں رہائش پذیر ہے اور باس سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جانسن نے بتایا ہے کہ اس کے پاس اس سٹور کے نقشے کی ایک کاپی ذاتی استعمال کے لئے موجود تھی جو ایک روز پہلے ایک پرانے نقشے جمع کرنے والا شوقین بڑی بھاری قیمت دے کر لے گیا ہے۔ اس آدمی کا نام اس نے جوزف بتایا ہے اور اب اس کے پاس کوئی نقشہ نہیں ہے"۔ جانسن نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو سارجنٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

"تم اس وقت کہاں سے کال کر رہے ہو"...... سارجنٹ نے پوچھا۔

"اس آدمی کے گھر سے باس۔ اس آدمی کا نام ریزے ہے"۔ جانسن نے جواب دیا۔

"اس کی مجھ سے بات کراؤ"...... سارجنٹ نے کہا۔

"ہیلو۔ ریزے بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک لرزتی ہوئی بلغم زدہ سی آواز سنائی دی اور سارجنٹ آواز سنتے ہی سمجھ گیا کہ بولنے والا بیمار اور خاصا بوڑھا ہے۔

"مسٹر ریزے کیا آپ اپنی یادداشت کے سہارے اس سٹور کا نقشہ دوبارہ نہیں بنا سکتے۔ ہم آپ کو آپ کا منہ مانگا معاوضہ دیں گے"...... سارجنٹ نے نرم لہجے میں کہا۔

"بنا سکتا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ نقشہ آپ نے کتنا عرصہ پہلے بنایا تھا"...... سارجنٹ نے پوچھا۔

"تقریباً بارہ سال پہلے"...... ریزے نے جواب دیا۔

"تو کیا اب تک آپ کو سارا نقشہ یاد ہو گا"...... سارجنٹ نے کہا۔

"جی ہاں۔ اس کی ایک ایک لکیر میرے ذہن میں محفوظ ہے کیونکہ اس نقشہ خریدنے والے کو دینے سے پہلے میں نے اسے بغور دیکھا تھا"...... ریزے نے جواب دیا۔

"آپ سے جس آدمی نے نقشہ خریدا تھا وہ کس ملک کا رہنے والا تھا"...... سارجنٹ نے ایک اور اینگل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اسٹارمی ہی تھا جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کے قدوقامت کی تفصیل بتا سکیں گے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"لیکن آپ کیوں یہ سب کچھ پوچھ رہے ہیں۔ آخر اس نقشے میں سب کو کیوں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے"...... اس بار ریزے نے تیز لہجے نے کہا۔

"ہمارا تعلق حکومت کے ایک خفیہ شعبے سے ہے اور ہمیں اطلاعات مل رہی ہیں کہ اس نقشے کو غلط استعمال کرنے کے لئے اڑایا جا رہا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں ورنہ دوسری صورت

بھی آپ کے ساتھ پیش آسکتی ہے"...... سارجنٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا۔ اچھا۔ لیکن پہلے تو تم رقم دینے کی بات کر رہے تھے"...... ریزے نے کہا۔

" ہم اپنے مخصوص فنڈز سے تعاون کرنے والوں کو بھاری رقمیں دے دیتے ہیں لیکن تعاون شرط ہے"...... سارجنٹ نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں تعاون کروں گا۔ میں بوڑھا آدمی ہوں اور بیمار رہتا ہوں۔ مجھے رقم کی ضرورت ہے اس لئے تو میں نے اسے نقشہ کی کاپی فروخت کر دی ہے"...... ریزے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب وہ تیر کی طرح سیدھا ہو گیا تھا۔

" میں نے پوچھا ہے اس آدمی کا قدوقامت کیا تھا۔ درست بتانا"...... سارجنٹ نے کہا تو دوسری طرف سے ریزے نے جو تفصیل بتائی اسے سن کر سارجنٹ ایک بار پھر اچھل پڑا کیونکہ قدوقامت کے لحاظ سے یہ یقیناً عمران تھا۔

" اس کا حلیہ۔ کوئی خاص بات جس سے اسے پہچانا جا سکے"۔ سارجنٹ نے کہا تو ریزے نے اسے حلیے کی تفصیل بتا دی۔

" اس کے لباس کی تفصیل بھی بتا دو"...... سارجنٹ نے پوچھا تو یہ تفصیل بھی ریزے نے بتا دی۔

" وہ کس چیز پر آیا تھا"...... سارجنٹ نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

" کار پر آیا تھا۔ میں اسے کار تک واپس چھوڑنے گیا تھا۔ اس کا ایک ساتھی بھی تھا وہ شاید کار میں ہی بیٹھا رہا تھا۔ سفید رنگ کی چلے موتو کار تھی"...... ریزے نے کہا۔

" اس کا نمبر آپ نے دیکھا تھا"...... سارجنٹ نے پوچھا۔

" جی نہیں۔ البتہ ایک بات میں نے دیکھی تھی اور میں حیران ہوا تھا کہ یہ کار دارالحکومت کی کار سپلائی کرنے والی بہت بڑی کمپنی الیسٹر کی تھی۔ اس کا اسٹیکر عقبی شیشے کے کونے میں موجود تھا۔ میں نے خود دیکھا تھا۔ میں حیران اس لئے ہوا تھا کہ الیسٹر کمپنی تو صرف غیر ملکیوں کو کاریں کرائے پر دیتی ہے جبکہ یہ دونوں مقامی تھے"۔ ریزے نے جواب دیا۔

" اچھا۔ اب یہ بتا دیں کہ اس سٹور جس کا یہ نقشہ ہے، کا کوئی خفیہ راستہ ایسا بھی ہے جو حکومت کے علم میں نہ ہو یا اسے بند کر دیا گیا ہو"...... سارجنٹ نے کہا۔

" نہیں جناب۔ ایسا کوئی راستہ رکھا ہی نہیں گیا تھا۔ ایک ہی راستہ ہے"...... ریزے نے جواب دیا۔

" اچھا۔ آپ فون میرے آدمی کو دیں"...... سارجنٹ نے کہا۔

" یس باس"...... چند لمحوں بعد جانسن کی آواز سنائی دی۔

" اس سے نقشہ بنوالو اور اسے کچھ رقم دے دو اور پھر نقشہ مجھے پہنچا دو"...... سارجنٹ نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور سارجنٹ نے ہاتھ

بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ مائیک بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سارجنٹ بول رہا ہوں مائیک"...... سارجنٹ نے کہا۔

"یس باس حکم"...... مائیک نے کہا۔

"عمران کا کچھ پتہ چلا"...... سارجنٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ ابھی تک تو کہیں سے کوئی اطلاع نہیں ملی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"حالانکہ وہ نہ صرف یہاں موجود ہے بلکہ باقاعدہ حرکت میں بھی ہے"...... سارجنٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ باس۔ لیکن مجھے تو کوئی اطلاع نہیں ملی"...... مائیک نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دراصل کوتاہی ہم سے ہوئی ہے کہ ہم نے صرف ایئرپورٹ پر توجہ دی اور بڑے بڑے ہوٹلوں پر۔ وہ شاید کسی اور ذریعے سے گیتا پہنچا ہے۔ بہرحال وہ مقامی میک اپ میں ہے۔ میں نے اس کے چند شواہد معلوم کئے ہیں۔ تم فوراً ان شواہد کی بنیاد پر اسے تلاش کرو"...... سارجنٹ نے کہا۔

"یس باس۔ بتایئے"...... مائیک نے مستعدانہ لہجے میں کہا اور

سارجنٹ نے اسے ریمزے کا بتایا ہوا حلیہ اور لباس کی تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں ابھی اس کی ہدایات دے دیتا ہوں"۔ مائیک نے کہا۔

"اور سنو۔ عمران کا ایک اور ساتھی بھی ہے وہ بھی مقامی میک اپ میں ہی ہے۔ ان کے پاس سفید رنگ کی بلیے موتو گاڑی ہے جو انہوں نے الیسٹر کمپنی سے کرائے پر لی ہوئی ہے۔ تم خود الیسٹر کمپنی جاؤ اور وہاں سے معلومات حاصل کرو لیکن خیال رکھنا وہ لوگ اسے اطلاع نہ دے دیں ورنہ وہ پھر غائب ہو جائے گا"...... سارجنٹ نے کہا۔

"یس باس۔ میں خیال رکھوں گا"...... مائیک نے کہا۔

"تم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ سمجھے۔ کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس سے وہ مشکوک ہو جائیں اور پھر فوری مجھے رپورٹ دینی ہے"...... سارجنٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اسے جانسن کا انتظار تھا۔ وہ اب خود اس سٹور کے نقشے کی تفصیلات دیکھنا چاہتا تھا تاکہ اندازہ ہو سکے کہ آخر عمران نے یہ نقشہ کیوں خریدا ہے۔ گو ریمزے نے اسے بتایا تھا کہ سٹور کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے لیکن یہ بات ظاہر ہے عمران نے بھی ریمزے سے پوچھی ہو گی اور نقشہ بھی دیکھا ہو گا۔ اس کے باوجود اس نے اسے خریدا ہے تو لازماً اس میں کوئی ایسی بات ہو گی جس سے وہ فائدہ اٹھا

سکتا ہو اور وہ اب یہی بات دیکھنا چاہتا تھا۔ ویسے اسے یقین تھا کہ اب جلد ہی عمران کو بھی ٹریس کر لیا جائے گا۔ اس کے بعد اسے دو روز تک مزید روکنا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا اس لئے وہ اب پہلے کی نسبت زیادہ مطمئن تھا۔

عمران ایک کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے میز پر ایک نقشہ موجود تھا اور عمران اس پر جھکا ہوا تھا جبکہ ٹائیگر باہر موجود تھا۔ عمران اور ٹائیگر کو گینا آئے ہوئے آج دوسرا روز تھا۔ عمران اور ٹائیگر پہلے گریٹ لینڈ گئے تھے اور پھر وہاں سے یہاں اسٹارم کے دارالحکومت گینا آئے تھے۔ عمران نے دانستہ اپنا اور ٹائیگر دونوں کا سپیشل میک اپ کیا تھا۔ یہ میک اپ عمران کی اپنی ایجاد تھا اور اسے کوئی بھی مخصوص کیمرہ چیک نہ کر سکتا تھا اور نہ ہی وہ میک اپ واش ہو سکتا تھا۔ عمران کے ذہن میں چونکہ خدشہ تھا کہ پالینڈ سیکرٹ سروس گینا میں انہیں چیک کر رہی ہو گی اس لئے اس نے یہ میک اپ کیا تھا اور پھر ایئر پورٹ پر اس نے میک اپ چیک کرنے والے مخصوص کیمرے چیک کئے تو وہ بے اختیار مسکرا دیا تھا۔ یہ کوٹھی اس نے پاکیشیا سے ہی ایک آدمی کے ذریعے لے لی تھی اس

لئے ایئرپورٹ سے وہ سیدھے اس کوٹھی میں ہی پہنچے تھے۔ پاکیشیا میں ٹائیگر جس آدمی کو رانا ہاؤس لے آیا تھا اس سے انہیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس سٹور کا نقشہ چیف نقشہ نویس ریمزے نے تیار کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے پاکیشیا سے آنے سے پہلے ہی پارکر کی مدد سے اس ریمزے کے بارے میں معلومات اکٹھی کر لی تھیں اور پھر یہاں پہنچ کر وہ دارالحکومت سے دور ایک قصبے میں جہاں ریمزے رہتا تھا اس سے مل آئے تھے اور عمران اس سے نقشہ حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو گیا تھا اور یہی نقشہ اس وقت اس کے سامنے تھا اور وہ اس کو انتہائی غور سے دیکھ رہا تھا حالانکہ ریمزے نے اسے بتایا تھا اور اس نے خود بھی نقشہ دیکھا تھا۔ اس میں واقعی دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا لیکن عمران نے اس لئے اس سے نقشہ خرید لیا تھا کہ کہیں نہ کہیں کوئی کمزوری بہرحال وہ ڈھونڈ لے گا اور اب وہ اس کمزوری کو ہی تلاش کر رہا تھا۔ وہ اسے غور سے دیکھتے دیکھتے بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اچانک اس کی نظروں میں ایک ایسی لائن آ گئی تھی جو اس بات کی نشاندہی کرتی تھی کہ جس جگہ سٹور تعمیر کیا جا رہا ہے اس کے نیچے سے مین سیوریج لائن گزر رہی ہے اور نقشہ نویس نے احتیاطاً اس لائن پر ایک کونے میں اس کا ایک سپاٹ رکھ دیا تھا تاکہ اسے کسی بھی ایمرجنسی میں استعمال کیا جا سکے۔ عمران اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"ٹائیگر"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو باہر موجود ٹائیگر چند لمحوں بعد اندر آ گیا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے اندر آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سامان بازار سے لے آؤ۔ ہم نے ابھی آپریشن کرنا ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر میز پر پڑے ہوئے ایک سفید پیڈ کو اپنی طرف کھسکا کر اس نے اپنی جیب سے قلم نکالا اور پھر کاغذ پر تیزی سے سامان کی لسٹ بنانا شروع کر دی۔ پھر اس نے پیڈ سے کاغذ کھینچا اور ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"سیف سے رقم لے لو۔ کافی رقم خرچ ہو گی لیکن جس قدر جلدی ہو سکے واپس آنا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ پھر اس کی واپسی تقریباً ایک گھنٹے بعد ہوئی۔

"سامان مل گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ لیکن کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کیسے معلوم ہوا"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے ایک آدمی کو درخت کی سائیڈ پر دیکھا ہے۔ وہ پالینڈ کا باشندہ ہے اور وہی نگرانی کر رہا ہے۔ گو اس کا انداز بے حد محتاط ہے

لیکن بہرحال وہ نگرانی کر رہا ہے"...... ٹائیگر نے حتمی لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پالینڈ سیکرٹ سروس والوں نے آخرکار ہمیں ٹریس کر ہی لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے اٹھا لاؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ سائیڈ کوٹھی خالی ہے۔ ہم وہاں سے نکل جائیں گے۔ جلدی سامان سمیٹو۔ چلو"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر تیزی سے حرکت میں آ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سائیڈ کوٹھی میں موجود تھے۔ یہ کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے یہاں اپنا اور ٹائیگر کا دوبارہ میک اپ کیا۔ لباس بھی انہوں نے تبدیل کر لئے تھے اور پھر مخصوص سامان کا تھیلا ٹائیگر نے اٹھایا اور وہ سائیڈ گلی کا دروازہ کھول کر باہر آ گئے اور پھر اس طرح باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے جیسے وہ یہیں کے رہنے والے ہوں اور کسی کام سے کہیں جا رہے ہوں۔ اس کوٹھی کے سامنے سے گزرتے ہوئے عمران نے اس نگرانی کرنے والے کو بھی دیکھ لیا۔ وہ واقعی کوٹھی کی ہی نگرانی کر رہا تھا۔ پھر دونوں اس کے سامنے سے گزر کر باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ نگرانی کرنے والے نے ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر نظریں کوٹھی پر جما دیں۔ ابھی عمران اور ٹائیگر چند قدم ہی آگے گئے ہوں گے کہ ایک کار تیزی سے اس نگرانی کرنے والے کے قریب آ کر رکی اور پھر اس میں سے جو آدمی باہر نکلا عمران نے اسے دیکھ کر بے اختیار

ایک طویل سانس لیا کیونکہ وہ اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔ یہ سارجنٹ تھا۔ پالینڈ سیکرٹ سروس کا چیف ایجنٹ۔ انتہائی ذہین، تیز اور فعال ایجنٹ تھا۔

"تو اس بار سارجنٹ آیا ہے اس مشن پر۔ ویری گڈ"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"سارجنٹ۔ وہ کون ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"پالینڈ سیکرٹ سروس کا چیف ایجنٹ ہے"...... عمران نے کہا اور پھر جلد ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی تو عمران نے اسے ایک مارکیٹ کا نام بتایا اور وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ مارکیٹ پہنچ کر وہ دونوں ٹیکسی سے اترے اور پھر مارکیٹ کا ایک چکر لگا کر دوسری سڑک پر انہوں نے ایک اور خالی ٹیکسی پکڑی اور پھر وہ زنیزی روڈ پر ٹیکسی سے اتر گئے۔ زنیزی روڈ پر ہی وزارت تجارت کا چار منزلہ سیکرٹریٹ تھا جس کی سائیڈ پر سٹور علیحدہ بنا ہوا تھا۔

"تم یہیں رکو۔ میں اکیلا جاؤں گا کیونکہ یہاں بھی یقیناً سارجنٹ نے نگرانی کا جال پھیلا رکھا ہو گا"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ تھیلا عمران نے ٹیکسی سے اترتے ہی اس سے لے لیا تھا۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ واپس مڑا اور ایک روڈ سائیڈ کیفے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ظاہر ہے وہ اب ویسے تو سڑک پر کھڑا نہ ہو سکتا تھا جبکہ عمران سائیڈ روڈ سے آگے بڑھ گیا تھا۔ روڈ سائیڈ کیفے پر پہنچ کر ٹائیگر نے کافی منگوائی اور آہستہ آہستہ اسے سپ

کرنے لگا۔ ابھی اس نے کافی کی پیالی ختم بھی نہ کی تھی کہ اچانک دو
آدمی اس کے قریب آکر کھڑے ہو گئے۔
"سپیشل پولیس۔ خاموشی سے اٹھ کر ہمارے ساتھ آؤ"...... ان
میں سے ایک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے ہاتھ میں موجود سپیشل پولیس کا بیج کھول کر اسے دکھایا۔ وہ
واقعی سپیشل پولیس کا سرکاری بیج تھا۔ ٹائیگر خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا
کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسٹارم میں پولیس کو وسیع اختیارات
حاصل ہیں اور ویسے بھی اسے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہ تھی۔
"اجازت دیں تو میں کافی کے کپ کی پیمنٹ کر دوں"۔ ٹائیگر
نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
"ہاں۔ کر دو"...... ان میں سے ایک نے کہا تو ٹائیگر نے ویٹر کو
بلا کر اسے پیمنٹ کی اور ساتھ ہی ٹپ بھی دے دی۔
"چلیئے جناب"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اسے چند قدموں پر ہی
موجود ایک بڑی سی کار کی عقبی سیٹ پر بٹھا دیا گیا۔ دونوں آدمی اس
کی دونوں سائیڈوں پر بیٹھ گئے اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔
"مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے جناب"...... ٹائیگر نے کہا۔
"خاموش رہو۔ ہیڈ کوارٹر جا کر بات ہو گی"...... ایک نے سخت
لہجے میں کہا تو ٹائیگر خاموش ہو گیا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے مختلف
سڑکوں سے گزرنے کے بعد آخرکار ایک خاکی رنگ کی عمارت کے
گیٹ میں داخل ہو کر سائیڈ میں جا کر رک گئی۔

"نیچے آؤ۔ لیکن خیال رکھنا کسی قسم کی غلط حرکت کی تو دوسرا
سانس نہ لے سکو گے"...... اس آدمی نے کہا اور ٹائیگر خاموشی سے
نیچے اتر آیا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر سپیشل پولیس نے اسے
کیوں اس انداز میں گرفتار کیا ہے۔ پھر وہ اسے ایک کمرے میں لے
آئے۔ یہاں اس کا میک اپ چیک کیا گیا لیکن عمران کا کیا ہوا
مخصوص میک اپ واش نہ ہو سکا تو اسے ایک اور کمرے میں لے جا
کر راڈز والی کرسی پر بٹھا کر جکڑ دیا گیا البتہ میک اپ چیک کرنے
سے پہلے اس کی تلاشی لی گئی تھی اور اس کی جیبوں میں سے سارا
سامان نکال لیا گیا تھا۔ چند لمحوں بعد ایک افسر کمرے میں داخل ہوا
اور سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے لانے والے اس کے
عقب میں تھے۔ افسر نے بڑے غور سے ٹائیگر کو دیکھا۔
"کیا نام ہے تمہارا"...... افسر نے سرد لہجے میں ٹائیگر سے
مخاطب ہو کر کہا۔
"جیکب"...... ٹائیگر نے جواب دیا کیونکہ عمران نے جو نیا میک
اپ اس پر کیا تھا اس کے کاغذات بھی اس کی جیب میں تھے اور اس
میک اپ میں واقعی وہ جیکب تھا۔
"کیا کام کرتے ہو"...... افسر نے پوچھا۔
"سفری سیلز مین ہوں"...... ٹائیگر نے اطمینان سے جواب دیا۔
"کہاں رہتے ہو"...... افسر نے ایک بار پھر پوچھا اور ٹائیگر نے
کاغذات پر موجود مستقل سا پتہ بتا دیا۔

"سپیشل مارکیٹ سے تم نے جو سامان خریدا تھا وہ کہاں ہے"...... افسر نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔ لیکن اسی لمحے اسے خیال آگیا کہ کوٹھی پہنچ کر اس نے تو نیا میک اپ کیا تھا اور لباس بھی تبدیل کر لیا تھا۔ پھر ان لوگوں نے اسے کیسے پہچان لیا۔

"سامان۔ کیسا سامان"...... ٹائیگر نے چند لمحوں بعد چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہی سامان جس کی لسٹ تمہاری جیب سے ملی ہے"...... افسر نے جواب دیا۔

"میں نے سامان خریدا نہیں ہے۔ ابھی خریدنا ہے۔ ایک پارٹی نے آرڈر دیا تھا لیکن یہ سامان چونکہ میں نے آئندہ ہفتے سپلائی کرنا ہے اس لئے فی الحال میں نے اسے نہیں خریدا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو جیکب یا جو بھی تمہارا نام ہے تم نے میک اپ بھی تبدیل کر لیا ہے اور لباس بھی تبدیل کر لیا ہے لیکن تم نے جوتے تبدیل نہیں کئے اور یہی تمہاری غلطی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے تمہاری جیب سے نکلنے والے کاغذات کی رو سے وہ سب کچھ درست ہے اور تمہارا میک اپ بھی واش نہیں ہو سکا لیکن تمہارے جوتے وہی ہیں جنہیں پہن کر تم نے سپیشل مارکیٹ سے یہ سارا سامان خریدا ہے۔ تم سفید بلیے موتو کار میں تھے اور تم اس کار میں ہی رچ کالونی کی ایک کوٹھی میں گئے لیکن اس کے بعد تم باہر

نہیں آئے۔ ہم نے جب وہاں ریڈ کیا تو کوٹھی خالی تھی اور تم غائب تھے البتہ وہ کار وہاں موجود تھی۔ ہم نے تمہاری تلاش شروع کی تو تم یہاں روڈ سائیڈ کیفے میں بیٹھے نظر آ گئے۔ گو تمہارا حلیہ اور لباس مختلف تھا لیکن تمہارے جوتے وہی تھے اس لئے تمہیں یہاں لایا گیا ہے۔ جو سامان تم نے سپیشل مارکیٹ سے خریدا ہے وہ انتہائی خطرناک ہے۔ اس میں ایسے مخصوص ایٹم موجود ہیں جن کی مدد سے کسی بھی بڑی لیبارٹری کے حفاظتی سسٹم کو یکسر فیل بھی کیا جا سکتا تھا اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ ہم تمہارے ساتھ رعایت کریں گے ورنہ ہم ذہن کو چیک کرنے والی مشین کے ذریعے سب کچھ اگلوا لیں گے اور اس کے بعد تمہارا حشر عبرتناک ہو گا"...... افسر نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کیا یہ جوتے پورے گیٹنا میں صرف میں نے ہی پہنے ہوئے ہیں"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو پولیس افسر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ سپیشل مارکیٹ میں ہم نے خصوصی ریز تم پر فائر کی تھیں۔ ایسی ریز جو عام آنکھوں سے نظر نہیں آتیں البتہ مخصوص عینک سے ان ریز کو دور سے چیک کیا جا سکتا ہے۔ تم نے لباس تبدیل کر لیا۔ میک اپ بھی بدل لیا لیکن جوتے تبدیل نہیں کئے۔ چنانچہ ہم نے جوتوں پر موجود ریز چیک کر لیں اور اس طرح تم پکڑے گئے"...... افسر نے کہا۔

"اور اگر میں کہوں کہ یہ جوتے مجھے گلی میں پڑے ملے تھے مجھے پسند آگئے اور پھر یہ میرے ناپ کے بھی تھے اس لئے میں نے پہن لئے تو پھر"...... ٹائیگر نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ خاصے ذہین آدمی ہو۔ لیکن اگر تمہاری جیب سے اس سامان کی لسٹ نہ نکلتی تو شاید تمہاری بات تسلیم بھی کر لی جاتی کیونکہ تمہارا میک اپ واش نہیں ہو سکا لیکن اب ایسا نہیں ہے"...... افسر نے جواب دیا۔

"لیکن اگر میں نے سامان خریدا تھا تو تم مجھے وہیں پکڑ سکتے تھے۔ تم نے اتنا انتظار کیوں کیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس لئے کہ ہم تمہارے ساتھی کو پکڑنا چاہتے تھے جس کے لئے تم نے یہ سامان خریدا ہے"...... افسر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے واقعی یہ سامان خریدا تھا اور اسے سپلائی بھی کر دیا ہے"...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اس آدمی کے بارے میں بتا دو لیکن یہ سن لو کہ کوئی غلط بات منہ سے نہ نکالنا ورنہ پھر تمہیں پچھتانے کا بھی موقع نہ ملے گا"...... افسر نے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے پولیس سے غلط بیانی کرنے کی۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا اور نہ مجھ سے کوئی غیر قانونی مال برآمد ہوا ہے۔ میں تو الٹا تم سے تعاون کرنے کی غرض سے بتا رہا ہوں ورنہ شاید

کبھی نہ بتاتا"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ بتاؤ"...... افسر نے کہا۔

"اس کا نام گسٹاپو ہے۔ مونٹی سان نامی قصبے میں اس کا ہوٹل ہے جس کا نام بھی مونٹی سان ہوٹل ہے۔ اس نے مجھ سے یہ سامان منگوایا تھا"...... ٹائیگر نے ویسے ہی ایک قصبے کا نام جو اس نے ایک نقشے میں پڑھا تھا، بتاتے ہوئے کہا۔

"اس نے یہ مال کہاں وصول کیا تھا"...... افسر نے پوچھا۔

"وہاں۔ جہاں سے تم نے مجھے گرفتار کیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"لیکن اس کی رقم تو تمہاری جیب سے نہیں نکلی"...... افسر نے کہا۔ وہ واقعی خاصا ذہین آدمی تھا۔

"میں ایسے کاموں کا معاوضہ پیشگی لیا کرتا ہوں اور پہلے معاوضہ وصول کر کے ہی کام کیا کرتا ہوں۔ صرف اتنی رقم جیب میں رکھتا ہوں جس سے مال خریدنا ہو۔ زیادہ نہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں معلوم کراتا ہوں"...... افسر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان راڈز سے تو آزاد کر دو۔ میرا تو خون بھی جمنے لگ گیا ہے۔ بے شک میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دو لیکن ان راڈز سے میری جان چھڑا دو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اسے آزاد کر دو اور ہتھکڑی ڈال کر سپیشل روم میں بھجوا

"...." افسر نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔
اب کمرے میں وہی دو آدمی رہ گئے تھے جو اسے پکڑ کر ساتھ لائے تھے۔
ان میں سے ایک وہیں کھڑا رہا جبکہ دوسرا اس کے عقب میں گیا اور
چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ٹائیگر کے جسم کے گرد
جکڑے ہوئے انتہائی تنگ راڈز غائب ہو گئے تو ٹائیگر اٹھ کر کھڑا ہو
گیا۔

"چلو ادھر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور اپنے
دونوں ہاتھ عقب میں کر لو"...... اسی آدمی نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا
ہوا آگے بڑھا۔ وہ سامنے کھڑے آدمی کے عقب میں موجود دیوار کی
طرف بڑھ رہا تھا لیکن جیسے ہی وہ اس آدمی کے قریب پہنچا دوسرے
لمحے اس کا جسم بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور وہ آدمی چیختا ہوا
اچھل کر عقب میں آنے والے اپنے ساتھی سے پوری قوت سے ٹکرایا
اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ ٹائیگر تیزی سے آگے
بڑھا اور پھر اس کی دونوں ٹانگیں یکے بعد دیگرے اس تیزی سے
حرکت میں آئیں کہ جیسے اس کی ٹانگوں میں مشین فٹ ہو گئی ہو۔
چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں پولیس والے بے ہوش ہو چکے تھے۔ ٹائیگر
کو معلوم تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے اندر کی آوازیں باہر
نہیں جا سکتیں اس لئے وہ اطمینان سے اپنی کارروائی کرتا رہا۔ پھر اس
نے جھک کر ان کی تلاشی لی تو ان دونوں کی جیبوں سے اسے بھاری
ریوالور مل گئے۔ اس نے دونوں ریوالور نکال کر اپنی جیبوں میں

ڈالے اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ وہ اپنے قدموں چل
کر اور ہوش و حواس میں یہاں پہنچا تھا اس لئے اسے ساری سچوئیشن کا
بخوبی علم تھا اور پھر واقعی چند لمحوں بعد وہ بغیر کسی کی نظروں میں آئے
اس افسر کے آفس میں داخل ہو گیا جس نے اس سے پوچھ گچھ کی
تھی۔ وہ افسر آفس میں موجود نہیں تھا البتہ ملحقہ باتھ روم میں روشنی
ہو رہی تھی۔ ٹائیگر نے آفس کا دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر باتھ
روم کے دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا
اور وہی افسر جیسے ہی باہر آیا ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت
میں آیا اور اس کے ہاتھ میں موجود بھاری ریوالور کا دستہ افسر کے سر
پر پوری قوت سے پڑا تو وہ بے اختیار چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر
کی لات حرکت میں آئی اور دوسرے لمحے وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔
ٹائیگر نے ریوالور جیب میں ڈالا اور جھک کر اس نے اس افسر کو اٹھا
کر کاندھے پر لادا اور عقبی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے
معلوم تھا کہ اس طرف ریسٹ روم ہو گا۔ وہ اس ٹائپ کے آفسز کے
بارے میں بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ افسر کو اٹھائے وہ دروازے
میں داخل ہوا اور اس نے اسے فرش پر بچھے ہوئے قالین پر ڈالا اور پھر
وہاں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کھلتے ہی اس کی
آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں۔ اس میں دوسرے سامان کے ساتھ
ساتھ ماسک میک اپ باکس بھی موجود تھا۔ ٹائیگر نے مڑ کر ریسٹ
روم کا دروازہ بند کیا اور پھر اپنا لباس جوتوں سمیت اتار کر اس نے

اس افسر کا لباس اتارا۔ چونکہ افسر اس کے قد وقامت کا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ لباس اس کو پورا آجائے گا اور وہی ہوا۔ پھر اس نے اپنا لباس اس افسر کو پہنایا۔ الماری سے میک اپ باکس نکال کر اس نے اس میں سے ایک ایسا ماسک منتخب کیا جس کے ساتھ موجود بالوں والا حصہ اس افسر کے بالوں سے کافی ملتا جلتا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ اس افسر کے روپ میں تھا۔ اس نے افسر کی جیب کی تلاشی لی تو اس میں اس کے سرکاری کاغذات اور سپیشل پولیس کا بیج موجود تھا۔ افسر کا نام لیفٹیننٹ گراہم تھا۔ اس نے بیج اور کاغذات واپس جیب میں ڈالے اور پھر آفس میں سے ہوتا ہوا وہ باہر آگیا۔ اب وہ واقعی افسرانہ انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ ایک طرف ایک جیپ موجود تھی جس کے ساتھ ڈرائیور کھڑا تھا۔ وہ ٹائیگر کو دیکھ کر چونکا تھا اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہ لیفٹیننٹ گراہم کی جیپ اور اس کا ڈرائیور ہے۔ وہ اچھل کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تو ڈرائیور بھی جلدی سے اپنی مخصوص سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"زنیزی روڈ چلو" ...... ٹائیگر نے لیفٹیننٹ گراہم کی آواز بنانے کی پوری کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن ساتھ ہی وہ ہلکے سے کھانس پڑا تاکہ اگر ڈرائیور کو کوئی شک بھی پڑے تو وہ یہی سمجھے کہ اس کا گلا خراب ہو رہا ہے۔

"یس سر" ...... ڈرائیور نے مودبانہ لہجے میں کہا اور جیپ ایک جھٹکے سے روانہ ہو گئی اور پھر عمارت سے نکل کر وہ مختلف سڑکوں

سے گزرتی ہوئی زنیزی روڈ پر پہنچ گئی۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ سپیشل پولیس ہیڈ کوارٹر میں کسی بھی وقت ان بے ہوش افراد کو چیک کیا جا سکتا ہے اور پھر یہ جیپ بہرحال فوری طور پر سامنے آجائے گی لیکن اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ زنیزی روڈ پر جا کر اسے چھوڑ دے گا۔ زنیزی روڈ کے آغاز میں پہنچ کر ٹائیگر نے جیپ رکوائی اور پھر نیچے اتر آیا۔

"تم ہیڈ کوارٹر واپس جاؤ" ...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ...... ڈرائیور نے کہا اور جیپ آگے بڑھا دی کیونکہ ادھر ون وے تھا۔ جب جیپ کافی فاصلے پر چلی گئی تو ٹائیگر تیزی سے ایک سائیڈ گلی کی طرف بڑھا۔ اس نے گلی میں داخل ہو کر دیکھا تو وہ گلی آگے سے بند تھی اور اس میں کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم موجود تھے۔ ٹائیگر نے ان بڑے ڈرموں کی آڑ لے کر سب سے پہلے اپنا ماسک اتارا اور اسے ایک ڈرم میں پھینک دیا۔ اس نے کوٹ اتار کر اس کے اندر موجود سامان سمیت اسے بھی ایک ڈرم میں اچھال دیا۔ اب وہ صرف پینٹ اور شرٹ میں تھا اور یہ دونوں عام سی تھیں۔ صرف کوٹ پر مخصوص نشانات موجود تھے۔ سرکاری ریوالور بھی کوٹ کی جیب میں تھا اور اس نے انہیں نکالنے کی کوشش نہ کی تھی۔ وہ کسی قسم کی کوئی سرکاری چیز اپنے پاس نہ رکھنا چاہتا تھا البتہ اس نے ماسک میک اپ باکس میں سے ایک اور ماسک نکال کر اپنی پینٹ کی جیب میں رکھ لیا تھا اس لئے اس نے وہ ماسک نکالا اور اسے اپنے

چہرے پر چڑھا لیا۔ پھر اس نے اندازے سے اسے دونوں ہاتھوں سے
تھپتھپانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ ہٹائے اور پھر
اطمینان سے چلتا ہوا واپس سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے یقین تھا
کہ اب اسے آسانی سے نہ پہچانا جا سکے گا کیونکہ وہ ربڑ والے جوتے
بہر حال پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہی چھوڑ آیا تھا لیکن اب اس کے ذہن
میں ایک اور مسئلہ شدت سے ابھر آیا تھا کہ اب وہ عمران کو کہاں
اور کیسے تلاش کرے کیونکہ کوٹھی سے وہ جن حالات میں نکلے تھے
اس کے بعد عمران کا اس کوٹھی میں واپس جانے کا کوئی سکوپ نہ تھا
اور اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ عمران یہ سامان کا تھیلا لے کر سٹور کی
طرف گیا تھا۔ اس کا کام ہو سکا یا نہیں۔ یہ سب باتیں سوچتا ہوا وہ
سڑک پر پہنچ گیا۔ اب اس کے قدم دوبارہ اس روڈ سائیڈ کیفے کی طرف
بڑھ رہے تھے جہاں سے اسے ایک لحاظ سے گرفتار کر کے پولیس
ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا تھا۔ وہاں ہر چیز ویسے ہی معمول پر تھی۔ ٹائیگر
اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے کافی منگوا لی۔ اب
کافی پینے کے ساتھ ساتھ وہ عمران کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ابھی
اس نے کافی کی پیالی ختم کی ہی تھی کہ اچانک اسے یوں محسوس ہوا
جیسے اس کا ذہن کسی لٹو کی طرح گھومنے لگ گیا ہو۔ اس نے سر کو
جھٹکے دے کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن بے سود اور
پھر اس کے ہوش و حواس جیسے کسی تاریک دلدل میں ڈوبتے چلے گئے۔

سارجنٹ کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔
جس کار کے متعلق نقشہ نویس نے بتایا تھا اس بارے میں ایسٹر
کمپنی سے معلومات مل گئی تھیں کہ یہ کار رچ کالونی کی کوٹھی نمبر
اٹھارہ کے ساتھ منسلک ہے۔ اس اطلاع پر سارجنٹ سیدھا رچ
کالونی پہنچا۔ وہاں اس کا ایک آدمی کوٹھی کی نگرانی میں مصروف تھا۔
سارجنٹ نے پہلے کوٹھی کے اندر بے ہوش کرنے والی گیس فائر
کروائی اور پھر وہ عقبی طرف سے جب کوٹھی میں داخل ہوئے تو
انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ وہ
سفید چلے موتو کار باہر گیراج میں موجود تھی اور کوٹھی کی اندرونی
حالت بتا رہی تھی کہ وہاں لوگ رہتے رہے ہیں اور پھر سارجنٹ نے
چند ہی لمحوں بعد سراغ لگا لیا کہ کوٹھی میں موجود افراد سائیڈ کی خالی
کوٹھی میں درمیانی دیوار سے کود کر گئے ہیں اور پھر اس کی دوسری

سائیڈ گلی میں موجود دروازہ کھول کر وہ باہر نکل گئے ہیں۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی نے نگرانی چیک کر لی تھی لیکن اب وہ ایک بار پھر گھپ اندھیرے میں تھا کیونکہ سفید ہلے موتو کار اب کوٹھی کے اندر موجود تھی جس کی وجہ سے انہوں نے اس کوٹھی کا سراغ لگایا تھا اور ظاہر ہے اب عمران ہوشیار ہو چکا ہو گا اس لئے اب اس کا سراغ لگانا بے حد مشکل رہے گا۔ وہاں سے واپس اوریگا ہوٹل کے اس کمرے میں آگیا تھا اور یہاں پہنچ کر اسے یہی رپورٹ ملی تھی کہ اب تک سٹور کے گرد یا وزارت تجارت سیکرٹریٹ کے گرد کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا تو حقیقت یہی ہے کہ وہ قدرے مایوس ہو گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ عمران یہاں موجود ہے تو وہ ہر صورت میں اپنا مشن مکمل کرے گا کیونکہ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا لیکن عمران کی کوئی سرگرمی اسے نظر نہ آرہی تھی۔ ہر چیز معمول پر تھی۔ اس کا وہ آدمی جو سیکرٹریٹ کے اندر ایک گارڈ کی جگہ لے چکا تھا وہ بھی مسلسل اوکے کی رپورٹ دے رہا تھا۔ جانسن جو نقشہ اس نقشہ نویس سے لے کر آیا تھا اس نے اسے بھی بڑے غور سے دیکھا تھا لیکن اس میں بھی کوئی خفیہ راستہ تو ایک طرف کوئی معمولی سی کمزوری بھی اسے نہ نظر آسکی تھی۔ وہ اسی سوچ میں گم تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... سارجنٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"راجر بول رہا ہوں باس۔ ایک مشکوک آدمی کو چیک کیا گیا ہے۔ اس کا قدوقامت عمران سے ملتا جلتا ہے لیکن بہرحال وہ میک اپ میں نہیں ہے۔ مقامی آدمی ہے"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو سارجنٹ بے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں ہے وہ اور کیسے مشکوک محسوس ہوا ہے"...... سارجنٹ نے چونک کر پوچھا۔

"جناب وہ سٹور کے تقریباً عقب میں ایک بند گلی میں موجود کوڑے کے ڈرم کے پیچھے چھپا ہوا تھا اور پھر وہ کوڑے کے ڈرم کے پیچھے سے نکل کر بڑے مشکوک انداز میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا باہر گلی میں آیا۔ اس کے بعد وہ سائیڈ گلی سے ہو کر زبیری روڈ کی طرف بڑھ گیا لیکن وہ مسلسل اس انداز میں سٹور کو دیکھتا رہا جیسے وہ اس میں داخل ہونے کا کوئی راستہ تلاش کر رہا ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اب وہ کہاں ہے"...... سارجنٹ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"جناب۔ اب وہ روڈ سائیڈ کیفے کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا ہے جیسے اسے کسی کا انتظار ہو"...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس پر تھری ایکس فائر کرو اور پھر اسے اٹھا کر پوائنٹ تھری پر پہنچا دو۔ ہاں اسے سپیشل راڈز والی کرسی میں جکڑ دینا۔ اس کی چیکنگ ضروری ہے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"جیسے ہی وہ پوائنٹ تھری پہنچے مجھے اطلاع دینا"...... سارجنٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ یقیناً عمران ہوگا۔ میک اپ چیک نہ ہونے کے باوجود میری چھٹی حس کہہ رہی کہ یہ عمران ہی ہو گا"...... سارجنٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سارجنٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... سارجنٹ نے تیز اور اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"راجر بول رہا ہوں باس۔ حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ وہ مشکوک آدمی ڈارک روم میں پہنچ چکا ہے"...... دوسری طرف سے راجر کی آواز سنائی دی۔

"کوئی پرابلم"...... سارجنٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نو سر۔ تھری ایکس کے بعد ہم نے اسے ہسپتال پہنچانے کے بہانے گاڑی میں ڈالا اور پوائنٹ تھری کے ڈارک روم میں پہنچا دیا"...... راجر نے جواب دیا۔

"اوکے میں آ رہا ہوں"...... سارجنٹ نے کہا اور اس کے ساتھ

ہی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فوراً ہی دوبارہ گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... سارجنٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیری بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے اس کے آدمی ہیری کی آواز سنائی دی۔ چونکہ وہ پالینڈ سے اپنا پورا سیکشن لے کر آیا تھا تاکہ سارے شہر میں عمران اور اس کے ساتھی کو تلاش کیا جا سکے۔

"کیا بات ہے ہیری"...... سارجنٹ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ سپیشل پولیس نے عمران کے ساتھی کو ٹریس کر لیا ہے اور وہ اس وقت سپیشل پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہے"...... دوسری طرف سے ہیری نے کہا تو سارجنٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

"سپیشل پولیس ہیڈ کوارٹر میں کیوں۔ اور تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے"...... سارجنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ سپیشل پولیس ہیڈ کوارٹر میں کام کرنے والا ایک لیفٹیننٹ گارنر میرا دوست ہے۔ وہ کسی کام سے ہیڈ کوارٹر سے باہر سنٹرل کلب آیا تو میں بھی وہیں موجود تھا۔ اتفاق سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے اسے جام پینے کی دعوت دے دی اور گارنر نے بتایا کہ ابھی انہوں نے رچ کالونی کی ایک کوٹھی نمبر اٹھارہ پر چھاپہ مارا ہے۔ وہاں ایک مشکوک آدمی سفید بلے موتو کار میں پہنچا تھا لیکن کوٹھی

خالی تھی البتہ کار وہاں موجود تھی۔ میں سفید چلے موتو کار اور رچ کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ کی بابت سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ ہم نے بھی وہاں ریڈ کیا تھا۔ میں نے اس سے مزید پوچھا تو اس نے بتایا کہ سپیشل پولیس نے اپنے مخصوص حربوں کی مدد سے اس مشکوک آدمی کو زنیزی روڈ کے ایک روڈ سائیڈ کیفے سے گرفتار کر لیا اور اب وہ پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ میرے تفصیل پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ مشکوک آدمی مارکیٹ سے انتہائی خطرناک سامان خرید رہا تھا اس لئے سپیشل پولیس نے اس کے جسم اور لباس پر نظر نہ آنے والی مخصوص ریز فائر کر دیں تاکہ بعد میں اسے آسانی سے ٹریس کیا جا سکے۔ وہ اس آدمی کو پکڑنا چاہتے تھے جس کے لئے اس نے یہ سامان خریدا تھا۔ وہ مشکوک آدمی سفید چلے موتو کار میں رچ کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں پہنچا تو سپیشل پولیس نے وہاں ریڈ کیا لیکن کوٹھی خالی تھی۔ پھر ریز کی مدد سے چیکنگ کی گئی تو وہ آدمی روڈ سائیڈ کیفے کی کرسی پر کافی پیتا ہوا پایا گیا۔ اس نے میک اپ کر رکھا تھا اور لباس بھی تبدیل کر لیا تھا۔ لیکن اس کے جوتے وہی تھے۔ ان پر ریز موجود تھیں۔ چنانچہ اسے گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لایا گیا ہے اور اب لیفٹیننٹ گراہم اس سے پوچھ گچھ کر رہا ہے"...... ہیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کب کی بات ہے۔ میرا مطلب ہے اس آدمی کو کب گرفتار کیا گیا ہے"...... سارجنٹ نے پوچھا۔

"تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے پہلے باس"...... ہیری نے جواب دیا۔

"اب تم کہاں سے بول رہے ہو"...... سارجنٹ نے پوچھا۔

"اس سنٹرل کلب سے باس۔ گارنر واپس ہیڈ کوارٹر چلا گیا تو میں نے آپ کو کال کی ہے"...... ہیری نے جواب دیا۔

"تم کسی طرح گارنر سے معلوم کرو کہ اس آدمی سے کیا معلوم ہوا ہے۔ پھر مجھے پوائنٹ تھری کے آفس کے فون پر فوری اطلاع دو۔ میں اب وہیں جا رہا ہوں"...... سارجنٹ نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور سارجنٹ نے رسیور رکھا اور ایک بار پھر اٹھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران سائیڈ گلی سے نکل کر تیزی سے روڈ پر آیا اور اس نے ٹائیگر
کو تلاش کرنے کے لئے ادھر ادھر دیکھا لیکن ٹائیگر اسے کہیں نظر نہ آ
رہا تھا۔

"یہ کہاں چلا گیا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر
سڑک کراس کر کے وہ ایک طرف بنے ہوئے روڈ سائیڈ کیفے کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ اسے بہرحال ٹائیگر کا انتظار کرنا تھا تاکہ وہ اس کے
ساتھ کسی اور ٹھکانے کا رخ کرے کیونکہ اب رچ کالونی کی کوٹھی
میں جانا تو سراسر حماقت تھی۔ وہ روڈ سائیڈ کیفے کی کرسی پر بیٹھا اور
اس نے ویٹر کو کافی لانے کا کہہ دیا۔ چند لمحوں بعد کافی سرو کر دی گئی
اور عمران اطمینان سے کافی سپ کرنے لگا۔ ابھی اس نے کافی کی
پیالی پوری طرح خالی نہ کی تھی کہ اچانک اسے اپنے عقب میں سے
ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی چیز سپرے کی جا رہی ہو لیکن اسے نہ ہی

کسی قسم کی خوشبو آئی تھی اور نہ ہی بو۔ عمران نے تیزی سے گردن
موڑی تو اس نے ایک پالینڈی باشندے کو عقب میں کھڑے دیکھا
تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی سپرے مشین موجود تھی اور اس
مشین پر عمران کی صرف ایک نظر پڑی اور اس کے ساتھ ہی عمران
کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس نے آنکھیں بند کیں
اور اس کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا تو اس آدمی نے تیزی سے آگے بڑھ کر
اسے سنبھال لیا اور پھر ایک اور آدمی آ گیا۔ چند لمحوں بعد اسے ایک
کار کی عقبی سیٹ پر لٹا دیا گیا۔ عمران نے سنا تھا کہ لوگوں کو بتایا جا
رہا تھا کہ وہ اسے ہسپتال لے جا رہے ہیں۔ اس پر کوئی دورہ پڑ گیا
ہے۔ بولنے والے کا لہجہ پالینڈ کے باشندوں جیسا تھا اس لئے عمران
خاموش پڑا رہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سارجنٹ کے آدمیوں نے کسی نہ
کسی انداز میں اسے پہچان لیا ہے یا پھر اسے مشکوک سمجھ کر چیکنگ
کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ کار کافی دیر تک چلنے کے بعد ایک جھٹکے
سے رک گئی اور پھر کار کا عقبی دروازہ کھلا اور عمران کو گھسیٹ کر
ایک بار پھر کاندھے پر لاد لیا گیا۔ عمران آنکھوں میں موجود جھری سے
سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ یہ کوئی چھوٹی سی کوٹھی نما عمارت تھی۔ پھر اسے
لے جانے والا سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک
کافی بڑا کمرہ تھا۔ اس آدمی نے اسے ایک کرسی پر ڈالا جبکہ اس سے
آگے چلنے والے دوسرے آدمی نے دروازے کے ساتھ موجود سوئچ
پینل میں کوئی بٹن پریس کیا تو کرسی میں سے راڈز نمودار ہوئے اور

عمران کا جسم ان راڈز میں جکڑا گیا۔ اس کے بعد وہ دونوں واپس چلے گئے اور اس بڑے سے کمرے کا دروازہ بند ہو گیا۔ عمران چونکہ پہلے سے ہی دو ایسے کیپسول کھا چکا تھا جن کی وجہ سے اس پر آئندہ چوبیس گھنٹوں تک بے ہوش کر دینے والی کوئی گیس یا دوا اثر نہیں کر سکتی تھی اس لئے عمران شروع سے آخر تک ہوش میں ہی رہا تھا۔ دروازہ بند ہوتے ہی عمران نے آنکھیں کھولیں اور نظریں گھما کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ٹارچنگ کے سامان کے ساتھ ساتھ جدید ترین میک اپ واشر بھی موجود تھے۔ اسے دراصل ٹائیگر کی طرف سے فکر تھی کیونکہ ٹائیگر یہاں موجود نہ تھا لیکن بہرحال اتنا تو اسے یقین تھا کہ ٹائیگر اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد بند دروازے کی دوسری طرف قدموں کی آواز سنائی دی تو عمران نے دوبارہ آنکھیں بند کیں اور اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا لیکن آنکھوں میں موجود معمولی سی جھری سے وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور عمران دل ہی دل میں بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اندر آنے والا واقعی پالینڈ سیکرٹ سروس کا چیف ایجنٹ سارجنٹ تھا۔ اس کے پیچھے دو آدمی تھے۔

"اس کا میک اپ واش کرو۔ سپیشل لائن واشر استعمال کرو۔" سارجنٹ نے کہا تو اس کے پیچھے آنے والوں میں سے ایک آدمی تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود ٹرالی کی طرف بڑھا جس میں انتہائی جدید

میک اپ واشر موجود تھا۔ اسے سپیشل لائن میک اپ واشر کہا جاتا تھا۔ اس آدمی نے ٹرالی دھکیل کر عمران کے قریب کی اور پھر اس نے واشر کا کنٹوپ عمران کے سر اور چہرے کے گرد چڑھا کر اس کے کلپ لگانے شروع کر دیئے۔ کلپ لگا کر اس نے ٹرالی پر موجود مشین کے بٹن آن کرنے شروع کر دیئے اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے چہرے کو کسی تیز چاقو سے باقاعدہ چھیلا جا رہا ہو لیکن وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اس سپیشل لائن میک اپ واشر سے بھی اس کا میک اپ بہرحال صاف نہیں ہو سکتا۔ تھوڑی دیر بعد مشین بند کر دی گئی اور پھر اس کے چہرے اور سر سے کنٹوپ ہٹا دیا گیا۔

"اوہ۔ یہ تو اسی شکل میں ہے۔ کیا مطلب۔ اس کا قدوقامت تو واقعی عمران جیسا ہے لیکن"...... سارجنٹ نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"باس۔ واقعی یہ میک اپ میں نہیں ہے"...... ایک آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ پھر اسے گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو اور کیا ہو سکتا ہے"...... سارجنٹ کی قدرے مایوسانہ آواز سنائی دی اور عمران نے آنکھوں کی جھری سے دیکھا تو سارجنٹ واپس جانے کے لئے مڑ رہا تھا۔

"ارے ارے مہمان کی یہ عزت کی جاتی ہے تمہارے ہاں"۔ اچانک عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے

آنکھیں کھول دیں تو سارجنٹ اس طرح اچھل کر مڑا جیسے اس کے جسم میں لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ دوڑ گیا ہو جبکہ اس کے دونوں ساتھی بھی بے اختیار اچھل پڑے۔

"تم۔ تم عمران لیکن تمہارا میک اپ کیوں واش نہیں ہوا"۔ سارجنٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جہاں سائنسی ترقی فیل ہو جائے وہاں عقلمند لوگ واپس نیچر کی طرف لوٹ جاتے ہیں اس لئے اگر تم سے میرا میک اپ واش نہیں ہو سکا تو اس سائنسی آلات کی جائے سادہ پانی استعمال کرتے۔ پھر دیکھتے نیچر کے کارنامے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ راجر سادہ پانی لاؤ"...... سارجنٹ نے ایک آدمی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اب یہ بتاؤ کہ تمہیں آخر اس انداز کی میزبانی کی کیا سوجھی۔ اگر تمہارے اس تکلیف وہ میک اپ واشر کی وجہ سے مجھے ہوش نہ آتا تو تم نے مجھے بے ہوشی کے عالم میں ہی عالم بالا پہنچا دینا تھا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن سارجنٹ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد راجر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کی دو بوتلیں اور ایک تولیہ موجود تھا۔ اس نے ایک بوتل کھول کر اس کا پانی عمران کے چہرے پر ڈالا اور پھر دوسری بوتل بھی اس نے خالی کر دی۔ اس کے بعد اس نے عمران کا چہرہ تولیے سے اچھی طرح رگڑا تو عمران کی اصل شکل سامنے آگئی۔

"اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہیں میری شکل اتنی پسند ہے تو میں میک اپ ہی نہ کرتا"...... عمران نے راجر کے پیچھے ہٹتے ہی مسکرا کر کہا۔

"دیکھو عمران۔ مجھے معلوم ہے کہ تم یہاں کیوں موجود ہو اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم ریزبے نامی نقشہ نویس سے اس سٹور کے نقشے کی کاپی بھی لے آئے ہو۔ پھر تمہیں سٹور کے عقب میں مشکوک حالت میں چیک کر لیا گیا اور پھر تم اچانک بول پڑے اور جس آسانی سے تمہیں میرے آدمی اغوا کر لائے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تم خود ایسا چاہتے تھے اس لئے تم مجھے صاف صاف بتا دو کہ کیا تم نے پاکیشیا کے ریٹس تبدیل کر دیئے ہیں یا نہیں"...... سارجنٹ نے کہا۔

"پاکیشیا کے ریٹس۔ کیا مطلب۔ کیا یہاں پاکیشیا کی بولی لگ رہی ہے۔ پاکیشیا کو خریدا یا فروخت کیا جا رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ٹیکسٹائل تھریڈ بال سودے کی بات کر رہا ہوں جس کے ٹینڈر کل کھلنے ہیں"...... سارجنٹ نے کہا تو عمران اس طرح چونک پڑا جیسے سارجنٹ نے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کل کھلنے ہیں۔ لیکن آج تو پندرہ تاریخ ہے۔ ٹینڈر تو اٹھارہ تاریخ کو کھلنے ہیں"...... عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حکومت اسٹارم نے تاریخ تبدیل کر دی ہے۔ چونکہ تمام ملکوں کے ٹینڈر پہنچ چکے ہیں اور انہیں اس دھاگے کی فوری ضرورت ہے اس لئے انہوں نے تاریخ اٹھارہ کی بجائے سولہ کر دی ہے اور تمام ٹینڈر دینے والے ملکوں کے تجارتی اتاشیوں کو اس بارے میں مطلع کر دیا گیا ہے"...... سارجنٹ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر یکلخت مایوسی کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ پھر تو یہ کام نہیں ہو سکتا۔ اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا تو میں چیف سیکرٹری اسٹارم سے فون پر بات کر کے اسے تاریخ نہ بدلنے دیتا لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت تو آفس بھی بند ہو چکے ہیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرے سامنے اداکاری کی ضرورت نہیں ہے۔ سچ سچ بتاؤ کہ کیا تم سٹور میں داخل ہو کر ٹینڈر تبدیل کر چکے ہو یا نہیں"۔ سارجنٹ نے کہا۔

"تم نے سٹور دیکھا ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... سارجنٹ نے جواب دیا۔

"اس کے اندرونی اور بیرونی انتظامات کے بارے میں بھی تمہیں علم ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... سارجنٹ نے پہلے کی طرح مختصر سا جواب دیا۔

"اس کے باوجود تم پوچھ رہے ہو۔ سوری سارجنٹ میرے پاس

مافوق الفطرت طاقتیں نہیں ہیں اور نہ ہی سلیمانی ٹوپی میرے پاس ہے۔ میں نے اس سٹور کا تعمیراتی نقشہ بنانے والے کو بھی ڈھونڈ لیا تھا اور اس سے نقشہ بھی حاصل کر لیا تھا لیکن کوئی دوسرا راستہ ہی نہ تھا اور انتظامات تو تم جانتے ہی ہو اور ایسے کام ہنگامہ کر کے نہیں ہوا کرتے۔ اس کے باوجود میں اس سٹور کو چیک کرنے آیا تھا کہ شاید کوئی کمزوری سامنے آ جائے لیکن کافی دیر تک چیکنگ کے باوجود کوئی راستہ، کوئی طریقہ یا کوئی کمزوری سامنے نہیں آئی لیکن چونکہ ابھی دو روز پڑے تھے اس لئے مجھے امید تھی کہ میں بہرحال کوئی نہ کوئی طریقہ سوچ ہی لوں گا لیکن اب تم نے یہ بتا کر کہ کل ٹینڈر کھل رہے ہیں میری ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سائیڈ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سارجنٹ نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... سارجنٹ نے تیز آواز میں کہا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی بات سنتا رہا۔ عمران تک دوسری طرف سے آنے والی آواز نہ پہنچ رہی تھی اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے بھی تھری ایکس کے ذریعے بے ہوش کر کے پوائنٹ تھری پر بھجوا دو"...... سارجنٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا تم حلف دیتے ہو کہ تم سٹور میں داخل نہیں ہوئے"۔ سارجنٹ نے رسیور رکھ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو سارجنٹ اس کے باوجود اس قسم کی فضول باتیں کر رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں اس قسم کی فضولیات کا قائل نہیں ہوں۔ تم میری بات پر اعتبار کرتے ہو تو ٹھیک۔ نہیں کرتے تو تب بھی مجھے فرق نہیں پڑے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"مجھے یقین تو آگیا ہے لیکن کیا تم اس بات کا حلف دو گے کہ تم آج رات کو کوئی واردات نہیں کرو گے"...... سارجنٹ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے سارجنٹ۔ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم لوگوں کو یہی تربیت دی جاتی ہے کہ ہم آخری لمحے تک جدوجہد جاری رکھیں اور ابھی تو پوری رات درمیان میں پڑی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مجھے تمہیں طویل بے ہوشی کا انجکشن لگانا ہو گا"...... سارجنٹ نے کہا۔

"تم یہیں بیٹھ کر مجھ سے ساری رات باتیں کرتے رہو۔ رات بھی گزر جائے گی اور تمہارا کام بھی ہو جائے گا۔ ویسے کیا تم بتاؤ گے کہ تم نے مجھے مشکوک کیسے سمجھ لیا"...... عمران نے کہا۔

"مجھے تمہارے اور تمہارے ساتھی کے بارے میں سب کچھ

معلوم ہے"...... سارجنٹ نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ساتھی۔ کیا مطلب۔ یہ میرا ساتھی کہاں سے آگیا"...... عمران نے کہا تو سارجنٹ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ابھی تمہارا ساتھی یہاں پہنچ رہا ہے۔ پھر تم اسے خود ہی دیکھ لینا"...... سارجنٹ نے کہا۔

"اوہ۔ تو تم نے اسے بھی پکڑ لیا ہے لیکن وہ تو مجھ سے پہلے ہی غائب تھا۔ میں اسی کو تلاش کر رہا تھا"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا ساتھی سپیشل پولیس کے ہاتھ لگ گیا تھا۔ وہ اسے اس روڈ سائیڈ کیفے سے ہی اٹھا کر لے گئے تھے لیکن تمہارے ساتھی نے وہاں کام دکھایا اور وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گیا اور ایک بار پھر وہیں آ بیٹھا جہاں سے گرفتار ہوا تھا۔ میرے آدمیوں نے اسے چیک کر لیا اور میں نے اسے یہاں منگوا لیا ہے"...... سارجنٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن سپیشل پولیس کو اس سے کیا مطلب تھا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے سپیشل مارکیٹ سے کوئی ایسا سامان خریدا تھا جو سپیشل پولیس کی نظروں میں خطرناک تھا۔ انہوں نے اس پر نظر نہ آنے والی ریز فائر کیں۔ وہ اسی سفید بلے موتو کار میں تھا جس میں تم اس کے ساتھ نقشہ نویس ریمزے کے پاس گئے تھے۔ پھر رچ کالونی

کی کوٹھی نمبر اٹھارہ سپیشل پولیس نے چیک کر لی لیکن انہوں نے وہاں ریڈ کیا تو وہ کوٹھی خالی پڑی تھی۔ اس کے بعد شہر میں اس کی تلاشی شروع ہو گئی۔ اس نے اپنا میک اپ اور لباس تبدیل کر لیا تھا لیکن جوتے تبدیل نہیں کئے تھے۔ اسی وجہ سے وہ چیک ہو گیا اور اسے پکڑ کر سپیشل پولیس ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اب بھی وہ جوتوں کی وجہ سے ہی چیک ہوا ہے۔ اس نے لیفٹیننٹ گراہم کی پینٹ شرٹ اور جوتے پہنے ہوئے تھے۔ پینٹ اور شرٹ تو عام سی تھی لیکن اس کے جوتے مخصوص تھے۔ وہ میرے آدمیوں نے چیک کر لئے۔ میں نے اسے یہاں اسی لئے منگوا لیا ہے کہ اگر وہ اس بار سپیشل پولیس کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ لوگ اس کا برا حشر کرتے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"اس نے وہاں کوئی قتل و غارت بھی کی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ صرف تین افراد کو بے ہوش کیا تھا۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... سارجنٹ نے چونک کر پوچھا۔

"بس ویسے ہی پوچھ رہا ہوں"...... عمران نے اسے ٹالتے ہوئے جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر ایک بے ہوش آدمی لدا ہوا تھا۔

"اسے بھی ساتھ والی کرسی پر بٹھا کر راڈز میں جکڑ دو"۔ سارجنٹ

نے کہا۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔

"اب اس کا چہرہ بھی سادہ پانی سے صاف کرو"...... سارجنٹ نے دوسرا حکم دیا اور پھر اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

"اسے اینٹی گیس سنگھا دو۔ بہرحال یہ عمران کا ساتھی ہے"۔ سارجنٹ نے کہا تو چند لمحوں بعد ٹائیگر کو ہوش آ گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو عمران کو اصل شکل میں راڈز میں جکڑا ہوا دیکھ کر چونک پڑا۔

"وہ سامان جو تم سپیشل مارکیٹ سے لائے تھے وہ کہاں ہے"۔ عمران نے اس کے بولنے سے پہلے ہی ٹائیگر سے مخاطب ہو کر سوالیہ لہجے میں کہا تو سارجنٹ بے اختیار چونک پڑا۔

"میری نگرانی ہو رہی تھی اس لئے میں نے اسے ایک جگہ محفوظ کر دیا ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے باس"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جگہ کا تو مجھے علم نہیں ہے البتہ ہم پالینڈ سیکرٹ سروس کے چیف ایجنٹ سارجنٹ کے مہمان ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ سامان تم نے کہاں رکھا ہے"...... اس بار سارجنٹ نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کون سا سامان"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہی جو تم نے سپیشل مارکیٹ سے خریدا تھا اور جس کی وجہ

سے سپیشل پولیس تمہارے پیچھے لگی تھی"...... سارجنٹ نے کہا۔

"سپیشل پولیس بھی مجھ سے یہی پوچھتی رہی تھی"...... ٹائیگر نے مختصر سا جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا مطلب"...... سارجنٹ نے عمران کو ہنستے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا نام ٹائیگر ہے سارجنٹ اور یہ میرا شاگرد ہے۔ مجھے۔ اس کا مطلب تھا کہ سپیشل پولیس بھی اس سے یہی پوچھتی رہی تھی جس کی وجہ سے اسے وہاں سے نکلنا پڑا اور اب تم پوچھ رہے ہو تو اسے یہاں سے بھی نکلنا پڑے گا"...... عمران نے خود ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"چلو تم بتا دو کہ سامان کی تفصیل کیا ہے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"میری جیب میں لسٹ موجود تھی۔ وہ اب سپیشل پولیس کے پاس ہے۔ اس سے معلوم کر لو۔ ویسے اس میں کوئی خاص چیز نہیں تھی"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اب بے شک تفصیل بتا دو۔ اس سامان سے ویسے بھی ہم کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"تو تم نے یہ سامان سٹور میں داخل ہونے کے لئے منگوایا تھا"۔ سارجنٹ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال تھا کہ کوئی نہ کوئی راستہ مل جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"راجر"...... یکلخت سارجنٹ نے ساتھ کھڑے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... راجر نے کہا۔

"عمران اور ٹائیگر کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دو۔ اب اس کے بعد اور کوئی صورت نہیں ہے ورنہ یہ لازماً یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کریں گے اور میں نہیں چاہتا کہ یہ دونوں اس چکر میں مارے جائیں"...... سارجنٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... راجر نے کہا اور مڑ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"تو تمہاری طرف سے یہی اچھی میزبانی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجبوری ہے عمران۔ کل جب تک ٹینڈر کھل کر اعلان نہیں ہو جاتا تمہارا یہاں رہنا بہرحال ہمارے حق میں ضروری ہے ورنہ تم سے کوئی بعید نہیں کہ تم بہرحال آخری لمحے تک کوشش کرتے رہو اور کسی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... سارجنٹ نے کہا۔ اسی لمحے راجر ایک انجکشن اٹھائے ہوئے واپس مڑا۔ اس نے سوئی پر سے کیپ ہٹائی اور ٹائیگر کے بازو میں سوئی گھونپ دی۔ سرنج میں بھرا ہوا آدھا محلول ٹائیگر کے جسم میں اتار کر اس نے سوئی کھینچی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے یہی کارروائی عمران کے ساتھ دوہرائی اور چند لمحوں بعد

ٹائیگر اور عمران دونوں کے جسم ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔

"انہیں اسی طرح راڈز میں جکڑا رہنے دو۔ اس کے باوجود تم نے چوکنا ہو کر پہرہ بھی دینا ہے"...... سارجنٹ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی باہر چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔ جیسے ہی دروازہ بند ہوا عمران نے مسکراتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ وہ چونکہ پہلے ہی کیپسول کھا چکا تھا اس لئے اس پر نہ گیس اثر کر رہی تھی اور نہ ہی کوئی سیال۔ البتہ ٹائیگر بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران نے چند لمحے تک انتظار کیا اور پھر اس کے دائیں بازو کی انگلیاں مڑ کر کلائی کی طرف بڑھیں۔ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد اس کے ہاتھ میں ایک چپٹی اور پتلی سی خاکی رنگ کی پتری موجود تھی۔ اس نے پتری کا ایک کونا انگلیوں کی مدد سے موڑا تو پتری کے سرے پر جیسے روشنی سی چمکنے لگی اور عمران نے چمکنے والا سرا جیسے ہی راڈ کے ساتھ لگایا کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر اٹھ کر اس نے پتری کا چمکنے والا سرا ٹائیگر کی کرسی پر موجود راڈز سے لگایا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ٹائیگر کے جسم کے گرد راڈز بھی غائب ہو گئے۔ عمران نے پتری کا کونہ دوبارہ سیدھا کیا اور پھر پتری کو واپس جیب میں ڈال کر وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ مڑا تو اس کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی لمبی گردن والی شیشی موجود تھی۔

اس نے شیشی کا ڈھکن کھولا اور شیشی کا دہانہ ٹائیگر کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور ڈھکن لگا کر اس نے شیشی واپس الماری میں رکھ دی۔ اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کے ساتھ موجود سوئچ پینل پر موجود مخصوص بٹن آف کر دیئے تاکہ سارجنٹ اس چکر میں رہے کہ انہوں نے کرسیوں میں جکڑے ہونے کے باوجود بٹن آف کر دیئے ہیں کیونکہ عمران نہیں چاہتا تھا کہ وہ کسی اور پوائنٹ پر سوچے۔ پھر وہ ٹائیگر کی طرف مڑا۔ ٹائیگر کے جسم میں حرکت کے تاثرات ابھر آئے تھے اور چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اور اس کا جسم سمٹنے لگا۔

"ٹائیگر آواز نہ نکالنا"...... عمران نے آہستہ سے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔ پھر اس نے اپنے جسم کو دیکھا اور اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس نے زبان نہ کھولی اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہم نے یہاں سے اس انداز میں نکلنا ہے کہ قتل و غارت نہ ہو"...... عمران نے آہستہ سے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سارجنٹ واپس اوریگا ہوٹل کے اس کمرے میں پہنچ چکا تھا جہاں اس نے اپنا عارضی آفس بنایا ہوا تھا۔ اب اس کی پوری توجہ سٹور کے انتظامات کی طرف تھی۔ عمران نے اسے جو کچھ بتایا تھا اس لحاظ سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ عمران کوئی کام دکھانے میں کامیاب نہیں ہو سکا لیکن اس کے باوجود سارجنٹ کی چھٹی حس مسلسل خطرے کا سائرن بجا رہی تھی۔ اسے بار بار یہی احساس ہو رہا تھا کہ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی گڑبڑ بہرحال موجود ہے لیکن اس سٹور کے تمام انتظامات اسی طرح مکمل اور فول پروف تھے۔ اس کے آدمیوں نے تمام اطلاعات اسے مہیا کر دی تھیں کہ نہ کوئی سٹور میں داخل ہوا ہے اور نہ ہی سٹور میں کسی قسم کی کوئی گڑبڑ ہوئی ہے کیونکہ سٹور میں انسان تو انسان اگر کوئی مکھی بھی داخل ہو جائے تب بھی خودکار سائرن بج اٹھتے تھے لیکن سارجنٹ جانتا تھا کہ کسی طرح وہ

کنفرم ہو سکے کہ پاکیشیا کے ریٹس تبدیل تو نہیں ہوئے لیکن اس کنفرمیشن کا کوئی طریقہ اسے نظر آ رہا تھا کیونکہ سٹور میں کوئی داخل ہی نہ ہو سکتا تھا۔ وہ کمرے میں بیٹھا یہی سب باتیں سوچ رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سارجنٹ نے تیزی سے مڑ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... سارجنٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈیوڈ بول رہا ہوں باس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی تو سارجنٹ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ڈیوڈ سٹور کے ان گارڈز میں سے ایک کی جگہ لئے ہوئے تھا جو سٹور کی بیرونی حفاظت پر تھے۔

"اوہ۔ ڈیوڈ تم۔ کیسے کال کی ہے"...... سارجنٹ نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ ٹینڈرز کی چیکنگ ہو رہی ہے اور میں بھی ساتھ ہی سٹور کے اندر جا رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ آپ سے پوچھ لوں کہ کوئی خاص کام، جو میں نے کرنا ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سارجنٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کون کر رہا ہے چیکنگ"...... سارجنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وزارت کا کوئی بڑا افسر آ رہا ہے فائنل چیکنگ کے لئے۔ ساتھ چار مسلح گارڈز ہوں گے"...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھے کال کر لیا۔ سنو۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔ تم نے خاص طور پر پاکیشیا کے ٹینڈر کو چیک کرنا ہے کہ اسے تبدیل تو نہیں کیا گیا"...... سارجنٹ نے کہا۔

"لیکن باس۔ میں کیسے چیک کروں گا کہ اسے تبدیل کیا گیا ہے یا نہیں"۔ مجھے تفصیل سے سمجھائیں"...... دوسری طرف سے ڈیوڈ نے کہا۔

"بڑا آسان طریقہ ہے۔ اس پر موجود مہریں اور سیلیں وغیرہ تم نے غور سے دیکھنی ہیں۔ خاص طور پر اسٹارم حکومت کی وصولی کی مہر کو کیونکہ اپنی مہریں تو لگائی جا سکتی ہیں لیکن وصولی کی مہر اور اس پر تاریخ وہی پرانی ہونی چاہئے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"یس باس۔ اب میں چیک کر لوں گا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"اگر انہیں لفافوں سے نکال کر جمع کیا جائے تو پھر تم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ پاکیشیا کے ٹینڈر میں پہلے آئیٹم کے ریٹس کیا ہیں اور بس"...... سارجنٹ نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ڈیوڈ نے کہا۔

"مجھے بعد میں فوراً کال کر کے رپورٹ دینا"...... سارجنٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سارجنٹ نے لپک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... سارجنٹ نے تیز لہجے میں

کہا۔

"ڈیوڈ بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے"...... سارجنٹ نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ تمام ملکوں کے لفافے کھول کر ان میں موجود ریٹس کو لفافوں سمیت فائلوں میں لگایا گیا ہے اور پھر یہ سب فائلیں اکٹھی کر کے ایک الماری میں رکھ دی گئی ہیں اور اس الماری کو اس بڑے افسر نے سیل کر دیا ہے۔ اب یہ الماری کل کھلے گی اور اس سے فائلیں نکال کر اجلاس روم میں لے جائی جائیں گی جہاں ریٹس کا اعلان ہو گا اور پھر کامیاب ہونے والے ملک کے بارے میں بتایا جائے گا اور چیف سیکرٹری صاحب خود اس سودے کے بارے میں اعلان کریں گے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"کیا تم نے پاکیشیا کے ریٹس دیکھے ہیں"...... سارجنٹ نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔ میں نے خاص طور پر کوشش کی ہے۔ ویسے پہلے آئیٹم کا ریٹ ہی دیکھ سکا ہوں کیونکہ اس افسر نے ریٹس چیک نہیں کئے تھے"...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"کیا ریٹ ہے۔ جلدی بتاؤ لیکن درست بتانا"...... سارجنٹ نے کہا تو ڈیوڈ نے دوسری طرف سے ریٹ بتا دیا اور سارجنٹ کے

منہ سے بے اختیار اطمینان بھری آواز نکل گئی کیونکہ اسے کافرستان
اور پالینڈ دونوں کے پہلے آئیٹم کے ریٹ معلوم تھے۔ پالینڈ تو پالینڈ
کافرستان کے ریٹس بھی پاکیشیا کے ریٹس سے کم تھے۔

"گڈ۔ تم نے میرے سر سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا ہے۔ ویری
گڈ۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ صبح تک کوئی بھی گڑبڑ ہو تو مجھے
تم نے اطلاع ضرور دینی ہے۔ اب تمہاری ڈیوٹی صبح تک ہے
ناں"...... سارجنٹ نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... سارجنٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
رسیور رکھ دیا لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی پھر بج اٹھی تو اس نے ایک
بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... سارجنٹ نے کہا۔

"رابرٹ بول رہا ہوں سارجنٹ"...... دوسری طرف سے باس
کی آواز سنائی دی تو سارجنٹ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ باس آپ"...... سارجنٹ نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ٹینڈر کھلنے کی تاریخ کم کر
دی گئی ہے اور کل ٹینڈر کھل رہے ہیں جبکہ تم نے ابھی تک کوئی
رپورٹ نہیں دی عمران کے سلسلے میں"...... دوسری طرف سے
پالینڈ سیکرٹ سروس کے چیف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ عمران اور اس کے ایک ساتھی کو ہم نے گرفتار کر لیا

ہے اور اس وقت وہ ہمارے ایک اڈے میں بے ہوش پڑے ہیں۔
طویل بے ہوشی کے انجکشن انہیں لگا دیئے گئے ہیں۔ انہیں کل اس
وقت تک بے ہوش رکھا جائے گا جب تک ٹینڈر کا باقاعدہ سرکاری
اعلان نہیں ہو جاتا۔ ویسے عمران نے اپنے طور پر سٹور میں داخل
ہونے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکا تھا"۔
سارجنٹ نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران کام کر رہا ہے۔ مجھے پوری
تفصیل بتاؤ"...... رابرٹ نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا تو
سارجنٹ نے شروع سے لے کر اب ڈیوڈ کی طرف سے اطلاع ملنے
تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"ہونہہ۔ پھر تو یہ بات طے ہو چکی ہے کہ کل یہ سودا پالینڈ کے
حق میں ہو جائے گا"...... رابرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... سارجنٹ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ گڈ لک"...... رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو سارجنٹ نے بھی اطمینان کا سانس لیتے ہوئے
رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا لیکن ابھی اسے
رسیور رکھے کچھ ہی دیر ہوئی ہو گی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج
اٹھی اور سارجنٹ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... سارجنٹ نے کہا۔

"راجر بول رہا ہوں باس۔ پوائنٹ تھری سے"...... دوسری

طرف سے راجر کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا۔ تمہارے لہجے میں پریشانی ہے"...... سارجنٹ نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ عمران اور اس کا ساتھی فرار ہو گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سارجنٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

"فرار ہو گئے ہیں۔ وہ کیسے۔ وہ تو بے ہوش تھے"...... سارجنٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ کے سامنے میں نے انہیں انجکشن لگائے تھے اس لئے ہم سب مطمئن تھے پھر اچانک میں آفس میں بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو گیا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں نے چیکنگ کی ہے۔ پوائنٹ تھری کے سب افراد اسی طرح اچانک بے ہوش ہو گئے تھے جبکہ عمران اور اس کا ساتھی غائب ہیں۔ باقاعدہ سوئچ بورڈ کے بٹن آف ہیں"...... راجر نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ بے ہوشی کے عالم میں اور راڈز میں جکڑے ہونے کے باوجود بٹن آف کر کے رہا بھی ہو جائیں اور خود ہی ہوش میں بھی آجائیں۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ ضرور پوائنٹ تھری پر کوئی غدار موجود ہے"...... سارجنٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ میرے علاوہ آسکر اور جیکب ہیں پوائنٹ تھری پر اور یہ دونوں بہرحال انتہائی قابل اعتماد آدمی ہیں"...... راجر نے کہا۔

"ہاں۔ ہیں تو قابل اعتماد لیکن پھر یہ سب کیسے ہو گیا"۔ سارجنٹ نے کہا۔

"باس۔ میری تو اپنی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا"...... راجر نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے بہرحال ان کی تلاشی جاری رکھو۔ کل اعلان ہونے تک وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں"...... سارجنٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں عمران کا فقرہ بار بار گونج رہا تھا کہ وہ آخری لمحے تک جدوجہد کرنے کا قائل ہے لیکن ظاہر ہے وہ فوری طور پر سوائے صبر کے اور کیا کر سکتا تھا۔

ٹائیگر رین بو کالونی کی ایک کوٹھی کے ایک کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ وہ رات کو پاینٹڈ سیکرٹ سروس کے اڈے سے فرار ہوئے تھے اور عمران نے اس اڈے کے فون سے ہی کسی کو کال کر کے اس کوٹھی کا بندوبست کیا تھا جبکہ اڈے کے تمام افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران کے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول موجود تھے جن کے ذریعے اس نے وہاں گیس پھیلائی اور پھر اڈے پر موجود تین افراد کو بے ہوش کر کے وہ اطمینان سے وہاں کمروں میں گھومتے پھرتے رہے۔ عمران اور ٹائیگر نے وہیں لباس بھی تبدیل کئے اور نیا میک اپ بھی کر لیا۔ اس کے بعد جب کوٹھی کا انتظام ہو گیا تو عمران ٹائیگر سمیت وہاں سے نکلا اور وہ دونوں سیدھے اس کوٹھی میں پہنچ گئے۔ ٹائیگر کے پوچھنے پر عمران نے بتایا کہ وہ سامان کے باوجود سٹور میں داخل نہیں ہو سکا تھا

کیونکہ گٹر کا وہ دہانہ جو اس سٹور میں کھلتا تھا اسے بھی اس انداز میں سیل کر دیا گیا تھا کہ اسے کسی صورت کھولا نہ جا سکتا تھا اور اگر زبردستی کھولا جاتا تو ظاہر ہے سائرن بج اٹھتے اور پھر وہ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ وہ دانستہ سارجنٹ کے آدمیوں کے ساتھ اس کے اڈے پر گیا تھا تاکہ سارجنٹ اور اس کے ساتھیوں کی تسلی ہو جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے مقابلے میں ناکام رہی ہے ورنہ وہ اسے مزید کام نہ کرنے دیتے۔ پھر عمران اسے آرام کرنے کا کہہ کر خود کوٹھی سے چلا گیا تھا اور اب صبح کے نو بج گئے تھے لیکن ابھی تک عمران کی واپسی نہ ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اسے اب بے چینی سی محسوس ہو رہی تھی۔ ابھی وہ یہ سب کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے کہ اچانک اسے پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر چونک کر تیزی سے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے عمران کو برآمدے سے اوپر آتے دیکھا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"ارے کیا ہوا۔ کیا رات بھر مچھر کاٹتے رہے ہیں تمہیں"۔ عمران نے اس کا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی وجہ سے پریشان تھا باس"...... ٹائیگر نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیوں۔ بھوک زیادہ لگ گئی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"باس۔ مجھے مشن کی فکر تھی۔ آپ نے خود ہی تو بتایا تھا کہ سٹور میں داخل ہونے کا کوئی راستہ، کوئی طریقہ نہیں ہے اور آج بہرحال ٹینڈر کھلنے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو کیا ہوا۔ سٹور میں داخل ہوئے بغیر بھی تو مشن مکمل کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس۔ وہ کس طرح"...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کوشش جاری ہے۔ اگر کامیاب ہو گئی تو واہ واہ۔ ورنہ پھر ہائے ہائے۔ آج گیارہ بجے ٹینڈر کھلنے ہیں اور میں نے پاکیشیائی سفارت خانے کے ذریعے پاسز کا انتظام کر لیا ہے اور ہم اس خصوصی اجلاس میں شریک ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم اصل شکلوں میں جائیں گے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں"...... عمران نے جواب دیا۔

"باس۔ وہ سارجنٹ اور اس کے آدمی ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ ساری رات کوشش کرتے رہے ہیں۔ اب وہ کیا کر لیں گے۔ ویسے سارجنٹ اور اس کے آدمی دونوں نکمے لوگ ہیں۔ کم از کم کرسیوں پر ہمیں جکڑنے سے پہلے ہماری تلاشی تو لے لیتے۔ اگر وہ ایسا کر لیتے تو اب بھی ہم ان کے ہی مہمان ہوتے"...... عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم ایسا کرو کہ میک اپ وغیرہ صاف کر کے اور غسل وغیرہ کر کے تیار ہو جاؤ۔ میں ذرا کچھ دیر آرام کر لوں پھر میں بھی تیار ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد ٹینڈرز کا رزلٹ معلوم کرنے چلیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ عمران کے اطمینان اور سکون کو دیکھتے ہوئے سمجھ گیا تھا کہ عمران اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہے ورنہ وہ کسی صورت بھی اس اجلاس میں شریک نہ ہوتا لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ عمران نے آخر کیا چکر چلایا ہے اور ظاہر ہے عمران ابھی بتانے کے موڈ میں نہ تھا اور ٹائیگر جانتا تھا کہ جب تک عمران خود کچھ نہ بتائے اس سے کچھ پوچھنا سوائے حماقت کے اور کچھ نہیں ہے اس لئے وہ خاموش رہا تھا۔ بہرحال اسے دلی طور پر اطمینان ہو گیا تھا کہ اب یہ سودا بہرحال پاکیشیا کے حق میں ہو جائے گا۔

سارجنٹ نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے پوری رات سٹور کی نگرانی کرتے میں گزار دی تھی۔ اس کے ساتھی سٹور کے چاروں طرف پچھلی عمارتوں میں اس جگہ موجود تھے جہاں سے وہ مسلسل سٹور اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو نائٹ ٹیلی سکوپس کی مدد سے چیک کرتے رہے تھے جبکہ ڈیوڈ جو اندر ڈیوٹی پر موجود تھا اس سے بھی سارجنٹ کا مسلسل رابطہ رہا تھا اور اسے ڈیوڈ نے ہی بتایا تھا کہ صبح آٹھ بجے سٹور میں سے فائلیں نکال کر چیف سیکرٹری تک پہنچا دی جائیں گی اور پھر گیارہ بجے اجلاس تک یہ فائلیں چیف سیکرٹری کی تحویل میں رہیں گی اور سودے کا اعلان بھی چیف سیکرٹری نے ہی کرنا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہ ہو سکا تھا لیکن اب اسے ان کی زیادہ فکر نہ تھی کیونکہ اب وہ چاہیں بھی تو کچھ نہ کر سکتے تھے۔ اس وقت نو بجنے والے تھے اور اسے ڈیوڈ کی طرف سے آخری رپورٹ کا انتظار تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی

اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... سارجنٹ نے کہا۔

"ڈیوڈ بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"باس۔ سٹور سے فائلیں نکال کر چیف سیکرٹری تک پہنچا دی گئی ہیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"کیا تم بھی ساتھ تھے یا نہیں"...... سارجنٹ نے پوچھا۔

"میں ساتھ رہا تھا باس۔ میرے سامنے اسی افسر نے الماری کی سیل کھولی۔ فائلیں نکال کر ایک بیگ میں رکھیں اور بیگ سیل کر دیا اور پھر وہ بیگ لے کر وہاں سے سیدھا چیف سیکرٹری صاحب کے آفس پہنچا۔ میں بھی بطور گارڈ پیچھے گاڑی میں تھا۔ چیف سیکرٹری کے آفس پہنچ کر اس افسر نے وہ سیل شدہ بیگ چیف سیکرٹری کی تحویل میں دیا۔ ان سے کاپی پر دستخط لئے اور اس کے بعد وہ واپس آ گیا اور مجھے بھی فارغ کر دیا گیا اور اب میں فارغ ہو کر آپ کو کال کر رہا ہوں"...... ڈیوڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ ٹھیک ہے۔ اب تم آرام کرو"...... سارجنٹ نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... دوسری طرف سے چیف آف سیکرٹ سروس پالینڈ

رابرٹ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سارجنٹ بول رہا ہوں باس گیتا سے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"ہاں۔ کیا ہوا"...... دوسری طرف سے رابرٹ نے چونک کر پوچھا تو سارجنٹ نے اب تک ہونے والے تمام واقعات کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ عمران اور اس کا ساتھی کیسے نکل گئے"...... باس نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ بات ابھی تک تو میری سمجھ میں نہیں آئی۔ بہرحال میں اس کی بعد میں تحقیقات کروں گا۔ فی الحال چونکہ اس کا وقت اور موقع نہ تھا اس لئے میں نے اس پر توجہ نہیں دی البتہ میں عمران اور اس کے ساتھی کی طرف سے پوری طرح محتاط اور چوکنا ضرور رہا ہوں"۔ سارجنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری رپورٹ بتا رہی ہے کہ اس بار عمران کا داؤ نہیں چل سکا"...... رابرٹ نے کہا۔

"یس باس۔ اب یہ بات حتمی ہو چکی ہے"...... سارجنٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ کہیں تو یہ شیطان ناکام ہوا۔ چیف سیکرٹری تک وہ نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اسٹارم کے چیف سیکرٹری اپنی ایمانداری اور بے لچک اصول پسندی کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ہیں"۔ رابرٹ نے کہا۔

"یس باس۔ اسی لئے تو مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ ڈیوڈ نے جو پہلا سیٹ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس سے میں پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا اور اب اس کے سامنے وہ الماری کھولی گئی، فائلیں بیگ میں رکھی گئیں، انہیں سیل کیا گیا اور پھر جب انہیں چیف سیکرٹری تک پہنچایا گیا تو اس وقت بھی ڈیوڈ ساتھ ساتھ رہا ہے"۔ سارجنٹ نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ اس کے باوجود نجانے کیا بات ہے کہ اس شیطان کے بارے میں یقین نہیں آتا کہ وہ ناکام رہا ہو گا۔ بہرحال اب تو کوئی زیادہ وقت نہیں رہا۔ سب کچھ سامنے آ جائے گا"۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

"باس۔ میں اس تجارتی اجلاس میں خود شامل ہونا چاہتا ہوں۔ آپ پالینڈ کے سفیر صاحب سے کہہ کر میرے اور راجر کے پاس کا بندوبست کرا دیں"...... سارجنٹ نے کہا۔

"ہاں۔ تمہارا یہ حق ہے۔ تم نے اس پر کام کیا ہے۔ اب آخری فیصلہ بھی تمہارے سامنے ہی ہونا چاہئے۔ میں سفیر صاحب کو کہہ دیتا ہوں تم دس منٹ بعد انہیں فون کر لینا۔ بندوبست ہو جائے گا"...... رابرٹ نے کہا۔

"اوکے باس۔ تھینک یو"...... سارجنٹ نے کہا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب انتہائی مسرت بھرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران اور ٹائیگر نے کار وزارت تجارت سیکرٹریٹ کی وسیع پارکنگ میں روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ وہ دونوں اپنی اصل شکلوں میں تھے اور ان دونوں نے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ ابھی انہوں نے پارکنگ بوائے سے پارکنگ کارڈ لیا ہی تھا کہ ایک سیاہ رنگ کی کار ان کے قریب آکر رکی اور عمران جیسے ہی مڑا اس نے کار میں سے سارجنٹ کو نیچے اترتے ہوئے دیکھا۔

" ارے واہ۔ ہمارے میزبان بھی تشریف لے آئے ہیں "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سارجنٹ بے اختیار چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔

" اور تم بھی شاید اجلاس میں شریک ہونے آئے ہو۔ ویسے تم بتا سکو گے کہ میرے آدمیوں میں سے کون تمہارا ساتھی تھا"۔ سارجنٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" میرا ساتھی تو میرے ساتھ ہے۔ ٹائیگر اس کا نام ہے۔ جہاں تک تمہارے آدمیوں کا تعلق ہے معاف کرنا ابھی وہ اس قابل نہیں ہوئے کہ میرے ساتھی بن سکیں۔ انہیں ابھی اتنی بھی تربیت نہیں دی گئی کہ جب کسی بے ہوش آدمی کو اٹھا کر لایا جائے اور پھر اسے راڈز میں جکڑا جائے تو پہلے اس کی تلاشی لی جاتی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن تمہیں تو میرے سامنے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگایا گیا تھا۔ پھر تم خود بخود کیسے ہوش میں گئے"۔ سارجنٹ نے کہا۔ وہ اب اس آفس کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں بین الاقوامی ٹینڈرز کھلتے تھے۔ راجر خاموشی سے ان کے پیچھے آ رہا تھا البتہ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا جبکہ ٹائیگر کے چہرے پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ موجود تھی۔

" مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ تم اور تمہارے آدمیوں نے لامحالہ سٹور کے گرد پکٹنگ کر رکھی ہو گی اور تم مجھے بے ہوش کر کے ہی کہیں لے جاؤ گے اس لئے میں نے پیشگی دو کیپسول اپنے معدے میں اتار لئے تھے جن کے اثرات کی وجہ سے بے ہوشی کی گیس یا انجکشن وغیرہ اثر نہیں کیا کرتے"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ جب تمہیں روڈ سائیڈ کیفے سے اٹھایا گیا تھا اس وقت بھی تم ہوش میں تھے۔ تو کیا تم جان بوجھ کر

گرفتار ہوئے تھے۔ کیوں"...... سارجنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تاکہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو یقین آجائے کہ ہم بے چارے سیدھے سادھے لوگ ہیں۔ ایک پسماندہ ملک کے رہنے والے جہاں سے تم جب چاہو اور جو چیز چاہو اڑا لو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا تم اس اجلاس میں شرکت کرو گے"...... سارجنٹ نے اچانک رک کر کہا۔

" ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری کامیابی پر تمہیں مبارکباد دے سکوں۔ پالینڈ نے واقعی تھریڈ بال کے اس سودے کے حصول پر بڑی محنت کی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سارجنٹ کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

" عمران۔ مجھے صاف صاف بتا دو کہ تم نے کوئی چکر تو نہیں چلایا۔ اگر چلایا ہے تو کیسے"...... سارجنٹ نے کہا۔

" ارے ارے۔ کیسا چکر۔ تم خواہ مخواہ وہم میں پڑ گئے ہو۔ ویسے میں نے کوشش ضرور کی تھی لیکن یہ ضروری تو نہیں کہ ہر کوشش کامیابی سے ہمکنار ہو سکے البتہ اس بات پر ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ چاہے تو انسانی کوششوں کو شرف کامیابی بخش دے"...... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے اجلاس روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں مسلح گارڈز موجود تھے۔ عمران نے

اپنا اور ٹائیگر کا کارڈ انہیں دیا تو انہوں نے اس پر مہر لگائی اور کارڈ انہیں واپس دے کر دروازہ کھول دیا اور وہ دونوں اس وسیع و عریض ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال میں ٹینڈرز میں حصہ لینے والے ممالک کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظامات کئے گئے تھے اور ہر ملک کے پورشن کے ساتھ اس ملک کا جھنڈا بھی لہرا رہا تھا۔ پاکیشیا کے تجارتی اتاشی نوازش علی شاہ صاحب اپنے ملک کی یہاں نمائندگی کر رہے تھے۔ عمران سفیر کی مدد سے تجارتی اتاشی سے فون پر بات کر چکا تھا اس لئے وہ سیدھا تجارتی اتاشی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے"۔ عمران نے قریب جا کر بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو تجارتی اتاشی صاحب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو وہ آپ ہیں۔ مجھے سفیر صاحب نے بتایا ہے کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور آپ چیف کے نمائندہ خصوصی ہیں اور چیف کے اختیارات پاکیشیا کے صدر صاحب سے بھی زیادہ ہیں"...... ادھیڑ عمر تجارتی اتاشی نے کھڑے ہو کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" جی ہاں۔ چیف کے اختیارات واقعی ایسے ہی ہیں لیکن میں تو کرائے کا سپاہی ہوں البتہ جب چیف صاحب کا موڈ آجائے تو وہ اپنے اختیارات مجھے عارضی طور پر سونپ دیتا ہے اور اس وقت بھی ایسا ہی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ مصافحہ کر کے

تجارتی اتاشی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"لیکن اس تجارتی سودے میں سیکرٹ سروس کا کیا دخل ہو سکتا ہے۔ یہ تو خالصتاً تجارتی سودا ہے"...... تجارتی اتاشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ یہ بتائیں کہ اگر ٹیکسٹائل دھاگے میرا مطلب ہے ٹیکسٹائل تھریڈ بال کا یہ سودا پاکیشیا کو مل جائے تو پاکیشیا کو کتنا فائدہ ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کروڑوں ڈالر کا فائدہ ہو گا عمران صاحب اور ملکی معیشت پر بھی اس کے انتہائی خوشگوار اثرات پڑیں گے۔ یہ بہت بڑا سودا ہے"۔ نوازش علی نے کہا۔

"پھر آپ نے اس سلسلے میں کیا کوشش کی ہے"...... عمران نے کہا تو نوازش علی بے اختیار چونک پڑا۔

"کوشش۔ کیا مطلب۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔ بطور تجارتی اتاشی میں نے سفارت خانے کے ذریعے اس سودے کی تفصیلات بروقت حکومت پاکیشیا تک پہنچا دیں۔ اب ریٹس اور ٹینڈر بنانا تو ان کا کام ہے اور وہ سیل بند آتا ہے اور ٹینڈر آ چکا ہے۔ اب اس کا اعلان ہو گا۔ اگر ہمارے ریٹس کم ہوئے تو سودا ہمیں مل جائے گا ورنہ نہیں"۔ نوازش علی نے جواب دیا۔

"ویسے عام طور پر ریٹس کس کے کم ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کافرستان کے جناب۔ وہ لوگ اس بارے میں بہت کام کرتے ہیں۔ اس قسم کے زیادہ سودے ان کے حق میں ہی نکلتے ہیں۔ اس بار بھی سب یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ سودا کافرستان کے حق میں ہو جائے گا"...... نوازش علی نے کہا۔

"اس کی وجہ"...... عمران نے کہا۔

"اب میں آپ کو کیا بتاؤں جناب۔ اپنے ہی ملک کی بدنامی ہوتی ہے۔ بات یہ ہے کہ ریٹس تیار کرنے والے افسران کافرستان کے افسران سے رشوت لیتے ہیں اور جان بوجھ کر ایسے ریٹس دے دیتے ہیں جن کی وجہ سے کافرستان کامیاب ہو جاتا ہے"...... نوازش علی نے جواب دیا۔

"آپ نے اس سلسلے میں اعلیٰ حکام کو رپورٹس دی ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"میرے پاس ثبوت ہی نہیں ہوتا۔ صرف سنی سنائی باتیں ہیں۔ میں کیا کر سکتا ہوں"...... نوازش علی نے بے بسی سے کاندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا پالینڈ ایسے سودوں میں شریک ہوتا رہتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں۔ ٹیکسٹائل تھریڈ بال میں ایشیا اور خصوصاً کافرستان کا اب تک مقابلہ رہا ہے۔ یورپ والے ریڈی میڈ کپڑے کے سودے میں حصہ لیتے ہیں لیکن گزشتہ چند سالوں سے پالینڈ نے تھریڈ بال کی

سپلائی میں دلچسپی لینا شروع کر دی ہے کیونکہ اس طرح زیادہ منافع
کمایا جاسکتا ہے اور پھر اس میں ایک لحاظ سے مقابلہ بازی بھی بے حد
کم ہے۔ اس بار وہ پہلی بار اس بڑے سودے میں ٹینڈر دے رہا
ہے"۔ نوازش علی نے جواب دیا۔

"ہونہہ"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے یہ نہیں بتایا کہ اس سودے میں آپ کی شرکت کا کیا
مقصد ہے"...... نوازش علی نے کہا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس کو کہیں سے اطلاعات ملی ہیں کہ
پالینڈ اس سودے کو حاصل کرنے کے لئے غلط قسم کی کارروائیوں
میں مصروف ہے جبکہ چیف چاہتا ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہو اس لئے
اس نے مجھے یہاں بھیجا ہے تاکہ میں چیک کر سکوں کہ کیا ہوتا
ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسی غلط کارروائیاں جناب"...... نوازش علی نے حیران ہو کر
کہا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے البتہ یہ معلوم ہوا ہے کہ چونکہ اس
بار چیف آف سیکرٹ سروس خود اس سودے میں دلچسپی لے رہا ہے
اس لئے یقیناً اس بار پاکیشیا کے ریٹس سب سے کم ہوں گے اور
سودا بہرحال پاکیشیا کے حق میں ہو جائے گا"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"خدا کرے جناب ایسا ہی ہو"...... نوازش علی نے جواب دیا۔

اس دوران چیف سیکرٹری صاحب تشریف لائے اور پھر بیگ کی سیل
سب کے سامنے کھولی گئی اور وہاں موجود بڑی سی سکرین پر سب
ملکوں کے ریٹس کو مخصوص مشین کے ذریعے اوپن کیا گیا اور ٹائیگر
اس وقت بے اختیار اچھل پڑا جب پاکیشیا کی کامیابی کا اعلان کر دیا
گیا۔ پاکیشیا کے ریٹس سب سے کم تھے۔ اس سے زیادہ ریٹس پالینڈ
اور اس کے بعد تیسرے نمبر پر زیادہ ریٹس کافرستان کے تھے۔ اس کے
بعد دوسرے ممالک کے۔ ہال میں شور سا مچ گیا جبکہ عمران کے
چہرے پر انتہائی پرسکون مسکراہٹ تھی جبکہ سارجنٹ اور اس کے
ساتھی راجر کا چہرہ دیکھنے والا ہو رہا تھا لیکن ظاہر ہے وہ اب کچھ بھی نہ
کر سکتے تھے سوائے بے بسی سے ہونٹ کاٹنے کے اور وہ واقعی
مسلسل بے بسی سے ہونٹ کاٹنے میں مصروف تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب مبارک ہو۔ آپ کی کوششوں کی وجہ سے پاکیشیا نے آخرکار یہ سودا حاصل کر لیا"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم سناؤ کہ صفدر نے کوئی تحقیق کی ہے کہ پاکیشیا کے بھاری ریٹس کس آفیسر نے بتائے تھے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں اور میں نے فائل سرسلطان کو بھجوا دی تھی۔ اس کے خلاف یقیناً سخت کارروائی ہو گی لیکن آپ بتائیں کہ وہاں کیا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پالینڈ سیکرٹ سروس کا چیف ایجنٹ سارجنٹ اپنے پورے سیکشن سمیت وہاں موجود تھا اور سچی بات یہ ہے کہ اسٹارم حکومت نے ان ٹینڈروں کی حفاظت کا انتظام انتہائی فول پروف کیا ہوا تھا۔ ایک بار تو مجھے بھی ناکامی کا لفظ آنکھوں کے سامنے ناچتا ہوا نظر آیا لیکن تمہیں معلوم ہے کہ آخری لمحے تک کوشش فرض ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نے کوشش جاری رکھی اور یہ کام ہو گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیسے۔ کچھ تفصیل تو بتائیں۔ یہ شاید آپ کا پہلا کیس ہے جس میں مجھے سرے سے کسی بات کی اطلاع ہی نہیں ملی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے ارے اب تم چیک دینے سے بھی صاف انکار نہ کر دینا۔ بڑی جان توڑ کوشش کرنی پڑی ہے۔ پھر راستے میں ٹائیگر بھی میرا سر کھاتا رہا ہے کہ میں نے آخر کیا کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیک کی بات بعد میں ہو گی۔ پہلے آپ تفصیل تو بتائیں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے سٹور میں گٹر کے راستے داخل ہونے کی کوشش اور پھر ٹائیگر اور اپنے سارجنٹ کے گروہ کے ہاتھوں گرفتار ہونے اور پھر وہاں سے فرار ہونے تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ پھر آپ نے یہ مشن کیسے مکمل کر لیا"...... بلیک زیرو نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم سوچو کہ مجھے کیا کرنا چاہئے تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ نے چیف سیکرٹری کو گھیرا ہو گا اور کیا ہو سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" اوہ نہیں۔ پھر تو مکمل طور پر لٹیا ہی ڈوب جاتی۔ اسٹارم کا چیف سیکرٹری تو سر سلطان اور ڈیڈی سے بھی زیادہ اصول پسند ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اصل مسئلہ یہ تھا کہ پاکیشیا سے ٹینڈر پہلے ہی بھجوائے جا چکے تھے اور وہاں جس روز ٹینڈر پہنچتے ہیں اسی روز چیف سیکرٹری صاحب اس لفافے پر اپنی مخصوص مہر لگاتے ہیں اور تاریخ ڈال کر اس پر دستخط کرتے ہیں۔ اب اگر وہ لفافہ میں تبدیل کرتا تو چلو پاکیشیا کی مہریں تو اس پر لگ سکتی تھیں لیکن چیف سیکرٹری کی ذاتی مہر میں کہاں سے لگاتا اس لئے میں انتظار میں تھا کہ تاریخ قریب آئے تو معاملہ حل ہو سکے۔ پھر اسٹارم حکومت نے خود ہی تاریخ میں کمی کر کے میرا مسئلہ حل کر دیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہ کیسے۔ تاریخ میں کمی سے آپ کا مسئلہ کیسے حل ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" اچھا اب تمہیں اصل بات بتانی ہی پڑے گی تاکہ چیک کا

سکوپ بن سکے۔ اب کیا کیا جائے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

" اصل بات یہ ہے کہ جس روز ٹینڈر کھلنے ہوتے ہیں اس سے پہلے تمام ٹینڈرز کو لفافوں سے نکال کر فائلوں میں لگا دیا جاتا ہے اور پھر یہ فائلیں چیف سیکرٹری کو پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان لفافوں پر اپنی مہریں اور دستخط چیک کرتا ہے اور تسلی کر کے فائلیں لے کر ان کو سیل کر دیا جاتا ہے۔ پھر وہ سب کے سامنے کھولتا ہے اس لئے مجھے اسی بات کا انتظار تھا۔ کافرستان کے ریٹس مجھے معلوم تھے اور لامحالہ پالینڈ والوں نے دس پندرہ فیصد کم ریٹس رکھے ہوں گے جبکہ مارجن چار سو فیصد سے بھی زیادہ تھا۔ چنانچہ میں نے دوسرے ریٹس ویسے ہی کاغذ پر تیار کر لئے جو کہ کافرستان سے پچیس فیصد کم تھے۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ صرف وہ کاغذ اس کاغذ سے تبدیل کرنا تھا جو پہلے لفافے میں تھا۔ چنانچہ میں نے اس آفیسر کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر مجھے اس بارے میں معلوم ہو گیا لیکن وہ پہلے ہی فائلیں تیار کر کے انہیں الماری میں رکھ کر سیل کر چکا تھا۔ بہرحال اس آفیسر کو رات کو اغوا کر لیا گیا اور اس کی جگہ میں نے خود لے لی کیونکہ وہ میری ہی قد و قامت کا تھا۔ پھر میں نے خود جا کر الماری سے فائلیں نکالیں۔ انہیں بیگ میں رکھا اور کار میں بیٹھ کر چیف سیکرٹری کے آفس کی طرف چل پڑا۔ پھر راستے میں وہ کاغذ تبدیل کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ فائلیں میں نے چیف سیکرٹری کے حوالے کر

دیں۔ انہوں نے چیک کر کے اپنی تحویل میں لے لیں اور میں واپس اس جگہ پہنچ گیا جہاں فارن ایجنٹ اس آفیسر کو رکھے ہوئے تھا۔ اسے ہوش میں لا کر سب کچھ بتا دیا گیا۔ پہلے تو اس نے بہت شور مچایا لیکن میں نے جب اسے بتایا کہ اسے ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے تو وہ سیدھا ہو گیا۔ ویسے بھی اب وہ کچھ نہ کر سکتا تھا کیونکہ اگر وہ کوئی رپورٹ کرتا تو چیف سیکرٹری اسے نوکری سے معطل بھی کرا دیتا اور اسے نااہلی کی بنا پر سزا بھی ہو سکتی تھی اور ویسے بھی اسٹارم حکومت کو بہرحال اس سے دلچسپی نہ تھی کہ کس ملک کے ریٹس منظور ہوئے ہیں کیونکہ انہیں تو بہرحال قانون کے مطابق کم ریٹس ہی چاہئیں تھے۔ اس لئے وہ آفیسر خاموش ہو گیا اور پھر اسے خاموشی سے اس کے آفس پہنچا دیا گیا۔ بس اتنی سی بات تھی اور تھریڈ بال مشن مکمل ہو گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" یہ آپ کا ہی کام ہے عمران صاحب۔ بہرحال آپ نے واقعی پاکیشیا کے مفاد کے لئے بہت بڑا کام کیا ہے اس لئے اس کے بدلے میں آپ کو ایک چائے پلوائی جا سکتی ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے۔ کیا مطلب۔ چیک کی بجائے چائے۔ یہ کیا مطلب ہوا"...... عمران نے چونک کر تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ سیکرٹ سروس کا مشن نہیں تھا اس لئے چیک تو نہیں مل

سکتا اور ویسے بھی چیک اور چائے ایک ہی حرف سے شروع ہوتے ہیں اس لئے چائے کو ہی غنیمت سمجھیئے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔

" اور چیف بھی اسی حرف سے شروع ہوتا ہے اس لئے اب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود چیف بننے کی کوشش کی جائے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کوشش کر لیجئے پھر آپ کو خود دوسروں کو چیک دینے پڑیں گے اور چائے بھی پلوانا پڑے گی"...... بلیک زیرو نے مڑتے ہوئے کہا اور عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد